ہندو دھرم، فرقے، تنظیمیں

اور

اداروں کا تعارف

مفتی محمد سرور فاروقی ندوی
(استاذ: دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ وصدر جمعیت پیام امن، لکھنؤ)

مکتبہ پیام امن
ندوہ روڈ، ڈالی گنج لکھنؤ، یوپی، الھند

U-114

جملہ حقوق محفوظ

نام : ہندودھرم،فرقے،تنظیمیں اوراداروں کا تعارف

مصنف : مفتی محمد سرورفاروقی ندوی

ناشر : مکتبہ پیامِ امن،ندوہ روڈ،ڈالی گنج،لکھنؤ

اردوایڈیشن : جدیدایڈیشن مع اضافہ شدہ

تعدادکتب : ۱۰۰۰

سال : ۲۰۱۳ء

قیمت : ۳۵۰

Writer : Mufti Mohd Sarwar Farooqui Nadwi
Book Name:Hindu Dharam,Firqe, Tanzimen,aur Idaro kaTarruf
Publisher : Maktaba Payam-e-Amn, Nadwa Road,Daliganj,lucknow.
Website: www.islamicjpamn.org
E-Mail: tasneemlko2012@gmail.com
Phone No. 9984490150, 9919042879

ملنے کے پتے

۱۔ مجلس تحقیقات ونشریات،ندوۃ العلماء،پوسٹ بکس نمبر ۱۱۹(لکھنؤ)	05222741539
۲۔ نیوسلوربک ایجنسی،14،محمد علی روڈ،بھنڈی بازار،ممبئی	0522-27415
۳۔ الفرقان بکڈپو،نظیرآباد ۳۱(لکھنؤ)	9936635816
۴۔ سبحانیہ بک ڈپو،نیامحلہ،جبل پور،مدھیہ پردیش	9424708020
۵۔ ستیہ فاؤنڈیشن 5 182-A گرین لینڈ کیمپس،پوکھرپور،کانپور	9935044343
۶۔ مکتبہ شباب جدید،ندوہ روڈ،لکھنؤ	9198621671
۷۔ مکتبہ شاہ ولی اللہ جامع مسجد،دیوبند	8439650526

اجمالی فہرست

حصہ اول

ہندوستان کی مختصر تاریخ و تہذیب
اور ہندو سماج کی تشکیل

حصہ دوم

ہندو دھرم کا تعارف

حصہ سوم

ہندو مذہبی کتب کا تعارف

حصہ چہارم

ہندو دھرم کے فرقوں کا تعارف

حصہ پنجم

ہندو مذہبی تنظیموں کا تعارف

تفصیلی فہرست

پیش لفظ ۲۵
عرضِ مؤلف ۲۷
حصہ اول۔ ہندوستان کی مختصر تاریخ وتہذیب اور ہندو سماج کی تشکیل ۲۹
ہندوستان کی تاریخی حیثیت ۳۰
تاریخ کے مختلف ادوار ۳۰
تاریخ معلوم کرنے کے اہم ذرائع ۳۱
ابتدائی تہذیب کا تفصیلی جائزہ ۳۲
وادیٔ سندھ کے باشندے ۳۳
آریہ قوم مصر سے ہند تک ۳۴
آریہ قوم کی اصل ۳۴
۱۔وسط ایشیائی نظریہ (Central Asian Theory) ۳۴
۲۔مصری وسامی نظریہ (Egyptian or Semitic Theory) ۳۵
آریہ قوم کی ہندوستان کی طرف ہجرت ۳۵
ہندوستان میں آریاؤں کی آبادکاری ۳۵
دراوڑ قوم (Dravidian People) ۳۶
دراوڑ قوم کی تہذیب ۳۷
دراوڑ قوم کا مذہبی عقیدہ ۳۷
آریہ قوم ہندوستان میں ۳۷
آریہ قوم کا دراوڑوں پر غلبہ ۳۹
سماجی اور نسلی تفریق ۳۹
ہندو سماج کی تشکیل ۴۰
ویدک دور کا آغاز ۴۱

ویدک دور کے ادوار.. ۴۱
ابتدائی ویدک دور(Early Vedic Period)...................................... ۴۱
ویدک دور کے بعد(Later Vedic Period)...................................... ۴۲
ویدک دوراور ریاستوں کا آغاز... ۴۴
ویدک دور کے بعد سلطنتوں کا عروج... ۴۴
نندا سلطنت.. ۴۵
موریہ سلطنت.. ۴۶
اشکوک... ۴۶
موریہ سلطنت کے بعد.. ۴۷
گپت سلطنت.. ۴۷
آریہ قوم کے اہم دیوتا.. ۴۹
ا۔اِندر(Indra)بارش اور جنگ کا دیوتا.. ۴۹
۲۔اَگنی(Agni)آگ کا دیوتا.. ۵۰
۳۔ورُن(Varuna)پانی اوراخلاقی قانون کا دیوتا.................................. ۵۰
۴۔وایو(Vayu)ہوا کا دیوتا.. ۵۰
۵۔سوریہ(Surya)سورج کا دیوتا.. ۵۰
آریہ قوم اور گائے کا مذہبی تعلق.. ۵۱
گائے بطور مذہبی علامت... ۵۱
گائے اور قربانی... ۵۲
گائے بطور معیشت.. ۵۲
مذہبی رسومات میں گائے کا استعمال.. ۵۳
گائے کی پوجا کا تاریخی ارتقاء.. ۵۴
مصر کی قدیم قوم اور گائے کی پوجا.. ۵۷
اپِس بیل(Apis Bull)مقدس بچھڑا... ۵۷

دیوی ہیسَت (Hesat) اور دیگر گاؤ دیویاں ۵۸
یہودی قوم اور گائے یا بچھڑے کا تعلق ۵۸
مصر کے اثرات اور یہودی بچھڑے کی تمثیل ۵۸
آریہ قوم کی ہجرت اور مصری اثرات ۵۹
گائے کا تقدس: مصر سے آریہ روایت تک مماثلتیں ۵۹
گائے کے ماں ہونے کا تصور ۵۹
قربانی اور پاکیزگی ۶۰
سورج اور گائے کا ربط ۶۰
خلاصہ ۶۰
آریہ قوم (Aryans) کے مظالم ۶۱
ا۔ دراوڑ قوم پر حملہ اور قبضہ ۶۱
غلامی اور ذات پات کا نظام ۶۲
غیر آریائیوں پر ظلم اور مذہبی نسل پرستی ۶۳
عورتوں کے ساتھ امتیاز اور جبر ۶۴
لوٹ مار اور قبائلی جنگیں ۶۴
فکری و مذہبی جبر ۶۴
حصہ دوم۔ ہندو دھرم کا تعارف ۶۶
ہندو دھرم کی مختصر تاریخ ۶۷
شری مد بھاگوت پران کے مطابق دھرم کی تعریف ۶۸
منو اسمرتی کے مطابق دھرم کی تعریف ۶۸
لفظ ''ہندو'' کا مأخذ ۶۹
جغرافیائی مفہوم ۶۹
مذہبی مفہوم ۶۹
مذہبی و ثقافتی مفہوم ۷۰

جدید مفہوم... ۷۰
پنڈت جواہر لال نہرو کے مطابق... ۷۰
نہرو جی کے نزدیک ''ہند''(Hind) کی اصطلاح کا مأخذ.................... ۷۱
ہندو لفظ کی وجہ تسمیہ... ۷۳
لفظ ''ہندو'' میں اختلاف اور آراء.. ۷۵
سوامی دیانند سرسوتی کے مطابق... ۷۶
ونا یک دامودر ساورکر(V.D. Savarkar) کے مطابق.......................... ۷۶
ہندو کسے کہتے ہیں... ۷۷
آچاریہ ونوبا بھاوے کے مطابق ''ہندو'' کی تعریف.......................... ۷۷
تن سُکھ رام گپت کے مطابق ''ہندو'' کی تعریف............................ ۷۸
مہاتما گاندھی کے مطابق ''ہندو'' کی تعریف................................ ۷۹
گاندھی جی کی دوسری تعریف... ۷۹
سوامی وویکانند کے مطابق ''ہندو''... ۷۹
وردھ اسمرتی میں ''ہندو'' کی تعریف...................................... ۸۰
ڈاکٹر سروپلی رادھا کرشنن کے مطابق...................................... ۸۰
حصہ سوم۔ ہندو مذہبی کتب کا تفصیلی تعارف ۸۲
ہندو مذہبی کتابوں کا تعارف.. ۸۳
۱۔شروتی (श्रुति) ''جو سنی گئی''.. ۸۴
۲۔اسمرتی (स्मृति) ''جو یاد کی گئی''...................................... ۸۵
شروتی (श्रुति) ''جو سنی گئی''.. ۸۸
لغوی و اصطلاحی معنیٰ:.. ۸۸
شروتی کی تاریخ، ترتیب اور روایت.. ۸۸
شروتی کی اہمیت.. ۸۹
شروتی کی قسمیں... ۹۰

وید(वेद)لفظ کے معنیٰ...	۹۱
وید کی تاریخی حیثیت...	۹۱
ویدوں کے مصنف...	۹۲
ویدوں کا نزول 14 منیوں پر 23 ہزار سالوں میں...	۹۲
روایتی ہندو عقیدہ (Mythological Belief)...	۹۲
مہارشی دیانند سرسوتی کے مطابق ویدوں کی تصنیف...	۹۳
ویدوں کا ظہور تخلیقِ انسان کے ساتھ...	۹۴
جدید آریہ سماجی مؤرخین کی تعبیر...	۹۴
ویدوں کے ''کھوئے ہوئے'' حصے شاستری گواہی...	۹۵
ویدوں کی قسمیں...	۹۵
رِگ وید(ऋग्वेद)کا تعارف...	۹۵
رِگ وید کا الہامی زمانہ...	۹۵
رِگ وید کی ساخت (Structure)...	۹۶
رِگ وید کا موضوع...	۹۶
رِگ وید کی تعلیمات...	۹۷
یَجُر وید(यजुर्वेद)کا تعارف...	۹۹
یجر وید کا الہامی تصور...	۱۰۰
یَجُر وید کے حصے...	۱۰۰
دونوں کی اہم شاکھائیں...	۱۰۰
مجموعی اعداد و شمار: (شُکل یجر وید)...	۱۰۰
مجموعی اعداد و شمار: (کرشن یجر وید)...	۱۰۱
یجر وید کا موضوع...	۱۰۱
یجر وید کی تعلیمات...	۱۰۱
سَام وید(सामवेद)کا تعارف...	۱۰۲

سام وید کا الہامی تصور.......... ۱۰۳
ترتیب.......... ۱۰۳
سام وید کا موضوع.......... ۱۰۳
سام وید کی اہم تعلیمات.......... ۱۰۴
اَتھر و وید (अथर्ववेद) کا تعارف.......... ۱۰۵
اتھر و وید کا الہامی تصور.......... ۱۰۵
اتھر و وید کی ساخت (Structure).......... ۱۰۵
اتھر و وید کا موضوع.......... ۱۰۶
اتھر و وید کی اہم تعلیمات.......... ۱۰۶
خلاصہ.......... ۱۰۷
برہمن (ब्राह्मण) کا تعارف.......... ۱۰۸
برہمن (ब्राह्मण) گرنتھوں کا زمانۂ تألیف.......... ۱۰۹
مہارشی دیانند سرسوتی کے مطابق.......... ۱۰۹
برہمن (ब्राह्मण) کی ساخت (Structure).......... ۱۱۰
برہمن (ब्राह्मण) کا ویدوں سے تعلق.......... ۱۱۰
برہمن (ब्राह्मण) کے موضوعات.......... ۱۱۱
برہمن (ब्राह्मण) گرنتھ کی تعلیمات.......... ۱۱۱
آرنیک (आरण्यक) کا تعارف.......... ۱۱۳
آرنیک (आरण्यक) کا زمانۂ تألیف.......... ۱۱۳
مہارشی دیانند سرسوتی کے مطابق.......... ۱۱۴
آرنیک (आरण्यक) گرنتھ کے مصنفین.......... ۱۱۵
آرنیک (आरण्यक) گرنتھ کی ترتیب.......... ۱۱۵
اہم آرنیک (आरण्यक) گرنتھ اور ان کا ویدوں سے تعلق.......... ۱۱۶
آرنیک (आरण्यक) گرنتھ کے موضوعات.......... ۱۱۶

خلاصہ.. ۱۱۷
اُپنشد(उपनिषद्)کا تعارف.. ۱۱۷
اُپنشد(उपनिषद्)کا نزول... ۱۱۸
جدید محققین کے مطابق اُپنشدوں(उपनिषद्)کی تصنیف........................... ۱۱۹
ساخت(Structure).. ۱۱۹
اُپنشدوں کی کل تعداد.. ۱۱۹
کل روایتی تعداد.. ۱۱۹
قدیم ترین اہم اپنشد(मुख्य उपनिषद्)... ۱۱۹
اہم قدیم 13 اُپنشد(मुख्य उपनिषद्)... ۱۲۰
اہم اُپنشداوران کا ویدوں سے تعلق.. ۱۲۱
اُپنشد(उपनिषद्)کے موضوعات... ۱۲۱
اُپنشد(उपनिषद्)کی اہم تعلیمات.. ۱۲۲
۲۔اسمرتی(स्मृति)''جو یاد کی گئی''.. ۱۲۳
اسمرتی(स्मृति)کا تعارف.. ۱۲۳
اسمرتی(स्मृति)کا مفہوم... ۱۲۳
اسمرتی(स्मृति)کی اقسام.. ۱۲۴
دھرم شاستر(धर्मशास्त्र)... ۱۲۵
اسمرتی(स्मृति)کا زمانۂ تصنیف... ۱۲۵
A.A. Macdonellکے مطابق.. ۱۲۵
S. Radhakrishnanکے مطابق.. ۱۲۶
دیانند سرسوتی کے مطابق اسمرتی(स्मृति)کی نوعیت................................ ۱۲۶
مہارشی دیانند سرسوتی کے مطابق اسمرتی کا زمانۂ تصنیف.......................... ۱۲۶
اسمرتیوں کا زمانہ''منوعہد''یا ابتدائی انسانی سماج سے جڑا ہوا ہے.................. ۱۲۷
اسمرتی(स्मृति)کی ساخت... ۱۲۷

اسمرتی (स्मृति) کی تعداد ۱۲۸
اسمرتی کا موضوع ۱۲۸
سبھی 9 منو اسمرتیوں کی تفصیل ۱۲۹
اسمرتی کی بنیادی تعلیمات ۱۳۱
(الف) ''دھرم شاستر'' (धर्मशास्त्र) کا تعارف ۱۳۳
دھرم شاستر (धर्मशास्त्र) کی ابتدا ۱۳۴
دھرم شاستر (धर्मशास्त्र) کی کل تعداد ۱۳۴
19 اہم دھرم شاستر (धर्मशास्त्र) بنیادی قانون گرنتھ ۱۳۵
دیگر (اُپ اسمرتیاں/ دھرم شاستر) بعد کی قانونی کتابیں ۱۳۶
''دھرم شاستر'' (धर्मशास्त्र) کے موضوعات ۱۳۷
(ب) اتہاس (इतिहास) ۱۳۸
رامائن (रामायण) کا تعارف ۱۳۹
رامائن (रामायण) کی تألیف کا زمانہ ۱۳۹
جدید محققین کے مطابق ۱۴۰
رامائن (रामायण) کی ترتیب کا انداز ۱۴۱
رامائن کے سات کانڈ میں شلوکوں کی تعداد ۱۴۱
رامائن کے سات کانڈ کا مختصر تعارف ۱۴۳
رامائن کا موضوع ۱۴۴
مہابھارت (महाभारत) کا تعارف ۱۴۵
مہابھارت (महाभारत) کی تألیف ۱۴۵
تاریخی و علمی (Scholarly) نقطۂ نظر ۱۴۶
مہابھارت (महाभारत) کی ترتیب کا طریقہ ۱۴۷
مہابھارت (महाभारत) کے 18 حصے ۱۴۷
مہابھارت (महाभारत) کے 18 پَرو کا مختصر تعارف ۱۴۸

بھگوت گیتا (भगवद्गीता) کا تعارف.. ۱۵۱
بھگوت گیتا (भगवद्गीता) کے مصنف.. ۱۵۲
بھگوت گیتا (भगवद्गीता) کا زمانہ تالیف.. ۱۵۳
جدید محققین کے مطابق بھگوت گیتا کا زمانہ تالیف.. ۱۵۴
بھگوت گیتا (भगवद्गीता) کی ترتیب.. ۱۵۵
بھگوت گیتا کے 3 بنیادی نظریہ.. ۱۵۶
شریمد بھگوت گیتا (श्रीमद् भगवद्गीता) کے 18 ابواب.. ۱۵۷
بھگوت گیتا کے 18 ابواب کا خلاصہ.. ۱۵۷
بھگوت گیتا کی اہم تعلیم.. ۱۶۰
پُران (पुराण) کا تعارف.. ۱۶۱
پُران (पुराण) کے مصنف.. ۱۶۲
پُران (पुराण) کی تصنیف جدید محققین کے مطابق.. ۱۶۲
پُران (पुराण) کی ترتیب کا طریقہ.. ۱۶۴
پُران (पुराण) کے پانچ حصے (पञ्च लक्षण).. ۱۶۴
پُرانوں کی دیگر ساختی خصوصیات.. ۱۶۵
پُران (पुराण) کی تعداد.. ۱۶۶
18 مہا پُران (महापुराण) کے نام.. ۱۶۶
پُران (पुराण) کی اہم تعلیم.. ۱۷۰
آگم (आगम) کا تعارف.. ۱۷۱
آگم (आगम) کا تاریخی پس منظر.. ۱۷۲
آگم کی اقسام.. ۱۷۳
شیو آگم (शैव आगम).. ۱۷۴
ویشنو آگم (वैष्णव आगम).. ۱۷۴
شاکت آگم (शाक्त आगम).. ۱۷۴

آگم کی ساخت	۱۷۵
آگم کے اہم موضوعات	۱۷۶
درشن (दर्शन) کا تعارف	۱۷۸
درشنوں کی تاریخی حیثیت	۱۷۸
درشنوں کا بنیادی مقصد	۱۷۸
درشن کی تعداد	۱۷۹
۱۔ نیایہ درشن (न्याय दर्शन)	۱۸۰
۲۔ ویشیشک درشن (वैशेषिक दर्शन)	۱۸۰
۳۔ سانکھیا درشن (सांख्य दर्शन)	۱۸۱
۴۔ یوگ درشن (योग दर्शन)	۱۸۲
۵۔ میمانسا درشن (मीमांसा दर्शन)	۱۸۳
۶۔ ویدانت درشن (वेदान्त दर्शन)	۱۸۴
درشن اور شروتی کا تعلق	۱۸۴
آستک اور ناستک درشن	۱۸۵
حصہ چہارم۔ ہندو دھرم کے فرقوں کا تعارف	۱۸۶
ہندو دھرم کی مختصر تاریخ	۱۸۷
ہندو دھرم کے فرقے	۱۸۸
سناتن دھرم کا تعارف	۱۸۸
سناتن دھرم کی تعریف	۱۸۸
ویدک تعریف	۱۸۹
منو اسمرتی کی تعریف	۱۸۹
بھگوت گیتا کی تعریف	۱۸۹
آدی شنکر اچاریہ کی تعریف	۱۸۹
سوامی دیانند سرسوتی کی تعریف	۱۹۰

سوامی وویکانند کی تعریف.. ۱۹۰
مہاتما گاندھی کی تعریف.. ۱۹۰
ڈاکٹر رادھا کرشنن کی تعریف.. ۱۹۱
سناتن دھرم کا تاریخی پس منظر.. ۱۹۱
سناتن دھرم کا نظریاتی مفہوم.. ۱۹۲
موجودہ دور میں سناتن دھرم کا سیاسی مفہوم.. ۱۹۲
سیاسی پس منظر.. ۱۹۳
موجودہ مفہوم.. ۱۹۳
خلاصہ.. ۱۹۴
سناتن دھرم کی اہم شاخیں.. ۱۹۴
سناتن دھرم کے بنیادی عقائد.. ۱۹۴
شیوفرقہ (Shaivism) کا تعارف.. ۱۹۶
شیوفرقہ کے عقائد.. ۱۹۶
اہم مذہبی علامتیں.. ۱۹۷
شِولنگم.. ۱۹۷
تریشول.. ۱۹۸
سنگھار (فنا).. ۱۹۸
ناگ.. ۱۹۸
گنگا.. ۱۹۹
شیوفرقہ کی اہم مذہبی کتب.. ۱۹۹
اہم شیومندر.. ۲۰۰
پہچان اور ظاہری علامتیں.. ۲۰۰
اہم تہوار.. ۲۰۱
اہم رسوم وعبادات.. ۲۰۳

ذیلی فرقے(Sub-sects).. ۲۰۴
ا۔یشوپت فرقہ.. ۲۰۴
۲۔لِنگایت فرقہ.. ۲۰۵
۳۔دیرشیوَ نام فرقہ.. ۲۰۶
اہم اعمال.. ۲۰۷
ناتھ فرقہ(नाथ सम्प्रदाय).. ۲۰۷
اہم اعمال.. ۲۰۸
ناتھ فرقہ کے عقائد.. ۲۰۸
اوگھڑ فرقہ(औघड़ पंथ).. ۲۰۹
اوگھڑ فرقہ کے عقائد.. ۲۰۹
ناگ پنتھی فرقہ(नाग पंथी संप्रदाय).. ۲۱۰
ناگ پنتھی فرقہ کے عقائد.. ۲۱۱
وِشنو فرقہ(वैष्णव सम्प्रदाय) کا تعارف.. ۲۱۲
عقائد(Beliefs).. ۲۱۲
عقائد کا خلاصہ ایک نظر میں.. ۲۱۴
وِشنو کے دس اوتار(दशावतार).. ۲۱۵
وِشنو فرقہ کی مذہبی علامتیں.. ۲۱۶
مذہبی کتب.. ۲۱۸
وِشنو فرقہ کے مشہور مندر.. ۲۱۸
رسم ورواج(Practices).. ۲۱۹
وشنو فرقے کے اہم تہوار.. ۲۱۹
ذیلی فرقے(Sub-sects).. ۲۲۰
(ا)وارکاری فرقہ.. ۲۲۰
بنیادی عقائد.. ۲۲۱

مذہبی متون ۲۲۱
ذیلی شاخیں ۲۲۱
(۲) رام داسی فرقہ ۲۲۲
بنیادی عقائد ۲۲۲
اہم تصنیف ۲۲۳
(۳) دتا ترے فرقہ ۲۲۳
بنیادی عقائد ۲۲۳
مذہبی خصوصیات ۲۲۴
شاکت فرقہ (Shaktism) کا تعارف ۲۲۵
عقائد (Beliefs) ۲۲۵
مذہبی کتب ۲۲۸
مشہور عبادت گاہیں (مندر) ۲۲۸
مذہبی ظاہری علامتیں (IdentitySymbols) ۲۲۸
اہم رسومات و تہوار ۲۲۹
ذیلی فرقے (Sub-sects) ۲۳۱
۱۔ شری وِدیا پنتھ ۲۳۱
۲۔ کالی کُلا ۲۳۲
۳۔ درگا پنتھ ۲۳۳
۴۔ کالکھیا پنتھ ۲۳۴
اسمارت فرقہ (स्मार्त संप्रदाय) ۲۳۵
اسمارت فرقہ کے عقائد (Beliefs) ۲۳۵
مذہبی کتب ۲۳۶
مذہبی رسومات ۲۳۷
فلسفیانہ بنیاد (Philosophical Basis) ۲۳۷

اہم خصوصیات.. ۲۳۸
اہم مراکز و پیروکار.. ۲۳۸
ہندو مذہب کے دیگر اہم فرقے.. ۲۴۰
روایتی مذہبی فرقے (सम्प्रदाय/ पंथ).. ۲۴۰
اصلاحی تحریکیں (Religious Reform Movements).. ۲۴۱
جدید روحانی وفکری تحریکیں.. ۲۴۱
روایتی مذہبی فرقے (सम्प्रदाय/ पंथ).. ۲۴۲
رادھا سوامی فرقہ کا تعارف.. ۲۴۲
رادھا سوامی فرقہ کے بنیادی عقائد.. ۲۴۳
عبادات و روحانی اعمال.. ۲۴۴
علامات وشناخت (Symbols).. ۲۴۴
کبیر پنتھ کا تعارف.. ۲۴۴
کبیر پنتھ کے بنیادی عقائد.. ۲۴۶
عبادات و روحانی اعمال.. ۲۴۷
علامات وشناخت.. ۲۴۷
دادو پنتھ کا تعارف.. ۲۴۸
دادو پنتھ کے عقائد.. ۲۴۹
دادو پنتھ میں عبادات کا طریقہ.. ۲۵۰
دادو پنتھ کی تعلیمات.. ۲۵۰
دادو پنتھ کی علامات (Symbols).. ۲۵۱
تہوار.. ۲۵۱
دادو پنتھ کی اہم کتب.. ۲۵۲
سوامی نارائن فرقہ کا تعارف.. ۲۵۲
سوامی نارائن فرقہ کے عقائد.. ۲۵۴

سوامی نارائن فرقہ کی تعلیمات.. ۲۵۵
عبادات کا طریقہ.. ۲۵۵
سوامی نارائن فرقہ کی اہم کتب.. ۲۵۶
جے گرودیومت کا تعارف.. ۲۵۶
جے گرودیومت کے عقائد.. ۲۵۸
جے گرودیومت کی تعلیمات.. ۲۵۹
عبادت کا طریقہ.. ۲۵۹
جے گرودیومت کی اہم کتب.. ۲۶۰
سرنامی یا سرنامت کا تعارف.. ۲۶۰
سرنامت کے عقائد.. ۲۶۱
سرنامت کی تعلیمات.. ۲۶۲
سرنامت میں عبادات.. ۲۶۲
اہم تہوار.. ۲۶۳
ہندو دھرم کی اصلاحی تحریکیں.. ۲۶۴
آریہ سماج کا تعارف.. ۲۶۴
مہارشی دیانند سرسوتی.. ۲۶۵
آریہ سماج کے بنیادی عقائد و نظریات.. ۲۶۶
آریہ سماج کی بنیادی تعلیمات.. ۲۶۷
دیانند سرسوتی کا اسلام کے بارے میں نظریہ.. ۲۶۹
آریہ سماج میں عبادات کا طریقہ.. ۲۷۰
آریہ سماج کے تہوار.. ۲۷۲
آریہ سماج کی اہم کتب.. ۲۷۲
آریہ سماج کے اہم مراکز.. ۲۷۲
برہم سماج کا تعارف.. ۲۷۳

برہم سماج کے بنیادی عقائد ونظریات ۲۷۴
برہم سماج میں عبادت کا طریقہ ۲۷۵
برہم سماج کے اہم مراکز ۲۷۸
برہم سماج کے مندر (عبادت خانے) ۲۷۸
برہم سماج کے تہوار ۲۷۸
برہم سماج کی اہم کتب ۲۷۹
پرارتھنا سماج کا تعارف ۲۸۰
پرارتھنا سماج کے بنیادی عقائد ونظریات ۲۸۱
پرارتھنا سماج کی تعلیمات ۲۸۲
پرارتھنا سماج کے تہوار ۲۸۴
پرارتھنا سماج میں عبادت کا طریقہ ۲۸۴
پرارتھنا سماج کے اہم مراکز ۲۸۴
پرارتھنا سماج کی اہم کتب ۲۸۵
نرنکاری مشن کا تعارف ۲۸۵
بابا بوٹا سنگھ جی ۲۸۶
نرنکاری مشن کے بنیادی مقاصد ۲۸۷
نرنکاری مشن کی تعلیمات ۲۸۸
نرنکاری مشن میں عبادت کا طریقہ ۲۸۹
نرنکاری مشن کی اہم کتب ۲۸۹
نرنکاری مشن کا اہم مرکز ۲۸۹
نرنکاری مشن کے تہوار ۲۹۰
جدید روحانی وفکری تحریکیں ۲۹۱
رام کرشن مشن کا تعارف ۲۹۲
رام کرشن مشن کے عقائد وتعلیمات ۲۹۵

رام کرشن مشن میں عبادت کا طریقہ.. ۲۹۵
رام کرشن مشن کے تہوار.. ۲۹۶
رام کرشن مشن کے اہم مراکز.. ۲۹۶
رام کرشن مشن کی اہم کتب.. ۲۹۷
آنند مارگی فرقہ کا تعارف.. ۲۹۸
شری شری آنند مورتی (پربھات رنجن سرکار).. ۲۹۹
آنند مارگی فرقہ کے مقاصد.. ۳۰۰
PROUT نظریہ.. ۳۰۰
PROUT کے بنیادی اصول.. ۳۰۲
آنند مارگ میں عبادت وسادھنا کا طریقہ.. ۳۰۲
آنند مارگ کی اہم کتب.. ۳۰۲
آنند مارگ کے اہم مراکز.. ۳۰۳
پرجاپتا برہما کماری مت کا تعارف.. ۳۰۴
پرجاپتا برہما کماری مت کے مقاصد.. ۳۰۶
پرجاپتا برہما کماری مت کی تعلیمات.. ۳۰۷
برہما کماری مت میں عبادت کا طریقہ.. ۳۰۸
پرجاپتا برہما کماری مت کی اہم کتب.. ۳۰۸
پرجاپتا برہما کماری مت کے تہوار.. ۳۰۹
پرجاپتا برہما کماری مت کا مرکزی مرکز.. ۳۰۹
گایتری سماج کا تعارف.. ۳۱۰
گایتری سماج یا گایتری پریوار.. ۳۱۱
گایتری سماج کے عقائد ونظریات.. ۳۱۲
گایتری منتر (गायत्री मंत्र).. ۳۱۴
لفظی معنیٰ وترجمہ.. ۳۱۴

گایتری پریوار کی بنیادی تعلیمات........................... ۳۱۵
گایتری پریوار میں عبادت کا طریقہ........................... ۳۱۷
گایتری پریوار کی اہم کتب........................... ۳۱۸
گایتری پریوار کے اہم مراکز........................... ۳۱۸
حصہ پنجم۔ہندو مذہبی تنظیموں کا تعارف ۳۲۱
ہندو مذہبی تنظیمیں........................... ۳۲۲
آر ایس ایس(RSS) کا تعارف........................... ۳۲۳
تاریخی پس منظر........................... ۳۲۳
آر ایس ایس کے قیام کا مقصد........................... ۳۲۴
ڈاکٹر کیسَو بلی رام ہیڈ گیوار۔بانی آر ایس ایس........................... ۳۲۶
ہیڈ گیوار کے بنیادی نظریات........................... ۳۲۶
آر ایس ایس کا ہندوتوا(Hindutva) کا نظریہ........................... ۳۲۸
نظریے کی فکری بنیاد........................... ۳۲۸
ہندوتوا کے بنیادی اجزاء(آر ایس ایس کی تعبیر میں)........................... ۳۲۸
آر ایس ایس کے مطابق ہندو........................... ۳۲۹
نظریاتی بنیاد........................... ۳۳۰
آر ایس ایس کی تعبیر میں ہندو کی بنیادی خصوصیات........................... ۳۳۰
آر ایس ایس کا تنظیمی ڈھانچہ........................... ۳۳۱
تنظیمی ڈھانچہ کی اہم خصوصیات........................... ۳۳۳
شاکھا کے چار حصّے (عمر کے مطابق تنظیمی تقسیم)........................... ۳۳۳
شاکھا کی قیادت اور اوپر کی تنظیم........................... ۳۳۵
آر ایس ایس کا طریقۂ کار........................... ۳۳۶
راشٹریہ سویم سیوک سنگھ(RSS) کے اہم رہنما........................... ۳۳۸
آر ایس ایس کا مذہبی نظریہ........................... ۳۳۹

آر ایس ایس کا سیاسی نظریہ ۳۴۱
آر ایس ایس کی اہم تقریبات ۳۴۲
آر ایس ایس کی اہم کتب ۳۴۴
آر ایس ایس کا مسلمانوں کے لیے نظریہ ۳۴۵
گولوالکر کا نظریہ (کلاسیکی موقف) ۳۴۵
آئینی مساوات بمقابلہ ثقافتی قومیت ۳۴۶
بھگوا جھنڈا (भगवा ध्वज) ۳۴۷
ساورکر کے مطابق مسلمان ۳۴۸
گولوارکر کے مطابق مسلمان ۳۴۹
غیر ہندوؤں کی حیثیت تہذیبی تابع داری ۳۴۹
آر ایس ایس کا ہندو راشٹر نظریہ ۳۵۰
گولوالکر کا تصورِ قوم ۳۵۰
ہندو راشٹر میں غیر ہندوؤں کی حیثیت ۳۵۰
ہندو راشٹر اور آئین ۳۵۱
آر ایس ایس کا تعلیمی نیٹ ورک ۳۵۱
مقاصد (Objectives) ۳۵۱
اسکولوں کی اقسام ۳۵۲
تعداد ۳۵۳
نصاب اور سرگرمیاں ۳۵۳
آر ایس ایس کا اہم مرکز (ہیڈکوارٹر) ۳۵۴
ریشم باغ اسمرتی مندر ۳۵۴
اہمیت ۳۵۴
آر ایس ایس کی ذیلی تنظیمیں ۳۵۵
بی جے پی (BJP) کا تعارف ۳۵۶

مقاصد ونظریہ ۳۵۶
ہیڈ آفس ۳۵۷
ویشوا ہندو پریشد (VHP) کا تعارف ۳۵۸
مقاصد ونظریہ ۳۵۸
بجرنگ دل (Bajrang Dal) ۳۵۹
اکھل بھارتیہ ودیارتھی پریشد (ABVP) ۳۶۰
اکھل بھارتیہ ودیارتھی پریشد کی بنیاد ۳۶۱
بھارتیہ مزدور سنگھ (BMS) ۳۶۲
مقاصد ونظریہ ۳۶۳
سرگرمیاں وکردار ۳۶۳
تنقید ومباحث ۳۶۴
ودیا بھارتی اکھل بھارتیہ شکشا سنستھان ۳۶۴
سیوا بھارتی (सेवा भारती) ۳۶۶
عملی سرگرمیاں ۳۶۶
واناواسی کلیان آشرم ۳۶۷
عملی سرگرمیاں ۳۶۸
راشٹریہ سیوِکا سمتی ۳۶۸
عملی سرگرمیاں ۳۶۹
شیوسینا (Shiv Sena/शिव सेना) ۳۷۰
شیوسینا (शिव सेना) کے نظریات ۳۷۱
مرہٹی قومیت ۳۷۱
ہندوتوا کی شمولیت ۳۷۱
جارحانہ عوامی سیاست ۳۷۲
شیوسینا کے نظریات ایک نظر میں ۳۷۳

شیوسینا کا نظریہ مسلمان................................ ۳۷۴
علاقائی شناخت کا فریم................................ ۳۷۴
ہندوتوا کی شمولیت اور سختی................................ ۳۷۴
قیادت کے بیانات اور اسٹریٹ پولیٹکس................................ ۳۷۴
عملی سیاست اور نظریاتی لچک................................ ۳۷۵
مرکزی دفتر (مرکز)................................ ۳۷۵
شیوسینا کا اخبار................................ ۳۷۵
شیوسینا کا مذہبی نظریہ................................ ۳۷۶
اکھل بھارتیہ ہندو مہاسبھا(अखिल भारतीय हिन्दू महासभा)................................ ۳۷۷
نظریات................................ ۳۷۸
مقاصد................................ ۳۷۸
ہندو مہاسبھا کا مسلمانوں کے متعلق نظریہ................................ ۳۷۸
سناتن سنستھا(सनातन संस्था)................................ ۳۸۰
نظریات................................ ۳۸۰
مقاصد................................ ۳۸۰
ہندو یوا واہنی(हिन्दू युवा वाहिनी)................................ ۳۸۱
نظریات................................ ۳۸۲
مقاصد................................ ۳۸۲
ہندوستانی مسلمانوں کے متعلق نظریہ................................ ۳۸۳

❀❀❀

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

حضرت مولانا عبداللہ حسنی ندویؒ کے قلم سے

(سابق استاذ حدیث: دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ)

الحمدللہ رب العالمین و الصلوٰۃ و السلام علی رسولہ الکریم۔ امابعد:

یہ ایک حقیقت ہے بلکہ ایک معمہ ہے کہ ہندو اور مسلمان اس ملک میں ہزاروں سال سے ساتھ رہتے آرہے ہیں، لیکن ابھی تک ایک دوسرے سے بیگانے بلکہ ایک دوسرے سے خائف ہیں، نہ مسلمان ہندو مذہب کی تعلیمات سے آشنا ہیں اور نہ انھوں نے کبھی سنجیدہ اس کے لئے کوشش کی، اور نہ ہی ہندو بھائی اسلام کی تعلیمات سے واقف ہیں اور نہ ہی حقیقت سے آشنا ہونے کی انھوں نے کوشش کی بلکہ بعض اسباب کی بنا پر ان کے ذہن اسلام کی طرف سے ایسے مسموم ہو گئے کہ کبھی اگر اس کی کوشش بھی کی گئی تو انھوں نے سمجھنے سے صاف انکار کردیا، یہی صورت حال کم وبیش اب بھی قائم ہے بلکہ عالمی سیاست بھی اب اس پر اثر انداز ہونے لگی ہے اور اسلام کے خلاف جو ایک عالمی پروپگنڈا چل رہا ہے اس کا اثر بھی عام پڑھے لکھے لوگوں پر پڑ گیا ہے ایسے حالات میں شدید ضرورت ہے کہ دونوں طرف کے سنجیدہ پڑھے لکھے لوگ آگے آئیں اور ایک دوسرے کو سمجھنے کی کوشش کریں اور اس سلسلہ میں مختلف زبانوں میں ایسا لٹریچر تیار کریں جس کو پڑھ کر تفاہم اور تعاون کی شکلیں پیدا کی جاسکیں اور اس طرح ایک ساتھ زندگی گزارنے کا مزہ بھی آئے اور حقیقت بھی کھل کر سامنے آجائے۔

خوشی ومسرت کی بات ہے کہ عزیز مکرم مفتی محمد سرور فاروقی ندوی صاحب جو ہندی اور سنسکرت سے بھی واقف ہیں نے ہندوستانی مذاہب کا تعارف کرانے کے لئے ''ہندودھرم اس کے فرقے

، تنظیمیں اور اداروں کا تعارف'' کے نام سے مختلف مضامین کو یکجا کر کے ایک کتاب تیار کردی ہے، جو انشاءاللہ اس سلسلہ میں بہت مفید ہوگی۔

اللہ اس کے ذریعہ خاطر خواہ فائدہ پہنچائے اور ہدایت کا کام کرنے والوں کے لئے مؤثر ذریعہ بنائے۔آمین

والسلام

عبداللہ حسنی ندوی

استاذ حدیث، دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ

مورخہ ۱۳؍رمضان المبارک ۱۴۲۰ھ

مطابق ۲۲ دسمبر ۱۹۹۹ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ مؤلف

الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم، امابعد:

ہندو دھرم ایک ایسا قدیم مذہب ہے جس کے ماننے والے آج بھی کروڑوں کی تعداد میں موجود ہیں۔ وہ اپنی تہذیب وتمدن پر فخر کرتے ہیں، مگر افسوس کہ ہم اس قوم کے عقائد و نظریات سے بالکل ناواقف ہیں۔ ہم صرف ان کے ظاہری رسوم ورواج کو دیکھ کر ان کے عقائد کا فیصلہ کر لیتے ہیں اور یہ کہہ کر الگ ہو جاتے ہیں کہ ان کا مذہب محض دیومالائی عقائد پر مبنی ہے اور ان کے ہاں سب کچھ لغو و باطل ہے۔ لیکن کیا ہم اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور ان چند جملوں کے سہارے اپنے آپ کو بری الذمہ قرار دے سکیں گے؟ میرا یقین ہے کہ ہم ان باتوں سے ہرگز نہیں بچ سکیں گے، جب اتنی بڑی انسانیت جہنم کی طرف جا رہی ہو اور ہم سے کوئی سوال نہ کیا جائے۔ یہی احساس اور اضطراب مجھے ہندو مذہب کے مطالعے پر آمادہ کرنے کا سبب بنا۔

درحقیقت، ہندو دھرم کسی ایک عقیدے یا نظریے پر قائم نہیں، بلکہ یہ مختلف عقائد و خیالات کا حسین امتزاج ہے۔ جس طرح ہندو قوم کی تشکیل مختلف نسلوں اور اقوام کے اختلاط سے ہوئی ہے، اسی طرح ہندو دھرم بھی مختلف مذاہب وافکار کے اشتراک واثرات کا نتیجہ ہے۔

ہندوؤں نے جو کچھ اپنے آباؤاجداد سے پایا، اسی پر قناعت نہیں کی، بلکہ جہاں سے کوئی اچھی یا قابلِ قدر بات ملی، اسے خوش دلی سے قبول کر لیا۔ یہی وجہ ہے کہ ہندو دھرم میں دنیا کے تقریباً تمام بڑے مذاہب کے اثرات کسی نہ کسی صورت میں پائے جاتے ہیں۔ ہندوستان میں جب بھی کوئی نیا مذہبی یا فکری دھارا وجود میں آیا، ہندو مذہب نے بڑی کشادہ دلی اور وسعتِ ظرفی کے ساتھ اسے اپنے اندر سمو لیا۔

مندرجہ بالا تفصیلات سے یہ بات بخوبی واضح ہوجاتی ہے کہ ہندو مذہب ایک نہایت پیچیدہ، گہرے اور فلسفیانہ نظامِ عقائد پر مشتمل ہے۔ لہٰذا دعوتِ دین کا فریضہ انجام دینے والوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ ہندو مذہب کے بنیادی عقائد، تاریخی پس منظر اور فرقوں سے پوری طرح واقف ہوں۔

الحمد للہ، خاکسار جب ہندو مذہب کے مطالعے میں مصروف تھا تو مجھے دعوت کے خصوصی شماروں کا مطالعہ کرنے کا موقع ملا۔ ان میں بعض مضامین نہایت جامع اور مفید تھے۔ ان مضامین سے اور دیگر مستند کتب سے استفادہ کر کے اس کتاب کو تیار کیا گیا ہے تاکہ داعیانِ حق کے لیے ہندو مذہب اور اس کی مختلف تنظیموں کو سمجھنا آسان ہو اور وہ انہیں دعوتِ توحید کو مؤثر انداز میں پیش کر سکیں۔

اس کتاب کے حصہ اول میں ہندوستان کی مختصر تاریخ و تہذیب کا ذکر اور حصہ دوم میں ہندو دھرم کا تعارف اور حصہ سوم میں مذہبی کتب اور حصہ چہارم میں ہندو دھرم کے فرقے اور حصہ پنجم میں ہندو مذہب کی تنظیموں کا ذکر تفصیل سے پیش کیا گیا ہے۔

آخر میں ہم اُن تمام اہلِ علم و رفقاء کے تہہِ دل سے شکر گزار ہیں جنہوں نے اس کتاب کی پروف ریڈنگ، کمپوزنگ اور اشاعت میں حصہ لیا۔ اللہ رب العزت ان تمام حضرات کو اجرِ عظیم عطا فرمائے، اور شرفِ قبولیت عطا فرما کر اپنی رضامندی اور تمام انسانوں کی ہدایت کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔

دعاؤں کا طالب

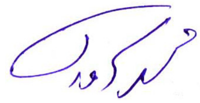

محمد سرور فاروقی ندوی

استاذ صحافت و دعوہ: دار العلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ

۲۵ / دسمبر ۱۹۹۹ء

حصّہ اوّل

ہندوستان کی مختصر تاریخ وتہذیب

اور

ہندوسماج کی تشکیل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہندوستان کی تاریخی حیثیت

کسی بھی قوم، مذہب یا تہذیب کو صحیح طور پر سمجھنے کے لیے اس کے تاریخی پس منظر، جغرافیائی ماحول اور تہذیبی ارتقاء کا جاننا ضروری ہوتا ہے۔ یہی اصول ہندو تہذیب اور ہندومت کے مطالعہ پر بھی لاگو ہوتا ہے۔ ہندومت دنیا کے قدیم ترین مذاہب میں شمار ہوتا ہے، جس کی جڑیں برصغیر ہند کی قدیم تہذیب میں پیوست ہیں۔ یہ مذہب کسی ایک شخصیت یا ایک مخصوص دور کی پیداوار نہیں، بلکہ مختلف ادوار، رسوم، فلسفیانہ افکار اور مذہبی روایات کے تدریجی امتزاج سے وجود میں آیا۔ وادیٔ سندھ کی تہذیب، آریائی تمدن، ویدک روایات، اپنشدی فلسفہ اور بعد کے پورانک تصورات نے ہندو مذہبی فکر کی تشکیل میں اہم کردار ادا کیا۔ وقت کے ساتھ مختلف قبائل، قوموں اور مقامی ثقافتوں کے اثرات شامل ہوتے گئے، جس کے نتیجے میں ہندومت ایک متنوع اور وسیع تہذیبی و مذہبی نظام کی شکل اختیار کر گیا۔

تاریخ کے مختلف ادوار

تاریخ کو عموماً تین بڑے ادوار میں تقسیم کیا جاتا ہے:

پہلا دور قبل از تاریخ۔ دوسرا دور ابتدائی تاریخ۔ تیسرا دور تاریخ کے مرتب کا دور

ا۔ قبل از تاریخ (Prehistoric Period)

یہ تقریباً 25 لاکھ سال قبل تا 3000 قبل مسیح (BCE) کہلاتا ہے اس دور میں تحریر کا وجود نہیں تھا، اس لیے ہمیں معلومات صرف آثارِ قدیمہ جیسے اوزار، غاروں کی تصویریں، اور

انسانی ہڈیوں سے ملتی ہیں۔

اس میں قدیم پتھر کا زمانہ (Palaeolithic Age) 25 لاکھ تا 10000 قبل مسیح درمیانی پتھر کا زمانہ (Mesolithic Age) 10000 تا 8000 قبل مسیح، نیا پتھر کا زمانہ (Neolithic Age) 8000 تا 3000 قبل مسیح، دھاتوں کا ابتدائی دور (Chalcolithic Age) 3000 تا 1500 قبل مسیح۔

۲۔ابتدائی تاریخی دور (Protohistoric Period)

یہ تقریباً 3300 تا 1500 قبل مسیح (BCE) کہلاتا ہے۔اس دور میں تحریر موجود تو تھی مگر ابھی پوری طرح پڑھی یا سمجھی نہیں گئی۔مثال: وادیِ سندھ کی تہذیب (Indus Valley Civilization) یہاں کے لوگ تحریر استعمال کرتے تھے مگر اس کی زبان آج تک نامعلوم ہے۔

۳۔تاریخی دور (Historic Period)

یہ تقریباً 1500 قبل مسیح سے تا حال (Present) کہلاتا ہے۔اس دور میں تحریر عام ہو گئی اور انسان نے اپنی تاریخ، حکومت، مذہب اور تمدن کو تحریری شکل میں محفوظ کیا۔ اس دور سے متعلق معلومات کتابوں، کتبوں، سکوں اور دستاویزات سے ملتی ہیں جیسے:

ویدک دور: 1500 تا 600 قبل مسیح

موریہ سلطنت: تقریباً 321 تا 185 قبل مسیح

گپت سلطنت: تقریباً 320 تا 550 عیسوی

تاریخ معلوم کرنے کے اہم ذرائع

ہندوستان کی قدیم تاریخ معلوم کرنے کے چند اہم ذرائع یہ ہیں:

۱۔تحریری یا ادبی ذرائع (Literary Sources): ان میں مذہبی اور غیر مذہبی دونوں قسم کی کتابیں ہیں جیسے: ۱۔وید، برہمن، اپنشد، رامائن، مہابھارت۔ ۲۔ارتھ شاستر، راج ترنگنی،

جا تک کہانیاں۔ ۳۔ بودھی، جین اور سنسکرت ادب کی کتابیں

دوسرا ذریعہ:

آثارِ قدیمہ یا آثارِ قدیماتی ذرائع (Archaeological Sources): کھدائی (Excavation) کے ذریعے ملنے والی چیزیں مثلاً:

۱۔ عمارتوں کے کھنڈر، برتن، سکے، مہر، مجسمے وغیرہ

۲۔ ہڑپہ اور موہنجوداڑو کی تہذیب کے آثار

تیسرا ذریعہ:

سکہ جاتی ذرائع (Numismatic Sources) جیسے: پرانے سکوں سے بادشاہوں، حکومتوں، مذہب اور تجارت کے بارے میں معلومات ملتی ہیں۔

چوتھا ذریعہ:

کاتبے یا کتبے (Epigraphic Sources): پتھروں، دیواروں، ستونوں یا تھموں پر کندہ تحریریں جیسے اشوک کے فرمان (Edicts)۔

پانچواں ذریعہ:

غیر ملکی سیاحوں کے بیانات (Accounts of Foreign Travellers): چین، یونان، ایران اور عرب کے سیاحوں کے سفرنامے جیسے: فاہیان، ہیونگ سانگ، البیرونی وغیرہ۔

ابتدائی تہذیب کا تفصیلی جائزہ

وادیٔ سندھ کی تہذیب دنیا کی اولین شہری تہذیبوں میں شمار ہوتی ہے۔ اس کا آغاز تقریباً 3300 قبل مسیح میں ہوا، جب زراعت اور مستقل آبادیوں نے جنم لیا۔ ماہرین آثارِ قدیمہ کے مطابق اس تہذیب کی تکمیل وعروج 2600 تا 1900 قبل مسیح کے درمیان ہوا، جسے Mature Harappan Phase کہا جاتا ہے۔ اس کے بعد تقریباً 1300 قبل مسیح تک یہ تمدن زوال پذیر ہو گیا۔ یہ تہذیب دریائے سندھ کے کنارے اور اس کی معاون

ندیوں پر پھیلی ہوئی تھی موجودہ پاکستان کے سندھ و پنجاب، بھارت کے گجرات، ہریانہ، راجستھان اور افغانستان کے کچھ حصوں تک اس کی حدود تھیں۔ مزید یہ کہ، World History Encyclopedia کے مطابق، بلوچستان کے Mehrgarh مقام پر 7000 قبل مسیح کے آثار ملے ہیں جو ابتدائی زرعی کلچر کی نشاندہی کرتے ہیں۔ وہاں گندم اور جو کی کاشت، مویشی پالن، اور برتن سازی کے آثار ملے، جو بعد میں وادئ سندھ کی شہری تہذیب کی بنیاد بنے۔ زیادہ تر زراعت پر مبنی تھی۔ گندم، جو، کپاس، کھجور، اور تل کی کاشت ہوتی تھی۔ مویشی پالنا اور تجارتی سرگرمیاں بھی عام تھیں۔

وادئ سندھ کے باشندے

وادئ سندھ کے باشندے تحریر کے استعمال سے واقف تھے، لیکن ان کی Indus Script آج تک مکمل طور پر پڑھی نہیں جاسکی۔ یہ تحریر تقریباً 400 مختلف علامتوں پر مشتمل تھی جو مہروں، مٹی کے برتنوں، اور دھاتوں پر کندہ کی جاتی تھی۔ محققین کے مطابق یہ ممکنہ طور پر کسی ابتدائی رسمِ خط یا صوتی زبان کی نمائندگی کرتی تھی۔ مذہب کے حوالے سے ان کے آثار میں زرخیزی (fertility) کی علامتیں، ''پشوپتی'' (Pashupati) جیسے دیوتا، اور عورت کے مجسمے نمایاں ہیں، جو بعد کی ہندو تہذیب کے عقائد سے مماثلت رکھتے ہیں۔

1900 قبل مسیح کے بعد اس تہذیب میں بتدریج زوال شروع ہوا۔ بڑے شہروں سے آبادی چھوٹے قصبوں اور دیہات کی طرف منتقل ہوئی۔ Live Science کے مطابق، اس زوال کی وجوہات میں دریاؤں کے بہاؤ کی تبدیلی، موسمی خشک سالی، تجارتی راستوں کا منقطع ہونا، اور ماحولیاتی دباؤ شامل تھے۔ دریائے ہاکڑا-گھاگھر (ممکنہ طور پر قدیم سرسوتی ندی) کے خشک ہونے نے زراعت اور تجارت کو شدید متاثر کیا۔ پہلے خیال تھا کہ آریائی اقوام نے حملہ کر کے اس تہذیب کو ختم کیا، لیکن جدید آثارِ قدیمہ اس نظریے کو رد کرتے ہیں۔

وادیٔ سندھ کے سب سے مشہور شہر Harappa (موجودہ پنجاب، پاکستان) اور Mohenjo-Daro (سندھ، پاکستان) ہیں۔ دونوں میں ایک جیسی منصوبہ بندی اور سماجی ڈھانچہ پایا گیا۔ Harappa سے مٹی کے برتن، مہریں، اور ذخیرہ گاہیں دریافت ہوئی ہیں، جبکہ Mohenjo-Daro میں مشہور "Great Bath"، قلعہ بند حصہ، اور رہائشی کوارٹرز ملے۔

وادیٔ سندھ کی تہذیب (Indus Valley Civilization) دنیا کی تین قدیم ترین شہری تہذیبوں میں شمار ہوتی ہے، دیگر دو مصر (Egyptian Civilization) اور میسوپوٹیمیا (Mesopotamian Civilization) تھیں۔

آریہ قوم مصر سے ہند تک

آریہ قوم (Aryans) ایک قدیم ہند۔یورپی نسل سے تعلق رکھنے والی قوم تھی جنہوں نے قدیم زمانے میں مشرق کی طرف ہجرت کی۔ بعض نظریات کے مطابق آریہ یورپ، ایران، اور وسط ایشیا سے نکلے، جبکہ چند متنازع نظریات یہ بھی کہتے ہیں کہ آریہ مصر یا قدیم سامی خطوں سے آئے۔ آریہ قوم قدرتی عناصر (سورج، آگ، ہوا، بارش وغیرہ) کی پوجا کرتی تھی۔ ان کے اہم دیوتا تھے: اِندر، اگنی، وِرُن، مترا، سوریا وغیرہ۔ بعد میں یہی تصورات ہندو دیومالائی نظام میں شامل ہو گئے۔

آریہ قوم کی اصل

تاریخ دانوں کے درمیان آریہ قوم کی حقیقت پر دو اہم نظریے ہیں:

ا۔ وسط ایشیائی نظریہ (Central Asian Theory)

اس نظریہ کو ماکس مولر (Max Müller)، بیلی، بوئس، اور راولنسن جیسے ماہرین نے پیش کیا۔ ان کے مطابق آریہ قوم وسط ایشیا (موجودہ قزاقستان، ازبکستان، ترکمانستان کے علاقوں) سے تقریباً 1500 ق م کے آس پاس مشرق کی طرف ہجرت کر کے ایران اور

ہندوستان پہنچی۔ انہوں نے وہاں کی قدیم تہذیبوں جیسے دراوڑی ہڑپہ اور موہنجوداڑو پر اثر ڈالا۔

(History of Ancient Sanskrit Literature, 1859, Max Muller)
(The Wonder That Was India, Page 25-29)

۲۔ مصری وسامی نظریہ (Egyptian or Semitic Theory)

چند قدیم محققین کا خیال تھا کہ آریہ قوم قدیم مصر یا مشرقِ وسطیٰ (Mesopotamia) سے ہند کی طرف آئی۔ اس خیال کے حامیوں کا کہنا تھا کہ آریہ اور سامی نسل (عرب، یہود وغیرہ) میں جسمانی مشابہت اور کچھ اساطیری قصوں کی یکسانی پائی جاتی ہے۔ ان کے مطابق آریہ قوم نیل دریا کے کنارے یا بابل و نینوا کے علاقے سے مشرق کی طرف گئی، پھر ایران کے راستے ہندوستان میں داخل ہوئی۔

(Sir William Jones; Asiatic Researches Vol. I- 1788)
(C.F. Oldham; The Origin of the Aryans, 1894)

آریہ قوم کی ہندوستان کی طرف ہجرت

آریہ قوم نے تقریباً 1800 تا 1500 قبل مسیح کے دوران وسطی ایشیا (Steppe region) سے جنوب مشرق کی سمت ہجرت شروع کی۔ وہ افغانستان کے راستے شمال مغربی ہندوستان (موجودہ پاکستان و پنجاب کے علاقے) میں داخل ہوئے۔ یہ ہجرت دوسری ہزارہ قبل مسیح میں ہوئی، اور انہی کے اثر سے ویدک تہذیب (Vedic Civilization) کی بنیاد پڑی۔ یہ لوگ پہلے سندھ اور پنجاب کے میدانوں میں بسے، پھر رفتہ رفتہ گنگا۔جمنا کے علاقوں تک پھیل گئے۔ ان کی زبان ویدک سنسکرت تھی اور انہی کے مذہبی گیت بعد میں رگ وید کی شکل میں مدوّن ہوئے۔

A History of India, Vol.1
The Indo-Aryan Migration and the Vedic period, Khan Academy
Romila Thapar; Early India: From the Origins to AD 1300, Page 70-72

ہندوستان میں آریاؤں کی آبادکاری

برصغیر میں آکر آریہ قوم نے زراعت، مویشی پالنے اور گھوڑے سے متعلق ثقافت کو

فروغ دیا۔ان کی سماجی ساخت ذاتوں (Varnas) پر مبنی تھی برہمن، کشتر، ویش، اور شودر۔یہی دور ویدک عہد (BCE 600-1500) کہلاتا ہے، جس میں آریہ قوم نے مذہب، زبان، رسومات اور سماجی نظام کی بنیاد رکھی جو بعد میں ہندومت کی شکل میں پروان چڑھی۔

R. S. Sharma- India's Ancient Past (Oxford University Press, 2005)
The Vedic Age and the Indo-Aryan Migrations، 2021 by UNESCO
Early India: From the Origins to AD 1300 (University of California Press, 2002)

دراوِڑ قوم (Dravidian People)

''دراوِڑ قوم'' (Dravidian People) ہندوستان کی قدیم ترین اقوام میں سے ایک ہے، جنہیں اکثر آریوں سے پہلے کے باشندے یا وادیٔ سندھ کی تہذیب (Indus Valley Civilization) کے وارث سمجھا جاتا ہے۔''دراوِڑ'' (Dravidian) لفظ سنسکرت کے ''دَراوِڑا'' (Dravida) سے نکلا ہے، جو جنوبی ہندوستان کے لوگوں کے لیے استعمال ہوتا تھا۔یہ قوم آریوں کے ہندوستان آنے سے پہلے یہاں آباد تھی۔زیادہ تر مؤرخین کا اتفاق ہے کہ دراوِڑ وادیٔ سندھ کے اصل باشندے تھے۔

The Wonder That Was India, Page-27

قدیم زمانے میں دراوِڑ لوگ سندھ، بلوچستان، پنجاب اور گجرات کے علاقے میں رہتے تھے یعنی وادیٔ سندھ کی تہذیب (Indus Valley Civilization) کے مراکز میں۔

آریوں کی آمد (تقریباً 1500 ق.م.) کے بعد یہ لوگ جنوبی ہند کی طرف چلے گئے۔آج کے تمل ناڈو، کیرالہ، کرناٹک، آندھرا پردیش اور تلنگانہ کے باشندے دراوِڑ نسل سے ہیں۔آج بھی دراوِڑ نسل کی بڑی قومیں ہیں جیسے:

۱۔تمل (Tamil)
۲۔تیلگو (Telugu)
۳۔کنڑ (Kannada)
۴۔ملیالم (Malayalam)

دراوِڑ قوم کی تہذیب

دراوِڑوں کو اکثر موہنجوداڑو اور ہڑپہ کی تہذیب کے بانی کہا جاتا ہے۔یہ تہذیب2500ق.م1700ق.م کے درمیان اپنے عروج پر تھی۔

(The Indus Civilization, 1953 by Mortime Wheeler)
(Mohenjo-Daro and the Indus Civilization, 1931 by John Marshall)

دراوِڑ قوم کا مذہبی عقیدہ

آریوں کے آنے سے پہلے دراوِڑ قوم قدرت پرست (Nature Worshippers) تھی۔ان کے مذہب میں درج ذیل عناصر شامل تھے:

۱۔ماں دیوی (Mother Goddess) کی پوجا زرخیزی کی علامت۔
۲۔پشو پتی (Lord of Beasts) ایک سینگوں والا دیوتا، بعد میں شیو سے منسلک۔
۳۔سانپوں (Nagas)، درختوں، پانی، اور زمین کی پوجا۔
۴۔قربانی کے بجائے عبادت، نذر و نیاز کا طریقہ۔

(Early India, Page-44, By Romila Thapar)
(An Introduction to the Study of India History, Page-62 by D.D. Kosambi)
(The Dravidian Languages, Bhadriraju Krinshanamurti Cambrige 2003)

آریہ قوم ہندوستان میں

ہندوستان پہنچنے کے بعد آریہ قوم نے یہاں کے دراوِڑی (Dravidian) باشندوں پر غلبہ حاصل کیا۔ انہوں نے سنکرت زبان اور ویدوں کے ذریعے مذہبی و ثقافتی بنیاد رکھی۔رِگ وید (Rigveda) سب سے قدیم وید ہے،جس میں آریہ قوم کے خدا، قبائل، اور جنگوں کا ذکر ہے۔اس میں ''داسا'' اور ''دَرودِ'' دشمن قوموں کے طور پر بیان کیے گئے ہیں جو غالباً دراوڑی باشندے تھے۔

رِگ وید میں آریہ قوم کے دشمن اقوام کو''داسا'' (Dāsa) یا''دسیو'' (Dasyu) کہا گیا ہے۔یہ وہ لوگ تھے جو: آریہ دیوتاؤں (اندر،اگنی وغیرہ) کو نہیں مانتے تھے،قلعوں اور

شہروں میں رہتے تھے، سیاہ رنگ، غیر آریائی زبان، اور مختلف رسم و رواج رکھتے تھے۔اکثر ماہرین(جیسے D.D. Kosambi, Romila Thapar, L.A. Basham وغیرہ) کے مطابق یہ دراوڑ قوم یا وادئ سندھ کے باسی تھے جیسا کہ وید میں ہے:

इन्द्रः शत्रूँरभिभूत्योजसा दासाँश्च शारद्वतः पुरा हनत्।

ترجمہ: ’’اندر(Indra) نے اپنی طاقت سے دشمنوں کو شکست دی، اور قدیم داساؤں(Dāsas) کے قلعوں کو تباہ کیا‘‘۔(رگ وید، منڈل7، سوکت83، منتر41)

یعنی یہ منتر آریہ دیوتا اندر کی تعریف میں ہے کہ اُس نے "داسا" یعنی غیر آریہ قوموں کے قلعے(پور) تباہ کیے۔محققین کے مطابق یہ دراوڑ قوم کے مضبوط قلعہ بند شہروں (جیسے موہنجوداڑو، ہڑپہ) کی طرف اشارہ ہے جیسا کہ وید میں ہے:

इन्द्रो दासं पुरो हन्ता पुरा यथा नवते पुरः।

ترجمہ: ’’اندر نے داساؤں کے نوّے(90) قلعے گرا دیے‘‘۔

(رگ وید، منڈل7، سوکت6، منتر3)

یعنی یہ منتر واضح طور پر آریوں اور داساؤں کی جنگوں کا ذکر کرتا ہے۔یہ قلعے دراوڑ قوم کے مضبوط شہری مراکز کی علامت سمجھے جاتے ہیں جیسے:

सप्त सिन्धून् अपिहिते अनीकं दासस्य इन्द्रो विजया बिभेद।

ترجمہ: ’’اندر نے سات دریاؤں کی سرزمین میں داسا قوم کے قلعے توڑے اور انہیں شکست دی‘‘۔(رگ وید، منڈل4، سوکت16، منتر13)

یہاں ’’سات دریا‘‘ (Sapta Sindhu) کا ذکر ہے، جو پنجاب و سندھ کے علاقے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔یعنی آریہ قوم نے دراوڑ(داسا) قوم کو سندھ کے علاقے میں شکست دی، جیسا کہ رگ وید میں ہے:

अप दासं अरजुनं वव्रजा इन्द्रः समुज्जिहाति।

ترجمہ: ’’اندر نے سیاہ داسا(अर्जुन दास) کو مار بھگایا‘‘۔

یہاں ''ارجن داسا'' (अर्जुन दास) کے لیے ''سیاہ'' (Dark) لفظ استعمال ہوا ہے، جو اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ داسا (یعنی دراوڑ) قوم کا رنگ گہرا تھا، جبکہ آریہ قوم خود کو ''گورا'' یا ''اُجلا'' (श्वेता) سمجھتی تھی۔ (رگ وید، منڈل 9، سوکت 73، منتر 5)

آریہ قوم کا دراوڑوں پر غلبہ

تقریباً 1500 قبلِ مسیح میں آریہ قوم، جو وسطِ ایشیا (Central Asia) کے میدانوں سے ہجرت کر کے ایران اور افغانستان کے راستے ہندوستان پہنچی، انہوں نے پنجاب اور گنگا-یمنہ کے علاقوں میں آباد ہونا شروع کیا۔ اُس وقت یہاں دراوڑ قوم (Indus Valley Civilization) آباد تھی جو شہری، منظم اور زراعت و تجارت میں ماہر تھی۔ آریہ چونکہ خانہ بدوش، جنگجو اور چرواہے لوگ تھے، اس لیے انہوں نے جلد ہی دراوڑوں پر حملے کیے۔

رگ وید میں ان حملوں اور ''داسا'' یا ''دسیو'' اقوام سے جنگوں کا ذکر موجود ہے۔ ان جنگوں میں آریوں نے دراوڑوں کے مضبوط قلعے تباہ کیے اور رفتہ رفتہ شمالی ہندوستان پر اپنا تسلط قائم کیا۔

سماجی اور نسلی تفریق

آریوں نے ہندوستان میں بسنے کے بعد اپنے آپ کو برتر و اعلیٰ نسل (Arya) قرار دیا اور مقامی دراوڑ باشندوں کو ''داسا'' (غلام) یا ''شودر'' (خدمتگار) کہا۔

یہ نسلی اور طبقاتی تفریق بعد میں ذات پات یعنی ''ورن'' نظام (Varna System) کی شکل اختیار کر گئی، جس میں سماج کو چار بنیادی طبقات میں تقسیم کیا گیا:

۱۔ برہمن (Brahmin) پجاری و مذہبی طبقہ

۲۔ چھتریہ (Kshatriya) جنگجو و حاکم طبقہ

۳۔ وَیشیہ (Vaishya) تاجر و کسان

۴۔شودر(Shudra) خدمت گزار،غلام،یعنی زیادہ تر دراوِڑ قوم کے لوگ

اس طرح دراوِڑوں کو سماجی طور پر سب سے نچلے درجے پر رکھا گیا۔ ان پر مذہبی، معاشرتی اور معاشی پابندیاں عائد کر دی گئیں وہ وید نہیں پڑھ سکتے تھے، پوجا پاٹھ میں شامل نہیں ہو سکتے تھے، اور اونچی ذات کے افراد کے سامنے جھکنا لازم تھا۔

(Manusmriti- chapter 1, Vers 87-91)
(R.S. Sharma; India's Ancient Past, page 78-82)
(An Intruduction to the Study of Indian History, page 67, D.D. Kosambi)

ہندو سماج کی تشکیل

آریوں نے اس طبقاتی نظام کو مذہبی رنگ دیا تا کہ اسے سماجی طور پر جائز بنایا جا سکے۔ رِگ وید کے پورش سوکت (पुरुष सूक्त) میں ایک ''کائناتی انسان'' کے جسم سے یہ چار طبقات نکلتے دکھائے گئے برہمن اس کے منہ سے، کھشتر یہ بازوؤں سے، ویشیہ رانوں سے، اور شودر پاؤں سے۔

ब्राह्मणोऽस्य मुखमासीद् बाहू राजन्यः कृतः ।
ऊरू तदस्य यद्वैश्यः पद्भ्यां शूद्रो अजायत ॥

ترجمہ: ''اس (کائناتی انسان) کے منہ سے برہمن، بازوؤں سے راجنیہ (کھشتر یہ)، رانوں سے ویشیہ، اور پاؤں سے شودر پیدا ہوئے''۔

(رگ وید، منڈل 10، سوکت 90، منتر 12)

یہ تصور دراصل آریہ سماج کے اقتدار کو الٰہی جواز فراہم کرنے کے لیے تھا تا کہ محکوم دراوِڑ قوم ہمیشہ نچلے درجے پر رہے۔ رفتہ رفتہ یہ نظام مذہب، ذات اور خاندانی نسب سے جڑ گیا جسے ہندو جاتی پرنالی (Caste System) کہا گیا، جو بعد کے ہندو سماج کی بنیاد بن گئی۔

(Who Were the Shudras? 1946, by Dr. B.R. Ambedkar)
(Romila Thapar, History of Early India, Page 65-72)
(A.L. Basham, The Wonder That Was India, Page 50-55)

ویدک دور کا آغاز

ویدک دور کا آغاز تقریباً 1500 قبلِ مسیح میں اس وقت ہوا جب آریہ قوم وسطِ ایشیا سے ہجرت کر کے شمالی ہندوستان (پنجاب اور گنگا یمنہ وادی) میں داخل ہوئی۔ یہ وہ زمانہ تھا جب وادئ سندھ کی قدیم دراوڑ تہذیب زوال پذیر ہو چکی تھی، اور آریوں نے یہاں بس کر اپنی نئی ثقافت، مذہب اور زبان کی بنیاد رکھی اور آریوں نے یہاں آباد مقامی دراوڑ قوم پر غلبہ حاصل کر کے اپنی نئی تہذیب، مذہب اور زبان کی بنیاد رکھی۔ اسی دور میں انہوں نے اپنے مذہبی منتر، گیت اور دعاؤں کو زبانی طور پر محفوظ کیا جو بعد میں رِگ وید کی صورت میں مرتب ہوئے۔

ویدک عہد میں آریہ قوم کی زندگی زراعت، مویشی پروری اور دیوتاؤں کی پوجا پر مبنی تھی۔ قدرتی عناصر جیسے سورج، آگ، ہوا اور بارش کو مقدس سمجھا جاتا تھا۔ یہی دور ہندوستان کی مذہبی و سماجی تاریخ کا نقطۂ آغاز سمجھا جاتا ہے، جہاں سے ویدک تہذیب، دیوتاؤں کی پرستش، اور ذات پات کے ابتدائی آثار نمایاں ہونے لگے۔

(Early India Page-27, Romila Thapar,)
(India's Ancient Past, S.R. Sharma, Page 58)
(The Wonder That Was India, Basham L.A. Page 27)

ویدک دور کے ادوار

ویدک عہد کو تاریخ دان عموماً دو بڑے ادوار میں تقسیم کرتے ہیں یہ تقسیم ویدوں کی ترتیب، معاشرتی ارتقا، مذہبی تبدیلی اور سیاسی حالات کی بنیاد پر کی گئی ہے جو درج ذیل ہے:

۱۔ ابتدائی ویدک دور (Early Vedic Period)

۲۔ بعد از ویدک دور (Later Vedic Period)

ابتدائی ویدک دور (Early Vedic Period)

ابتدائی ویدک دور (1500 ق.م تا 1000 ق.م) ہندوستان کی قدیم تاریخ کا وہ

زمانہ ہے جس کا بنیادی ماخذ رِگ وید ہے۔ یہ دور دراصل آریہ قوم کی ہندوستان میں آمد کے فوراً بعد کا زمانہ ہے۔ آریہ ابتدا میں پنجاب اور سرسوتی ندی کے کنارے آباد ہوئے، جہاں انہوں نے اپنی ابتدائی بستیاں قائم کیں۔ ان کا معاشرہ قبائلی (Tribal) نوعیت کا تھا، جس میں ہر قبیلے کا ایک سردار ہوتا تھا جسے راجن (Rajan) کہا جاتا تھا، جو فیصلے کرتا اور جنگ یا امن کے معاملات سنبھالتا۔

مذہب کے لحاظ سے آریہ قوم فطرت پرست تھی، اور قدرتی عناصر جیسے اندر (بارش کے دیوتا)، اگنی (آگ)، اور ورُن (پانی) کو دیوتاؤں کی حیثیت سے پوجا جاتا تھا۔ عورت کو معاشرتی اعتبار سے عزت حاصل تھی، اور ذات پات کا نظام صرف ابتدائی شکل میں موجود تھا۔ معیشت بنیادی طور پر زراعت، مویشی پروری، اور تجارت پر مبنی تھی، اور گائے کو دولت اور خوشحالی کی علامت سمجھا جاتا تھا۔ یہی دور بعد میں ہندوستانی تہذیب کی فکری، مذہبی اور سماجی بنیاد بن گیا۔

(The Wonder That Was India, Page 30-33)
(India's Ancient Past, page 60)

ویدک دور کے بعد (Later Vedic Period)

یہ زمانہ تقریباً 1000 قبلِ مسیح سے 600 قبلِ مسیح تک پھیلا ہوا ہے۔ یہ دور اس وقت شروع ہوا جب آریہ قوم نے پنجاب سے نکل کر گنگا وادی (Ganga Valley) تک اپنی آبادی اور اثر و رسوخ کو پھیلا لیا۔ آریہ سماج جو پہلے قبائلی نوعیت کا تھا، اب زیادہ منظم اور طبقاتی (Varna System) سماج میں تبدیل ہوگیا۔ سماج کو چار بنیادی ذاتوں میں تقسیم کیا گیا برہمن (پجاری و مذہبی رہنما)، کھشتریہ (حاکم و جنگجو)، ویشیہ (تاجر و کسان) اور شودر (خدمتگار یا نچلا طبقہ)۔ اس طرح ذات پات کا نظام مضبوط اور سخت ہوگیا جس نے لوگوں کے سماجی و مذہبی مقام کا تعین کر دیا۔

رِگ وید کے بعد باقی تین وید یجر وید، سام وید، اور اتھر وید آریہ قوم کے مذہبی، سماجی اور فکری ارتقا کے نتیجے میں اسی دور میں وجود میں آئے۔ جب آریہ قوم پنجاب سے

نکل کر گنگا وادی تک پھیلی تو ان کی مذہبی زندگی زیادہ رسمی اور منظم ہوگئی۔

اب صرف منتر پڑھنے کے بجائے قربانیوں (یگیہ) اور رسومات کے تفصیلی طریقوں کی ضرورت پیش آئی، لہٰذا یجر وید میں پجاریوں کے لیے قربانی کے طریقے، آداب اور منتر درج کیے گئے۔

اسی طرح سام وید میں انہی منتروں کو نغماتی اور ترنم والے انداز میں مرتب کیا گیا تاکہ مذہبی رسومات زیادہ روحانی اور مؤثر بن سکیں۔

وقت کے ساتھ مذہب صرف پجاریوں اور قربانیوں تک محدود نہ رہا بلکہ عام انسان کی روزمرہ زندگی سے بھی جڑ گیا، جس کے نتیجے میں اتھرو وید وجود میں آیا۔ یہ وید جادو، علاج، بیماری، بدروحوں سے بچاؤ، اور گھریلو رسومات سے متعلق اشلوکوں پر مشتمل ہے۔ یوں یہ تینوں وید رِگ وید کی تکمیل بن گئے رِگ وید نے مذہب کی فکری بنیاد رکھی، یجر وید نے رسومات کو منظم کیا، سام وید نے نغماتی رنگ دیا، اور اتھر وید نے مذہب کو عوامی زندگی سے جوڑ دیا۔ یہی چاروں وید مل کر ہندو مذہب اور ویدک تہذیب کی اصل بنیاد بنے۔

اس دور میں مذہب زیادہ رسمی بن گیا۔ قربانیوں (یگیہ) کو نجات کا ذریعہ سمجھا جانے لگا اور مذہب کی باگ ڈور مکمل طور پر برہمن طبقے کے ہاتھ میں چلی گئی، جو مذہبی رسومات اور منتر پاتھ کے ماہر سمجھے جاتے تھے۔ یہی طبقہ رفتہ رفتہ سماج کا سب سے بااثر طبقہ بن گیا۔ عام انسان کے لیے مذہب تک رسائی مشکل ہوگئی کیونکہ مذہبی زبان (ویدک سنسکرت) اور رسومات دونوں پجاریوں کے اختیار میں تھیں۔ تاہم اسی زمانے میں فکری و روحانی رجحانات بھی ابھرنے لگے جنہوں نے مذہبی جمود کو توڑنے کی کوشش کی۔ اپنشدوں (Upanishads) میں روح، برہمن (خالق)، آتما (نفس)، اور مایا (وہم) جیسے فلسفیانہ نظریات سامنے آئے، جنہوں نے ہندو فلسفے کی بنیاد رکھی اور مابعد الطبیعی غور و فکر کو فروغ دیا۔

(History of Early India, Page 50-55)
(The Wonder That Was India, Page 45-52)
(Inida's Ancient past, Page 68-73)

ویدک دور اور ریاستوں کا آغاز

ابتدا میں آریہ معاشرہ قبائلی نوعیت کا تھا جس میں مختلف قبیلے اپنے سرداروں (راجن) کی قیادت میں رہتے تھے۔ آہستہ آہستہ جیسے جیسے آریہ مشرق کی طرف گنگا وادی میں پھیلتے گئے، ان کے قبائل میں اتحاد پیدا ہوا اور ایک مرکزی بادشاہت کی شکل بنتی گئی۔ اس تبدیلی کے نتیجے میں سماج زیادہ منظم ہوا، ذات پات کا نظام مستحکم ہوا اور مذہب پجاری طبقے کے زیرِ اثر آ گیا۔ اسی دور میں چھوٹی چھوٹی جن (tribes) اور جن پد (territories) ابھرنے لگے جنہوں نے بعد میں ریاستوں (Kingdoms) کی شکل اختیار کی۔

(India'a Ancient Past, page 73)

تقریباً 800 تا 200 قبلِ مسیح کے دوران ہندوستان میں ایک نیا تاریخی دور شروع ہوا۔ یہ دور بنیادی طور پر گنگا یمنہ وادی میں لوہے کے استعمال، زراعت کی ترقی، اور تجارت کے فروغ کے باعث سامنے آیا۔ اب گاؤں سے بڑے قصبے، اور قصبوں سے شاہی ریاستیں ابھرنے لگیں۔ انہی ریاستوں کو مہا جن پد (महाजनपद) کہا گیا، جو سیاسی طور پر مضبوط، معاشی طور پر خود کفیل، اور فوجی لحاظ سے طاقتور تھیں۔ جن میں کوسل، مگدھ، ویدیہ، انگ، گندھارا، اور وکشی اہم ریاستیں تھیں۔ یہ عہد سیاسی اور فکری بیداری کا زمانہ تھا اسی دور میں بدھ مت اور جین مت جیسی اصلاحی تحریکیں بھی ابھریں جنہوں نے برہمنیت کے غلبے کو چیلنج کیا۔

(Early India, Page 72-75)

ویدک دور کے بعد سلطنتوں کا عروج

ویدک دور (1500 تا 600 قبلِ مسیح) کے اختتام پر جب آریہ قوم کی ویدک تہذیب مستحکم ہو چکی تھی تو شمالی ہندوستان میں مختلف مہا جن پد (महाजनपद) وجود میں آئے۔ یہ چھوٹی چھوٹی ریاستیں تھیں جن میں مگدھ (मगध) سب سے طاقتور بن کر ابھری۔ اسی زمانے میں ہندوستان میں روحانی و سماجی اصلاحی تحریکیں بھی اٹھیں گوتم بدھ (563-483 ق.م) نے

بدھ مت کی بنیاد رکھی جبکہ مہاویر (540-468 ق.م) نے جین مت کی تعلیمات دیں۔ ان دونوں مذاہب نے برہمنیت کے جمود کے مقابلے میں برابری، عدم تشدد، اور اخلاقی زندگی کا پیغام دیا۔ سیاسی طور پر اس دور میں نندا سلطنت (345-321 ق.م) نے مگدھ میں طاقت حاصل کی، جس کے بادشاہ مہاپدمنند نے شمالی ہندوستان میں ایک منظم حکومت قائم کی۔

ویدک دور کے اختتام کے بعد (600 ق.م تا 321 ق.م) ہندوستان میں سیاسی و سماجی تبدیلیوں کا ایک نیا عہد شروع ہوا جسے مہاجن پدوں (16 ریاستوں) کا زمانہ کہا جاتا ہے۔ ویدک دور کے قبائلی معاشرے کے بعد اب منظم ریاستیں وجود میں آئیں، جن میں سب سے طاقتور اور اثر ورسوخ رکھنے والی ریاست مگدھ (मगध) تھی۔ مگدھ ہی وہ علاقہ تھا جو آگے چل کر ہندوستان کی عظیم سلطنتوں نندا، موریہ، اور گپت کا مرکز بنا۔

(Early India, Page 70-75)
(India's Ancient Past, Page 73)

نندا سلطنت

نندا سلطنت (345 تا 321 ق.م) مگدھ کی پہلی منظم اور مضبوط سلطنت تھی جس کے بانی مہاپدمنند تھے۔ ان کے دور میں مگدھ شمالی ہندوستان کی سب سے طاقتور ریاست بن گئی۔ نندا‌ؤں نے ایک مضبوط فوج، باقاعدہ ٹیکس نظام، اور مرکزی حکومت قائم کی جس سے سلطنت کی معیشت مستحکم ہوئی۔

یہ وہ زمانہ تھا جب مذہبی طور پر بدھ مت اور جین مت دونوں فروغ پا رہے تھے، لیکن برہمنیت (ویدک مذہب) بھی ابھر رہی تھی اور مذہب کو سیاسی اثر ورسوخ کا ذریعہ بنایا جا رہا تھا۔ نندا‌ؤں کے دور میں اگرچہ مگدھ خوشحال ہوا، مگر عوام میں ٹیکسوں کا بوجھ بڑھنے اور مطلق العنان طرزِ حکومت کے باعث بے اطمینانی پھیل گئی۔ یہی کمزوری بعد میں چندرگپت موریہ کے عروج اور نندا سلطنت کے خاتمے کا سبب بنی۔

(The Wonder That Was India, Page 76)

موریہ سلطنت

موریہ سلطنت (321 تا 185 ق.م) ہندوستان کی پہلی عظیم مرکزی متحدہ سلطنت تھی جس کی بنیاد چندرگپت موریہ (Chandragupta Maurya) نے اپنے مشیر چانکیہ (کوٹلیہ) کی مدد سے رکھی۔ اس نے نندا سلطنت کا تختہ الٹ کر پوری شمالی ہند کو ایک سیاسی نظم کے تحت متحد کیا، اور پاٹلی پتر (Patliputra) کو دارالحکومت بنایا۔

چندرگپت کے عہد میں نظم ونسق، ٹیکس نظام، فوجی تنظیم، اور تجارت کو منظم انداز میں استوار کیا گیا۔ اس کے بعد اس کا پوتا اشوک اعظم (Ashoka the Great) موریہ سلطنت کا سب سے مشہور حکمران بنا، جس نے 273 تا 232 ق.م تک حکومت کی۔ اشوک کے عہد میں سلطنت اپنی وسعت کی انتہا کو پہنچی افغانستان سے لے کر تمل ناڈو تک۔

اشوک

اشوک کی زندگی کا اہم موڑ کالنگا کی جنگ تھی، جس میں بے شمار ہلاکتوں کے بعد اس نے توبہ کرتے ہوئے بدھ مت اختیار کیا۔ اس کے بعد اشوک نے اپنی حکومت کو امن، عدم تشدد، رواداری، اور انسانی فلاح کے اصولوں پر استوار کیا۔ اس نے "دھرم" (اخلاق وعدل) کی تعلیم عام کی اور مذہب کو جنگ کے بجائے انسان دوستی کا ذریعہ بنایا۔ اس نے بدھ مت کی تبلیغ نہ صرف ہندوستان بلکہ سری لنکا، نیپال، برما، اور وسط ایشیا تک پھیلائی۔

سماجی طور پر اس دور میں مساوات، انصاف، اور فلاحِ عامہ کے نظریات کو فروغ ملا۔ مذہبی رواداری، تعلیمی اداروں کی تعمیر، اور خواتین کی سماجی حیثیت میں بہتری اشوک کی پالیسی کا حصہ تھیں۔ موریہ عہد کو ہندوستانی تاریخ کا پہلا منظم، فلاحی اور اخلاقی طرزِ حکومت قرار دیا جا سکتا ہے۔

(Asoka and the Decline of the Mauryas, Romila Thapar Page 35-60)
(India's Ancient Past, Page 92-99)

موریہ سلطنت کے بعد

موریہ سلطنت کے بعد (185 ق.م تا 50 ق.م) ہندوستان میں ایک نئے سیاسی اور مذہبی دور کا آغاز ہوا۔ اشوک اعظم کی وفات کے بعد موریہ سلطنت بتدریج کمزور ہوتی گئی، صوبے خودمختار ہو گئے اور مرکزی اقتدار ختم ہونے لگا۔ اس موقع پر پُشیہ میترا شُنگ (Pushyamitra Shunga) نے بغاوت کر کے موریہ خاندان کا تختہ الٹ دیا اور شُنگا خاندان کی بنیاد رکھی۔ شُنگا حکمرانوں نے بدھ مت کی بجائے برہمنیت (Vedic Brahmanism) کو دوبارہ فروغ دیا اور یگیہ و پوجا پاٹ جیسے پرانے رسوم کو زندہ کیا۔ اس کے باوجود بدھ مت مکمل طور پر ختم نہ ہوا بلکہ وسطی اور جنوبی ہندوستان میں اس کا اثر برقرار رہا۔ بعد میں ستواہن خاندان (Satavahana Dynasty) نے دکن اور جنوبی ہند میں اقتدار حاصل کیا، جنہوں نے سیاسی استحکام اور تجارتی سرگرمیوں کو فروغ دیا۔

یہ دور مذہبی لحاظ سے بدھ مت اور برہمنیت کے باہمی اثرات کا زمانہ تھا، جہاں دونوں مذاہب ایک دوسرے سے متاثر ہو کر ترقی کرتے رہے۔ فنِ تعمیر، مجسمہ سازی، اور تعلیم کے مراکز جیسے سارناتھ اور امراوتی اسی عہد میں پروان چڑھے۔

(The Wonder That Was India, Page 83)

گپت سلطنت

گپت سلطنت (320 تا 550 عیسوی) ہندوستان کی دوسری عظیم متحدہ سلطنت تھی جس کی بنیاد چندر گپت اوّل نے موریہ سلطنت کے زوال کے تقریباً چھ صدیوں بعد رکھی۔ گپت خاندان نے شمالی ہند کو ایک بار پھر متحد کیا اور امن و خوشحالی کا وہ عہد شروع کیا جسے تاریخ میں ہندوستان کا سنہری دور (Golden Age of India) کہا جاتا ہے۔ گپت حکمرانوں کے زیرِ سایہ فنونِ لطیفہ، ادب، سائنس، ریاضی، فلسفہ، فلکیات اور تعمیرات نے غیر معمولی ترقی کی۔ چندر گپت دوم (وِکرمادیتیہ) کے دور میں سلطنت اپنے عروج پر پہنچی، اس

کے دربار میں علم و دانش کے مرکز قائم ہوئے جہاں کالی داس (شاعر و ڈرامہ نگار)، آریہ بھٹ (ریاضی دان و فلکیات داں)، اور وراہ مِہر (ماہرِ نجوم) جیسے عظیم مفکر پیدا ہوئے۔

مذہبی طور پر گپت عہد میں ہندو دھرم کو از سرِ نو منظم کیا گیا، مندروں کی تعمیر میں اضافہ ہوا، اور دیوی دیوتاؤں کی پوجا عام ہوگئی۔ تاہم گپت بادشاہوں نے مذہبی رواداری کی پالیسی اپنائی، جس کے تحت بدھ مت اور جین مت کو بھی آزادی سے فروغ پانے کا موقع ملا۔ سماجی طور پر تعلیم، فنون اور فلسفیانہ مباحث کو سرکاری سرپرستی حاصل ہوئی۔ گپت عہد کا معاشرہ علمی، فکری اور ثقافتی اعتبار سے ہندوستانی تاریخ کا سب سے زرخیز زمانہ مانا جاتا ہے۔

(History of Early India, Page 110)

گپت سلطنت کے بعد (550 عیسوی کے بعد) ہندوستان میں مرکزی اقتدار کمزور پڑ گیا اور سلطنت چھوٹے چھوٹے علاقائی راجاؤں میں بٹ گئی۔ گپت خاندان کے زوال کے بعد شمالی ہند میں کئی خودمختار ریاستیں ابھریں جن میں سب سے نمایاں ہرس وردھن (Harsha Vardhana) کی سلطنت تھی، جس نے 606 سے 647 عیسوی تک حکومت کی۔ ہرس وردھن ایک عادل، دانشمند اور مذہبی روادار بادشاہ تھا، جس نے شمالی ہندوستان کو ایک بار پھر متحد کرنے کی کوشش کی۔ اس کے دربار میں علم و ادب کی سرپرستی کی جاتی تھی اور بدھ مت و ہندو دھرم دونوں کو فروغ حاصل تھا۔ اسی زمانے میں وکرما دیتّیہ (چندر گپت دوم) کا نام علم و فن کے سرپرست کے طور پر مشہور ہوا، جس کے دربار میں علم و ادب کے نورتن (نو جواہر) شامل تھے، جیسے کالی داس، وراہ مِہر اور آریہ بھٹ۔

(Early India, Page 150)

(The Wonder That Was India, Page 136)

● گپت سلطنت کے بعد ہندوستان میں قرونِ وسطیٰ کا آغاز ہوا جس میں مختلف علاقائی سلطنتیں ابھریں۔ سب سے پہلے ہرس وردھن (606-647 عیسوی) نے شمالی ہند میں ایک منظم حکومت قائم کی، جو بدھ مت کا حمایتی اور علم دوست حکمران تھا۔

● اس کے بعد راجپوت سلطنتوں (650-1200 عیسوی) کا عہد آیا، جن میں

چوہان، پرمار، راٹھوراور پرتیہارا شامل تھے۔ یہ بہادر مگر غیر متحد حکمران تھے، جن کی کمزوری نے بعد میں غزنوی اور غوری حملہ آوروں کو موقع دیا۔

● جنوبی ہند میں چالوکیہ، پالوا، اور چولا سلطنتیں (543-1279 عیسوی) ابھریں۔ ان ادوار میں مندر فنِ تعمیر، علم و ادب اور سمندری تجارت کو عروج حاصل ہوا، خاص طور پر چولا سلطنت نے سری لنکا اور جنوب مشرقی ایشیا تک اقتدار پھیلایا۔

● اسی زمانے میں پالا (750-1100 عیسوی) اور سینا (1100-1200 عیسوی) خاندانوں نے بنگال و بہار پر حکومت کی۔ پالا بادشاہوں کے دور میں بدھ مت دوبارہ فروغ پایا اور نالندہ و وکرمشیلا یونیورسٹیاں علمی مراکز بنیں۔

● آخرکار 1206ء میں قطب الدین ایبک نے دہلی میں پہلی مسلم سلطنت (Delhi Sultanate) قائم کی، جو ہندوستان میں مسلم حکمرانی کی بنیاد بنی۔

(Early India-Romila Thapar, India's Ancient Past-S.R.Sharma; Medieval India-Satish Chandra)

آریہ قوم کے اہم دیوتا

ویدک عہد (1500 ق.م تا 600 ق.م) میں آریہ قوم کی مذہبی زندگی فطرت پرستی (Nature Worship) پر مبنی تھی۔ آریہ لوگ قدرت کے مختلف مظاہر سورج، آگ، ہوا، بارش، آسمان اور زمین کو دیوتاؤں کی صورت میں پوجتے تھے۔ ان کا عقیدہ تھا کہ یہ دیوتا کائنات کے نظام کو چلاتے ہیں، اور ان کی خوشنودی کے لیے یگیہ (قربانیاں) اور منتر (دعائیں) ادا کی جاتی تھیں۔ ذیل میں آریوں کے اہم دیوتاؤں اور ان کی خصوصیات درج ہیں:

ا۔ اِندر (इन्द्र) بارش اور جنگ کا دیوتا

'اندر' ویدک دیوتاؤں میں سب سے طاقتور اور مشہور تھا۔ اسے آسمان اور طوفان کا حاکم، اور دشمنوں کو ہرانے والا مانا جاتا تھا۔ آریہ لوگ اسے ''دیوتاؤں کا راجہ'' (King of Gods) کہتے تھے۔ وہ 'وَرُن' (طوفان کے دیوتا) اور 'مُرُت' (ہوا کے دیوتا) کے ساتھ

مل کر بارش اور زرخیزی عطا کرتا تھا۔ رِگ وید میں اس کے متعلق تقریباً 250 منتر پائے جاتے ہیں جو کسی بھی دیوتا سے زیادہ ہیں۔ رِگ وید، منڈل 1، سوکت 32 میں اندر کو ''ویروِجئ'' (فتح یاب) کہا گیا ہے۔ (India's Ancient Past, S.R. Sharma, Page 61)

۲۔ اَگنی (अग्नि) آگ کا دیوتا

'اگنی' آریوں کا دوسرا سب سے اہم دیوتا تھا۔ یہ قربانی (Yajna) اور انسان و دیوتا کے درمیان رابطے کا ذریعہ مانا جاتا تھا۔ ہر مذہبی رسم میں آگ کو مقدس سمجھا جاتا تھا، کیونکہ وہ نذرانے کو دیوتاؤں تک پہنچاتی تھی۔ اگنی کو روشنی، زندگی، پاکیزگی اور توانائی کی علامت سمجھا جاتا تھا۔ رِگ وید میں اگنی کے متعلق تقریباً 200 اشلوک ہیں۔
(The Wonder That Was India, Page 32)

۳۔ ورُن (वरुण) پانی اور اخلاقی قانون کا دیوتا

'ورُن' ابتدا میں آسمان اور بعد میں پانی اور اخلاقی قانون (Rita) کا دیوتا بن گیا۔ آریہ اسے کائناتی نظم (Cosmic Order) کا محافظ مانتے تھے۔ وہ برائی، جھوٹ اور گناہ کرنے والوں کو سزا دینے والا، اور سچائی پر چلنے والوں کو بخشنے والا سمجھا جاتا تھا۔ ورُن کے بارے میں آریہ عقیدہ رکھتے تھے کہ وہ سب کچھ دیکھتا ہے، یعنی وہ نظارت رکھنے والا دیوتا (All-seeing God) ہے۔ (Early India, Page 48)

۴۔ وایو (वायु) ہوا کا دیوتا

وائے فضا اور ہوا کا دیوتا تھا۔ اسے زندگی کی سانس کا منبع مانا جاتا تھا، کیونکہ انسان کی زندگی سانس پر قائم ہے۔ وہ اندر کا ساتھی بھی تھا، کیونکہ ہوا بارش کو جنم دیتی ہے۔
(Rigveda Mandala X, Hymn 168)

۵۔ سوریہ (सूर्य) سورج کا دیوتا

سوریہ روشنی، زندگی، صحت، اور قوت کا دیوتا تھا۔ آریہ قوم اسے روزانہ طلوع و

غروب کے وقت پوجتی تھی۔ سوریہ (سورج) کو تین شکلوں میں مانا جاتا تھا:

۱۔ اَدِتیہ (आदित्य) آسمانی روشنی کا روپ

۲۔ ساوِتر (सवितृ) روشنی دینے والا

۳۔ پُشَن (पुषण) سفر کرنے والوں کا محافظ

(Rigveda Mandala VII, Hymn 63)
(The Wonder That Was India, P. 30)

آریہ قوم اور گائے کا مذہبی تعلق

آریہ قوم کے مذہبی، سماجی اور معاشی نظام میں گائے کو ایک انتہائی مقدس اور مرکزی مقام حاصل تھا۔ ویدک عہد (1500 ق.م تا 600 ق.م) میں گائے کو صرف ایک پالتو جانور نہیں بلکہ زندگی، دولت، اخلاق اور روحانیت کی علامت سمجھا جاتا تھا۔ آریہ لوگ گائے کو اَگھنیہ (अघ्न्या) یعنی ''جسے مارنا منع ہے'' کہتے تھے۔ یہ عقیدہ صرف مذہبی رسومات تک محدود نہیں بلکہ آریہ قوم کی روزمرہ زندگی، اخلاقی اقدار اور معیشت کا بھی بنیادی حصہ تھا۔ ویدوں میں گائے کو ماں، پاکیزگی، فراوانی، اور زرخیزی کا مظہر قرار دیا گیا ہے۔

(Rigveda Mandala 6, Sukt 28)

گائے بطور مذہبی علامت

آریہ قوم فطرت پرستی پر یقین رکھتی تھی اور قدرت کے مظاہر کو دیوتاؤں کی صورت میں پوجتی تھی۔ ان کے نزدیک گائے ان تمام مظاہر کا مجموعہ تھی کیونکہ وہ خوراک، توانائی، اور برکت کی علامت تھی۔ گائے کو ''کامدھینو (कामधेनु)'' کہا جاتا تھا، یعنی ''ایسی گائے جو ہر خواہش پوری کرتی ہے''۔ ویدوں میں گائے کو اَدیتی (अदिति) یعنی ''تمام جانداروں کی ماں'' کہا گیا، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ گائے کو ماں کے درجہ پر فائز سمجھا جاتا تھا۔ رِگ وید، منڈل 6، سوکت 28 سلوک 1 اور 3 میں درج ہے: ''گائیں ہمیں خوشی، طاقت اور خوشحالی عطا کرتی ہیں؛ وہ ہمارے گھروں کی برکت ہیں۔'' یہ شلوک ظاہر کرتا ہے کہ گائے کو آریہ قوم کے

لیے نہ صرف مذہبی طور پر مقدس بلکہ سماجی خوشحالی کی بنیاد مانا جاتا تھا۔

گائے اور قربانی

ابتدائی ویدک دور میں قربانی (یگیہ) کو دیوتاؤں کی عبادت کا بنیادی طریقہ مانا جاتا تھا۔ گائے سے حاصل کردہ اشیاء جیسے دودھ، دہی، مکھن (گھی)، گوبر، اور پیشاب قربانی میں استعمال ہوتی تھیں، لیکن گائے کو ذبح کرنا سخت ناپسندیدہ عمل سمجھا جاتا تھا۔ یجر وید ادھیائے 13 شلوک 49 میں کہا گیا ہے کہ گائے کو نقصان پہنچانا پاپ (گناہ) ہے۔ بعد از ویدک دور میں گائے کی حرمت اور بڑھ گئی، اور اسے اہنسا (عدمِ تشدد) اور پوترتا (پاکیزگی) کی علامت بنا دیا گیا۔ اپنشدوں میں گائے کو "پرجاپتی کی تخلیق" کہا گیا، یعنی وہ مخلوق جس سے تمام غذائیں اور برکتیں جنم لیتی ہیں۔ (India's Ancient, Page 49)

گائے بطور معیشت

آریہ قوم کے لیے گائے دولت، طاقت، اور حیثیت کی علامت تھی۔ کسی شخص کی سماجی مرتبہ کا اندازہ اس کی گایوں کی تعداد سے لگایا جاتا تھا۔ لفظ ''گو (गो)'' رِگ وید میں گائے، زمین، اور دولت تینوں کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ گائے دودھ، دہی، گھی، اور بیل فراہم کرتی تھی جو زراعت کے لیے ناگزیر تھے۔ آریہ لوگ گایوں کی خاطر جنگیں لڑتے تھے، جنہیں ''گویُدھ (गविष्ठि)'' کہا گیا یعنی ''گایوں کی جنگ''۔

رِگ وید میں گائے کو معاشی خوشحالی اور دولت کی علامت قرار دیا گیا ہے۔ ویدی معاشرے میں گائے مال و ثروت کا بنیادی معیار سمجھی جاتی تھی، اسی لیے ''گو'' (गो) کا لفظ بعض مقامات پر دولت کے مفہوم میں بھی استعمال ہوا ہے۔

गावो भगो गाव इन्द्रो मे अच्छान्
गावः सोमस्य प्रथमस्य भक्षः । (ऋग्वेद 6.28)

مفہوم: ''گائیں ہی دولت ہیں، گائیں ہی برکت ہیں......''

مذہبی رسومات میں گائے کا استعمال

آریہ قوم یگیہ اور دیگر مذہبی رسومات میں گائے کے مختلف اجزاء کو پاکیزگی اور برکت کے لیے استعمال کرتی تھی۔ ان اشیاء کو ''پنچ گوَیہ'' (पंचगव्य) کہا جاتا تھا، جو پانچ عناصر پر مشتمل تھیں: دودھ، دہی، گھی، گوبر، اور پیشاب۔ یہ اشیاء قربانی کے منتر پڑھنے سے پہلے جسم و دل کی پاکیزگی کے لیے استعمال کی جاتیں۔ گائے کا گوبر آگ میں جلانے کے لیے اور پیشاب تطہیر کے لیے مقدس سمجھا جاتا تھا۔ یہ روایات بعد میں ہندو دھرم کی رسومات (پوجا، پرایَش چِتّ) میں شامل ہو گئیں اور آج بھی کئی ہندو برادریوں میں برقرار ہیں۔

माता रुद्राणां दुहिता वसूनां
स्वसादित्यानाममृतस्य नाभिः ।

ترجمہ: گائے رُدروں کی ماں، وسوؤں کی بیٹی، آدتیوں کی بہن، اور امرت (برکت وحیات) کا مرکز ہے۔ (اتھرووید، کاند 11، سوکت 1، منتر 34)

यूयं गावो मेदयथा कृशं चिदश्रीरं चित् कृणुथा सुप्रतीकम् ।
भद्रं गृहं कृणुथ भद्रवाचो बृहद्वो वय उच्यते सभासु ॥

ترجمہ: ''اے گائیو! تم کمزور کو بھی طاقتور بنا دیتی ہو اور بدصورت کو بھی خوبصورتی عطا کرتی ہو۔ تم گھروں میں خیر و برکت پیدا کرتی ہو، اور تمہاری وجہ سے مجلسوں میں عزت و خوشحالی کا ذکر ہوتا ہے''۔ (اتھرووید، کاند 11، سوکت 1، منتر 22)

آریہ قوم کے نزدیک گائے مذہب، معیشت، اور اخلاقیات تینوں میدانوں میں مرکزِ عقیدت تھی۔ گائے کو زندگی کی ماں، رزق کی بنیاد، اور فلاح و خیر کی علامت مانا جاتا تھا۔ رِگ وید اور دیگر ویدوں میں گائے کے ذکر سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ صرف ایک معاشی ضرورت نہیں بلکہ روحانی مقدس وجود تھی۔ ویدک دور سے اپنشدوں تک گائے کا احترام بڑھتا گیا اور اس کے تقدس نے آگے چل کر ہندو مذہب کی اساس میں مرکزی مقام اختیار

کیا۔یوں آریہ مذہب میں گائے کا تصور اہنسا، دھرم، اور ماں کی شفقت کا مظہر بن گیا۔

گائے کی پوجا کا تاریخی ارتقاء

گائے کی پوجا کا تصور ہندوستانی مذہب اور ثقافت میں ایک تدریجی ارتقا کا نتیجہ ہے۔ یہ عقیدہ اچانک پیدا نہیں ہوا بلکہ مختلف تاریخی اور مذہبی ادوار میں بتدریج مضبوط ہوا ابتدائی ویدک دور میں گائے محض ایک معاشی اور سماجی حیثیت رکھتی تھی، مگر پُرانک اور ہندو دور میں وہ ایک مقدس اور قابلِ پوجا دیوی بن گئی۔ ابتدائی ویدک عہد (1500 ق.م 1000 ق.م) میں آریہ قوم گائے کو دولت، رزق اور خوشحالی کی علامت سمجھتی تھی۔ گائے دودھ، گھی، دہی، چمڑے، اور زراعت کے لیے ناگزیر تھی، لیکن اس زمانے میں گائے کو دیوی نہیں بلکہ ایک محترم جانور مانا جاتا تھا۔ (رگ وید، منڈل 1، سوکت 164، منتر 27) میں گائے کو ''اَگھنیہ'' (अघ्न्या) یعنی ''جسے مارنا منع ہے'' کہا گیا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ویدک دور میں گائے کو نہایت محترم اور مفید مخلوق سمجھا جاتا تھا۔ تاہم ابتدائی ویدک دور میں اس کا تصور زیادہ تر احترام، معاشی افادیت اور مذہبی تقدس پر مبنی تھا، نہ کہ بعد کے ادوار کی باقاعدہ پوجا کی صورت پر۔

بعد از ویدک دور (1000 ق.م 600 ق.م) میں گائے کا مذہبی مقام بڑھنے لگا۔ یجر وید 13:49 میں گائے کو ''پاپ سے محفوظ جانور'' قرار دیا گیا، اور اس کے دودھ، گھی، پیشاب، اور گوبر کو یگیہ (قربانی) میں مقدس اجزاء کے طور پر شامل کیا گیا۔ یہ وہ مرحلہ تھا جہاں گائے کو صرف دولت نہیں بلکہ پاکیزگی اور اہنسا (عدمِ تشدد) کی علامت مانا جانے لگا۔ پوجا کا تصور یہاں روحانی تطہیر کی شکل میں ظاہر ہوا۔ (Early India, Page 52)

اپنشدک دور (600 ق.م 300 ق.م) میں گائے کا تصور مزید روحانی اور اخلاقی رنگ اختیار کر گیا۔

جیسا کہ آپ نے ذکر کیا، اہنسا (Non-violence) کا فلسفہ اس دور کی سب سے

بڑی فکری تبدیلی تھی۔ جین مت اور بدھ مت کے ابھرتے ہوئے اثرات نے ویدک قربانیوں کی جگہ ہمدردی اور جانداروں کے احترام کو دے دی۔ گائے، جو کہ سب سے زیادہ فائدہ منداور پرامن جانور تھی، اس فلسفے کا سب سے بڑا مظہر بن گئی۔

اپنشدوں میں ''ماتری بھاؤ'' (ماں کا جذبہ) کو بہت اہمیت حاصل ہوئی۔ چونکہ گائے کا دودھ انسان کو اسی طرح پالتا ہے جیسے ماں کا، اس لیے اسے ''گاؤ ماتا'' کہنا ایک جذباتی اور روحانی حقیقت بن گیا۔

पशुषु पञ्चविधं सामोपासीत।
अजा हिङ्कारोऽवयः प्रस्तावो गाव उद्गीथोऽश्वाः प्
रतिहारः पुरुषो निधनम्॥ (छान्दोग्य उपनिषद् 2.6.1)

ترجمہ: ''انسان کو چاہیے کہ وہ مویشیوں میں پانچ اقسام کے سام کی عبادت کرے۔ بکری 'ہنکار' (آغاز) ہے، بھیڑ 'پرستاؤ' (تعارف) ہے، گائے 'ادگیتھ' (مرکزی حمد/افضل ترین حصہ) ہے، گھوڑا 'پرتیہار' (تحفظ) ہے اور انسان 'ندھن' (خاتمہ/مرکز) ہے''۔

اس دور میں گائے کو 'دھرم' اور 'اہنسا' کی علامت کے طور پر دیکھنے کے پیچھے چند گہرے فلسفیانہ اسباب تھے:

گائے بطور ادگیتھ: اپنشد میں گائے کو ادگیتھ (उद्गीथ) کہا گیا ہے، جو کہ سام وید کا سب سے مقدس لفظ (اوم) کہلاتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ تمام جانداروں میں گائے کو سب سے افضل اور مقدس درجہ دیا گیا، جو نیکی اور سچائی کا مظہر ہے۔

رزق اور ممتا: اپنشدک فکر کے مطابق، گائے کا دوسروں کو (دودھ کی صورت میں) رزق دینا اور بدلے میں کچھ نہ مانگنا ''بے غرض خدمت'' کی اعلیٰ ترین مثال بنی، جسے بعد میں ''دھرم'' کی عملی شکل قرار دیا گیا۔

اہنسا کا فروغ: اسی دور میں یہ فلسفہ پختہ ہوا کہ گائے جیسے بے ضرر اور نفع بخش

جاندار کو نقصان پہنچانا دراصل کائناتی توازن یا دھرم کو توڑنے کے مترادف ہے۔

اس دور میں ''اہنسا'' یعنی عدم تشدد کا فلسفہ ابھر رہا تھا، جس نے گائے کو نیکی اور اخلاقی پاکیزگی کی علامت بنا دیا۔ یہی دور تھا جب گائے کو علامتی طور پر ماں اور رزق دینے والی ہستی کے طور پر پوجا جانے لگا۔ (Inida's Ancient, S.R. Sharma, Page 64)

مہابھارت اور پرانوں کے دور (400 ق.م 400 عیسوی) میں گائے کا مذہبی درجہ اپنے عروج پر پہنچ گیا۔ مہابھارت (انوشاسن پروا) اور وشنو پران میں گائے کو ''تمام دیوتاؤں کی رہائش گاہ'' اور ''گؤ ماتا (Mother Cow)'' کہا گیا۔ اسی زمانے میں گائے کی باضابطہ پوجا (Formal Worship) کا آغاز ہوا۔ گائے کو ''کامدھینو'' خواہشیں پوری کرنے والی آسمانی گائے قرار دیا گیا، جو وشنو، کرشن اور شیو جیسے بڑے دیوتاؤں سے وابستہ ہو گئی۔ یوں گائے عوامی مذہب اور ثقافتی زندگی کا مرکزی استعارہ بن گئی۔

(Mahabharata, Anushasana Parva, 83-87)
(Vishny Purana, Book I, Ch. 19)
(The Wonder That Was India, Page 37)

بدھ اور جین مت کے اثر (600 ق.م 200 ق.م) نے گائے کے تقدس کو مزید مضبوط کیا۔ ان مذاہب نے ''اہنسا'' یعنی عدمِ تشدد کا پیغام دیا اور ہر جاندار کے احترام کو اخلاقی فریضہ قرار دیا۔ اگرچہ بدھ مت نے گائے کی پوجا کی تعلیم نہیں دی، مگر گائے کے قتل کو ''پاپ'' سمجھنے کا عقیدہ عام ہو گیا۔ یہ اخلاقی رجحان آگے چل کر ہندو مذہب میں گائے کے تقدس کو مذہبی عقیدت میں بدل دیتا ہے۔

(Material Culture and Social Formations in Ancient India, Page 89, R.S. Sharma)
(Early India, Page 54-56)

گپت عہد (320-550 عیسوی) کے بعد ہندو دھرم کے دور میں گائے کی پوجا مکمل مذہبی روایت بن گئی۔ گائے کو ''اہنسا، پوترتا، اور ماں دھرتی'' کی علامت سمجھا جانے لگا۔ وشنو، شیو، اور خصوصاً کرشن (گوپال گایوں کا محافظ) سے گائے کا گہرا تعلق پیدا ہوا۔ یہی

دور وہ ہے جب ''گؤ ماتا'' کا تصور مذہب، سیاست، اور عوامی زندگی میں جڑ پکڑ گیا۔

(The Wonder That Was India, Page 38) ;(India's Ancient Past, page 102)

اس طرح دیکھا جائے تو گائے کی پوجا کا آغاز ویدک دور کے احترام سے ہوا، اپنشدوں میں علامتی تقدس اختیار کیا، اور پرانوں و گپت عہد میں مذہبی عبادت میں تبدیل ہو گیا۔ گائے آہستہ آہستہ محض ایک معاشی وسیلہ نہیں بلکہ دھرم، اہنسا، اور ماں کی شفقت کی علامت بن گئی۔ یہی تصور آج تک ہندو سماج میں گائے کے تقدس اور اس کی مذہبی حیثیت کی بنیاد ہے۔

مصر کی قدیم قوم اور گائے کی پوجا

قدیم مصر میں گائے اور بچھڑے کو پاکیزگی، زرخیزی (Fertility)، ماں کی شفقت (Motherhood)، اور زندگی کے تسلسل (Continuity of Life) کی علامت مانا جاتا تھا۔

گائے کو دیوی ہاتور (Hathor) کی علامت سمجھا جاتا تھا، جو ''محبت، موسیقی، خوشی، اور ماں'' کی دیوی تھی۔ ہاتور کو اکثر گائے کے سینگوں کے ساتھ سورج کی قرص (Sun Disk) پہنے دکھایا جاتا ہے جو اس کے آسمانی تقدس کی علامت ہے۔

(The Gods of the Egypthians, Vol. 1, page 404-410)
(Encyclopaedia Britannica--Hathor), (The Rise and fall of Ancient Egypt, Page 82)

اپِس بیل (Apis Bull) مقدس بچھڑا

قدیم مصر میں ''اپس بیل'' (Apis Bull) سب سے مقدس جانور تھا۔ یہ بچھڑا Ptah (مصر کے تخلیق کار دیوتا) کی تجسیم مانا جاتا تھا، بعد میں اسے Osiris-Apis یعنی ''زندگی اور موت کے اتحاد'' کی علامت سمجھا جانے لگا۔

مصر کے شہر میمفِس (Memphis) میں اپِس بیل کے لیے باقاعدہ مندر تھے، جہاں اس کی پرورش، عبادت اور تدفین کی جاتی تھی۔ جب ایک مقدس بیل مر جاتا تو پورے ملک میں سوگ منایا جاتا اور نیا بیل اس کی جگہ ''روح کا تسلسل'' مان کر پوجا جاتا۔

(Conceptions of God in Ancient Egypt, page 92)
(Herodotus, Histories, Book II, Sec. 153-155)

دیوی ہیسَت (Hesat) اور دیگر گائے دیویاں

دیوی ہیسَت (Hesat) کو بھی گائے کی صورت میں مانا جاتا تھا، جو تمام دودھ دینے والی مخلوقات کی ماں سمجھی جاتی تھی۔ اسی طرح بات (Bat) ایک اور گائے دیوی تھی، جو بعد میں ہاتور میں ضم ہوگئی۔

(The Complete Gods and Goddesses of Ancient Egypt, Page 105)

قدیم مصری مذہب میں گائے محبت، زرخیزی، زندگی، اور خدائی قوت کی علامت تھی۔ گائے کو محض جانور نہیں بلکہ زندگی بخشنے والی ماں مانا جاتا تھا جو انسان اور دیوتاؤں کے درمیان تعلق کی علامت تھی۔ یہی وجہ ہے کہ گائے اور بچھڑے کے بت مصری مندروں میں نمایاں نظر آتے ہیں۔

یہودی قوم اور گائے یا بچھڑے کا تعلق

یہودی مذہبی تاریخ میں گائے یا بچھڑے سے سب سے مشہور تعلق ''سونے کے بچھڑے (Golden Calf)'' کے واقعے کی صورت میں ملتا ہے۔ جب حضرت موسیٰؑ طورِ سینا پر وحی لینے گئے، تو ان کی قوم نے سونا جمع کر کے ایک بچھڑے کا بت بنایا اور اس کی عبادت شروع کر دی۔ یہ عمل مصر میں بچھڑے کی پوجا کے اثرات سے جوڑا جاتا ہے، کیونکہ بنی اسرائیل لمبے عرصے تک فرعونی مصر میں مقیم تھے۔

''اور سب لوگ اپنے کانوں کے سونے کے بندے اتار کر ہارون کو دے آئے، اور اس نے ان کے ہاتھ سے لے کر ایک ڈھلے ہوئے بچھڑے کی مورت بنائی۔ اور انہوں نے کہا: اے اسرائیل! یہ ہے تیرا خدا جس نے تجھے مصر کی زمین سے نکالا''۔

(خروج /Exodus 32:3-4)

مصر کے اثرات اور یہودی بچھڑے کی تمثیل

محققین کے مطابق، سونے کے بچھڑے کی پوجا دراصل مصر کی اپِس بیل دیوتا سے

متاثر تھی۔ چونکہ بنی اسرائیل نے چار صدیوں تک مصر میں غلامی کی زندگی گزاری، اس لیے وہاں کی ثقافت اور دیوتاؤں کے اثرات ان کے عقائد میں سرایت کر گئے۔ یہی اثر بعد میں ''بچھڑے کی پوجا'' کے واقعے کی شکل میں ظاہر ہوا جو مصر کی مذہبی یادگاروں کی بازگشت تھی۔

(Archaeology and the Religion of Israel, Page 73-80)

خلاصہ: قدیم مصری تہذیب میں گائے اور بچھڑا مقدس دیوتا کی علامت تھے گائے کو ''ماں'' اور بچھڑے کو ''زندگی کی طاقت'' کے طور پر پوجا جاتا تھا۔ دوسری جانب یہودی قوم نے مصر کے انہی اثرات کے زیرِ سایہ بچھڑے کی پوجا کا عمل کیا، جسے بعد میں ان کے اپنے مذہب میں بت پرستی اور نافرمانی قرار دیا گیا۔ یوں، جہاں مصر میں گائے عبادت اور الٰہیت کی علامت تھی، وہیں یہودیت میں بچھڑا ماضی کی بت پرستی کی یاد اور خدائے واحد کے خلاف جرم کی علامت بن گیا۔

آریہ قوم کی ہجرت اور مصری اثرات

کچھ محققین کا خیال ہے کہ آریہ قوم مکمل طور پر وسطی ایشیا سے نہیں بلکہ ایران اور مشرقِ قریب (Egypt–Mesopotamia region) کے راستے سے برصغیر پہنچی۔ اس دوران ان پر مصر، بابل اور سامی تہذیبوں کے مذہبی و ثقافتی اثرات پڑے۔ چونکہ مصر میں گائے اور بچھڑے کی پوجا ہزاروں سال پہلے سے موجود تھی (ہاتور، اپِس، ہیسَت)، ممکن ہے کہ آریہ قوم نے گائے کی روحانی اور اخلاقی اہمیت وہیں سے اخذ کی ہو جسے بعد میں انہوں نے ویدک مذہب میں شامل کر لیا۔

(The History of Ancient Sanskrit Literature, Page 123)
(The rise and fall of Ancient Egypt, Page 82)

گائے کا تقدس: مصر سے آریہ روایت تک مماثلتیں

گائے کے ماں ہونے کا تصور

مصر میں گائے دیوی ہاتور (Hathor) کو ''زندگی دینے والی ماں'' کہا گیا، جبکہ

ویدک عہد میں گائے کو ''اَدِتی (Aditi)'' یعنی سب کی ماں کے طور پر یاد کیا گیا۔ دونوں تہذیبوں میں گائے کو رحمت، رزق، اور محبت کی علامت سمجھا گیا۔

(Rigveda, Mandala 6 Sukt 28 Mantra 1-6)
(The Gods of the Egyptian Vol 1 Page 410)

قربانی اور پاکیزگی

مصر میں گائے یا بیل کا گوبر اور دودھ مذہبی رسومات میں ''طہارت'' کے لیے استعمال ہوتا تھا اسی طرح آریوں نے بھی ویدک رسومات میں ''پنچگوَیہ'' पंचगव्य (دودھ، دہی، گھی، گؤ موتر، گوبر) یعنی کو مقدس تطہیر کے لیے استعمال کیا۔ یہ مماثلت اتفاقی نہیں مانی جاتی، بلکہ مشرقی ثقافتی اثرات کا ممکنہ نتیجہ ہے۔

(Atharvaveda, 11:1:34)
(The Golden Bough, Page 279)

سورج اور گائے کا ربط

مصری دیوی ''ہاتور'' کے سینگوں کے درمیان سورج کا قرص دکھایا جاتا ہے، جو ''زندگی دینے والی روشنی'' کی علامت ہے۔ اسی طرح آریہ مذہب میں اگنی (آگ) اور سوریا (سورج) کو گائے کے دودھ سے تشبیہ دی گئی جیسے'' گاوَمایہ سوریہ'' یعنی ''سورج کی ماں گائے''۔ یہ علامتی تشبیہ بھی مصری مذہبی فن سے مشابہ نظر آتی ہے۔

(Rigveda, Mandala 4, Sukt 1)
(The Complete Gods and Goddesses of Ancient Egypt, page 92)

خلاصہ

کچھ محققین جیسے James Frazer اپنی کتاب (The Golden Bough Page 281) اور Arthur Keith اپنی کتاب (Ancient races of the Thebaid, page 87) میں کہا کہ گائے کی تقدیس کا تصور ممکنہ طور پر مصر سے مشرقی اقوام (ایران، بابل، آریہ) میں پھیلا۔ چونکہ تجارت اور ہجرت کے راستے کھلے تھے، مذہبی علامتیں (جیسے

سورج، ماں، گائے) ایک تہذیب سے دوسری میں منتقل ہوئیں۔

حالانکہ دوسری جانب R.S. Sharma اور Romila Thapar اس نظریے کو کمزور سمجھتے ہیں۔ان کے مطابق آریہ قوم نے گائے کو اپنے فطری زراعتی و معاشی نظام کی وجہ سے مقدس مانا، نہ کہ کسی بیرونی مذہب سے اثر لے کر۔یعنی گائے کا احترام مقامی معیشت اور پیتری نظام کا نتیجہ تھا، نہ کہ مصری مذہب کی نقل۔

اگرچہ براہِ راست کوئی تاریخی ثبوت نہیں کہ آریہ قوم نے گائے کی پوجا مصر سے اخذ کی، تاہم دونوں تہذیبوں میں گائے کی علامتی تقدیس بطور ماں، رزق، اور طہارت حیران کن حد تک مشابہ ہے۔

یہ مماثلت اس بات کا اشارہ دیتی ہے کہ شاید قدیم مشرقِ قریب میں گائے کو بطور ''زندگی کی دیوی'' ایک عالمی مذہبی علامت مانا جاتا تھا، جو مختلف ثقافتوں (مصر، ایران، آریہ) میں مختلف ناموں اور شکلوں میں ظاہر ہوئی۔یوں ممکن ہے کہ آریہ قوم نے گائے کا مذہبی تقدس اپنی اقتصادی و روحانی ضرورت کے تحت اپنایا، لیکن اس کے فکری بیج قدیم مصری و سامی تہذیبوں سے متاثر ضرور ہوئے ہوں۔

آریہ قوم (Aryans) کے مظالم

اُن کے سماجی، نسلی، اور سیاسی ظلم و زیادتیوں کا ذکر ہندوستان کی قدیم تاریخ، ویدک لٹریچر، اور بعد کے برہمنی متون میں براہِ راست یا اشاروں میں ملتا ہے۔یہ ''جرائم'' دراصل اُن مظالم، حملوں، اور سماجی ناانصافیوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں جو آریہ قوم نے مقامی اقوام (خصوصاً دراوڑ قوم) اور کمزور طبقات پر مسلط کیے۔ذیل میں تاریخی و ماخذی حوالہ جات کے ساتھ آریہ قوم کے جرائم و ظلم کا مفصل خلاصہ پیش ہے:

۱۔دراوڑ قوم پر حملہ اور قبضہ

آریہ قوم جب تقریباً 1500 قبلِ مسیح میں وسطی ایشیا سے برصغیر میں داخل ہوئی تو

یہاں پہلے سے آباد دراوڑ اقوام پر حملہ آور ہوئی۔ انہوں نے ان کی بستیاں تباہ کیں، اور آہستہ آہستہ وادئ سندھ (Indus Valley) کی ترقی یافتہ تہذیب پر قبضہ کرلیا۔ یہ قبضہ فوجی طاقت کے ساتھ ساتھ نسلی اور ثقافتی برتری کے نظریے پر مبنی تھا۔

رِگ وید میں کئی مقامات پر آریوں کی غیر آریائی اقوام (داس، دسیو) کے خلاف جنگوں کا ذکر ہے۔ ان ''داسوں'' کو ''کالے چہرے والے'' اور ''بددعا یافتہ'' کہا گیا۔ یہ دراصل مقامی دراوڑ اور منڈا قبائل تھے جنہیں آریوں نے غلام بنالیا۔ اندر نے دسیوؤں (غیر آریاؤں) کے قلعے مسمار کیے اور ان کے بدن سیاہ کردیے۔

(Rigveda, Mandala 6 sukt 47, Mandala 7 sukt 5)

غلامی اور ذات پات کا نظام

آریہ قوم نے اپنے اقتدار کو قائم رکھنے کے لیے سماجی تقسیم (Varna System) کی بنیاد رکھی جو بعد میں ہندو ذات پات (Caste System) میں تبدیل ہوئی۔ اس کے تحت سماج کو چار طبقات میں بانٹا گیا: برہمن (پجاری) چھتریہ (سپاہی وحکمران) ویشیہ (تاجر و کاشتکار) شودر (غلام وخادم)۔ ''شودر'' دراصل وہی دراوڑ، منڈا، یا غیر آریائی اقوام تھیں جنہیں آریوں نے محکوم بنایا۔ انہیں ''نجس''، ''پاپی''، اور ''پیدائشی خادم'' قرار دیا گیا یہ انسانی مساوات اور بنیادی حقوق کے خلاف ایک نسلی وطبقاتی جرم تھا۔ جیسا کہ رِگ وید میں ذکر ہے:

ब्राह्मणोऽस्य मुखमासीद् बाहू राजन्यः कृतः ।
ऊरू तदस्य यद्वैश्यः पद्भ्यां शूद्रो अजायत ॥

(ऋग्वेद 10.90.12पुरुष सूक्त)

ترجمہ: ''اس (کائناتی انسان) کے منہ سے برہمن پیدا ہوئے، اس کے بازوؤں سے راجنیہ (کھشتریہ) بنائے گئے، اس کی رانوں سے ویشیہ وجود میں آئے، اور اس کے پاؤں سے شودر پیدا ہوا''۔ (رِگ وید، منڈل10، سوکت90، منتر12)

غیر آریائیوں پر ظلم اور مذہبی نسل پرستی

آریہ مذہب کے دیوتا، خاص طور پر اندر، کو ''دسیو مار'' (Killer of Dasyus) کہا گیا۔ غیر آریہ قوموں کو ''انادریا''، ''اشرتا''، ''ادھرم'' اور ''غیر مقدس'' قرار دیا گیا۔ یعنی وہ مذہبی طور پر ''انسان'' کے درجے سے کم سمجھے گئے۔ یہ مذہبی نسل پرستی (Religious Racism) کا ابتدائی نمونہ تھا، جس کے ذریعے آریہ قوم نے اپنے سیاسی اقتدار کو الٰہی تقدس دے دیا۔ جیسا کہ رگ وید میں ہے:

हतो वृत्राण्यार्या हतो दासानि सत्पती ।
हतो विश्वा अप द्विषः ॥

ترجمہ: ''اے حق کے محافظوں (اندرا اور اگنی)! تم نے آریہ کے دشمنوں کو ہلاک کیا اور داس (غیر آریہ) دشمنوں کو شکست دی۔ تم ہماری تمام عداوتوں (دشمنوں) کو مکمل طور پر دور بھگا دو''۔ (رگ وید، منڈل 6، سوکت 60، منتر 6)

اس منتر میں اندر (इन्द्र) کی قوت، جنگی کامیابی اور اپنے پیروکاروں کی مدد کا بیان ہے۔ ویدی دور میں ''آریہ'' اور ''داس/دسیو'' کے الفاظ مختلف قبائل، گروہوں یا مخالف طاقتوں کے لیے استعمال ہوتے تھے۔

بعض قدیم تفاسیر میں ''دسیو'' سے مراد غیر ویدی یا وید کے مخالف قبائل لیے گئے ہیں، جبکہ جدید محققین اسے صرف نسلی نہیں بلکہ مذہبی، سماجی یا اخلاقی مخالفت کے معنی میں بھی سمجھتے ہیں۔ اس لیے ''وید کے دشمن'' والی تعبیر ایک تفسیری تشریح ہے، اصل شلوک کے الفاظ نہیں۔

(Sāyaṇa, Commentary on Rigveda, especially interpretations of "दस्यु" in Mandala 1,6,and 10)

نوٹ: Sayana یعنی सायण یا सायणाचार्य جو چودھویں صدی کے مشہور ویدک مفسر اور سنسکرت عالم تھے جن کی مشہور تفسیر सायणभाष्य یا वेदार्थप्रकाश ہے۔

عورتوں کے ساتھ امتیاز اور جبر

آریہ معاشرہ مردانہ (Patriarchal) بنیادوں پر قائم ہوا۔ابتدائی ویدک عہد میں عورت کو کسی حد تک عزت حاصل تھی،مگر بعدازویدک عہد میں عورتوں کی تعلیم،آزادی، اور جائیداد کے حقوق ختم کر دیے گئے۔بیوہ عورتوں کو ''ستی'' (Sati) پر مجبور کیا گیا یعنی شوہر کی چتا پر جلنا۔یہ بھی ایک سماجی جرم اور ظلم تھا جو مذہب کے نام پر کیا گیا۔

(Manusmriti, Chapter 5)
(The Wonder That Was India, Page 47)

لوٹ مار اور قبائلی جنگیں

آریہ قوم کے جنگجو قبائل اکثر غیر آریہ بستیاں لوٹتے،ان کے مویشی چھینتے اور انہیں غلام بنا لیتے۔یہ حملے ''گاوِشٹھ (गविष्टि)'' کہلاتے تھے یعنی گایوں کے لیے جنگ۔مگر دراصل یہ لوٹ مار اور قبضہ کی جنگیں تھیں جس کا ذکر رِگ وید میں ہے:

त्वं न इन्द्र गा अविन्दोऽस्मभ्यं जेषि शत्रून्।
राजयन् छ्रवस्या च जनीनां मघोनो वर्चसा च महद्भिः॥

ترجمہ: اے اندرا! تو نے ہمارے لیے گائیں (دولت اور روشنی) حاصل کیں اور دشمنوں پر ہمیں غلبہ دیا۔تو انسانوں کے درمیان اپنی عظیم شہرت اور جلال کے ساتھ چمکتا ہے،اور تو ہی سخیوں (اور اپنی رعایا) کا عظیم حکمران ہے۔

(رِگ وید،منڈل 1،سوکت 11،منتر 8)

فکری و مذہبی جبر

آریہ مذہب نے اپنی اجارہ داری قائم کرنے کے لیے مقامی دیویوں اور فطری عقائد کو ''شیطانی'' یا ''دسیو دیوتا'' قرار دیا۔یہ مذہبی جبر اس قدر شدید تھا کہ مقامی لوگ یا تو آریہ دیوتاؤں کی پوجا کرنے پر مجبور ہوئے، یا نچلی ذاتوں میں شمار کیے

گئے۔ یہ وہی بنیاد تھی جس کے خلاف بعد میں بدھ مت اور جین مت جیسی تحریکیں اٹھیں جو آریہ نظام کے "مذہبی جرائم" کا ردعمل تھیں۔

(An Introduction to the Study of Indian History, Page 91)

آریہ قوم کے "جرائم" تاریخی لحاظ سے سیاسی تسلط، سماجی ناانصافی، مذہبی نسل پرستی، اور ثقافتی جبر پر مبنی تھے۔ انہوں نے ہندوستان کی قدیم تہذیب (دراوڑی) کو کمزور کیا، غیر آریہ قوموں کو غلام بنایا، ذات پات اور عورتوں پر جبر کا نظام رائج کیا، اور مذہب کو اقتدار کے تحفظ کے لیے استعمال کیا۔ یہی وجوہات تھیں کہ بعد میں بدھ مت، جین مت، اور دیگر اصلاحی تحریکیں اسی آریائی جبر کے خلاف اٹھیں، جنہوں نے انسانیت، برابری، اور عدمِ تشدد کا پیغام دیا۔

❁❁❁

حصہ دوم

ہندودھرم کا تعارف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہندو دھرم کی مختصر تاریخ

ہندو دھرم کی بنیاد قدیم وادیِ سندھ (Indus Valley Civilization) اور ویدک تہذیب میں تلاش کی جاتی ہے۔ بعض ماہرین کا خیال ہے کہ ہندو مذہب کی جڑیں تقریباً 2500 تا 2000 قبل مسیح کے درمیان کی سندھو گھاٹی کی تہذیب (Indus Valley Civilization) سے ملتی ہیں، جو آج کے پاکستان اور شمالی ہندوستان کے علاقوں میں آباد تھی۔

البتہ زیادہ تر محققین (جیسے اینسا ئیکلو پیڈیا برٹانیکا، آر۔سی۔مظمدار، آر۔کے۔ نارایین) کے مطابق ہندو دھرم کی منظم صورت میں ابتدا ویدک دور سے ہوئی، جو تقریباً 1500 قبل مسیح سے 600 قبل مسیح تک پھیلا ہوا تھا۔ اسی زمانے میں آریاؤں نے ویدیں مرتب کیں جن میں Rig Veda (ریگ وید) سب سے قدیم ہے۔

تاہم کچھ ماہرینِ آثارِ قدیمہ اور ہندوستانی روایات کے مطابق ہندو دھرم کی جڑیں اس سے بھی قدیم یعنی 4000 تا 5000 قبل مسیح کے درمیان پائی جاتی ہیں۔ ان کے مطابق ویدک تہذیب دراصل سندھو تہذیب کا تسلسل تھی، اور اس کے مذہبی خیالات وقت کے ساتھ ہندو دھرم میں ڈھل گئے۔

ہندو دھرم دنیا کے قدیم ترین مذاہب میں سے ایک ہے جس کی ابتدا ویدک دور (تقریباً 1500 قبل مسیح) میں ہوئی، جب ریگ وید اور دیگر ویدیں مرتب کی گئیں۔ ابتدائی دور میں لوگ قدرتی طاقتوں جیسے آگ، سورج، ہوا، اندرا وغیرہ کی پوجا کرتے تھے اور قربانی (یگیہ) کو مذہبی عبادت کا حصہ سمجھتے تھے۔ بعد میں جب اوپنشدی دور آیا تو مذہب میں

فلسفیانہ رجحان بڑھا، اور آتما (روح)، برہمن (کائناتی حقیقت) اور موکش (نجات) جیسے نظریات سامنے آئے۔ وقت گزرنے کے ساتھ پرانک دور میں ہندو دھرم میں مختلف دیوتاؤں اور ان کے اوتاروں کی پوجا کا تصور عام ہوا، اور متعدد فرقے وجود میں آئے۔ آج ہندو دھرم ایک وسیع تہذیبی اور روحانی نظام ہے جس میں مختلف عقائد، رسومات اور فلسفے شامل ہیں۔

شری مد بھاگوت پران کے مطابق دھرم کی تعریف

वेदः प्राणिहितो धर्मो ह्यधर्मस्तद्विपर्ययः।

(Srimad Bhagavata Purana, Skandha 6, Adhyaya 1, Sloka 44)

ترجمہ: جو کچھ ویدوں میں بتایا گیا ہے، وہی دھرم (نیکی اور فرض) ہے اور جو ویدوں کے برعکس ہو، وہ اَدھرم (بدی یا گناہ) ہے۔

مفہوم: یہ تعریف ''دھرم'' کو ویدک اتھارٹی (Vedic Authority) کے تابع قرار دیتی ہے۔ یعنی نیکی، فرض، یا مذہبی عمل وہی ہے جو وید کے مطابق ہو اور جس عمل کی وید تائید نہ کرے، وہ اَدھرم (غیر دھرم) کہلاتا ہے۔

منواسمرتی کے مطابق دھرم کی تعریف

धर्मो वेदप्रणिहितो वेदोऽखिलो धर्ममूलम्।

(Manusmrti, Adhyaya 2, Sloka 6)

ترجمہ: دھرم وہی ہے جس کی بنیاد ویدوں پر رکھی گئی ہو، اور وید کی تمام تعلیمات دھرم کی جڑ (اصل ماخذ) ہیں۔

اسی طرح منواسمرتی باب 2 شلوک 10 میں ہے:

श्रुतिस्तु वेदः स्मृतिः तु धर्मशास्त्रम्।

(Manusmrti, Chapter 2, Verse 10)

یعنی وید شروتی (الہامی علم) ہے، اور سمرتی اس کی تشریح دونوں مل کر دھرم کا معیار طے کرتے ہیں۔

لفظ ''ہندو'' کا مأخذ

(Origin of the Word Hindu)

لفظ ''ہندو'' دراصل ''سنسکرت کے لفظ ''سِندھو (Sindhu) سے نکلا ہے، جس کا مطلب ہے ''دریا'' خاص طور پر دریائے سندھ (Indus River)۔ جب ایرانی (Persians) برصغیر میں آئے تو انہوں نے ''س'' کو ''ہ'' سے بدل دیا اس طرح ''سِندھو'' ۔ ''ہندو'' بن گیا۔ لہٰذا لفظ ''ہندو'' کا ابتدائی مطلب تھا: ''وہ لوگ جو دریائے سندھ کے اُس پار رہتے ہیں''۔

(The History and Culture of the Indian People, Vol. 1 Page 5, R.C. Majumdar)
(Cultural Pasts: Essay in Early Indian History, P. 38)
(The Wonder That Was India, P. 3, A.L. Basham)

جغرافیائی مفہوم

چھٹی صدی قبلِ مسیح سے قبل ''ہندو'' کا مطلب کوئی مذہب سے نہیں بلکہ ایک خطہ تھا یعنی ''ہندوستان'' = سندھ کے پار کی زمین۔ ایرانی بادشاہ دارا اوّل (Darius I, 522-486 BCE) نے اپنی سلطنت میں ''ہندو'' (Hindush) نام کی ایک صوبہ کا ذکر کیا جو موجودہ پاکستان اور شمالی بھارت کے علاقے پر مشتمل تھا جیسے:

> "Hindush was one of the provinces of the Great King's Empire, beyond the Indus" (Old Persian Inscriptions of Darius I, Persepolis, 518 BCE.
>
> *(Early India, Page 12)*
> *(The Rise and fall of Ancient Egypt, Appendix B, Toby Wilkinson)*

مذہبی مفہوم

ابتدائی ویدک عہد (1500-600 ق.م) میں لفظ ''ہندو'' کہیں استعمال نہیں ہوا۔ آریہ لوگ خود کو ''آریہ'' کہتے تھے، اور ان کا مذہب ویدک دھرم یا سناتن دھرم کہلاتا تھا۔ ''ہندو'' بطور مذہبی لفظ پہلی بار غیر ملکیوں (ایرانیوں اور بعد میں عربوں) نے استعمال کیا، جو برصغیر کے رہنے والوں کو ایک مجموعی شناخت کے طور پر ''ہندوؤ'' کہتے تھے چاہے وہ

ویدک، جین، یا بدھ مت کے پیروکار ہوں۔

(Al-Biruni, Kitab al-Hind, 1030 CE)
(India's Ancient Past, Page 3, R.S. Sharma)

مذہبی وثقافتی مفہوم

وقت کے ساتھ ''ہندو'' کا مفہوم نسلی یا جغرافیائی شناخت سے ہٹ کر مذہبی شناخت میں بدل گیا۔قرونِ وسطیٰ میں (خصوصاً مسلم مورخین کے دور میں)، ''ہندو'' سے مراد وہ لوگ تھے: ''جو اسلام، عیسائیت یا یہودیت کے ماننے والے نہیں، بلکہ وید، اپنشد، اور پرانوں پر یقین رکھتے ہیں''۔

یعنی ''ہندو'' وہ شخص بن گیا جو سناتن دھرم پر یقین رکھتا ہے۔کرم (عمل)، دھرم (فرض)، اور موکش (نجات) کے اصولوں کو مانتا ہو اور وید، اپنشد، رامائن، مہابھارت، پران کو مقدس مانتا ہو۔

(Al-Biruni, Kitab al-Hind, Chapter I)
(The Hindu View of Life, Page 12, S. Radhakrishnan)

جدید مفہوم

آج لفظ ''ہندو'' ایک مذہبی وتہذیبی شناخت بن چکا ہے، جس کے تحت وہ تمام لوگ آتے ہیں جو ہندو دھرم (Hinduism) کے ماننے والے ہیں۔یعنی: ''ہندو وہ شخص ہے جو ویدک روایت، ہندو فلسفہ، یا دیوی-دیوتا کی پوجا میں یقین رکھتا ہے اور سناتن دھرم کی تعلیمات پر عمل پیرا ہے''۔

(The Hindu View of Life, Page 14)
(Ancient India, Page 7. R.C. Majumdar)

پنڈت جواہر لال نہرو کے مطابق

لفظ ''ہندو'' کے معنیٰ اور اس کی تاریخی بنیاد پر پنڈت جواہر لال نہرو نے اپنی مشہور کتاب The Discovery of India میں نہایت عالمانہ تجزیہ پیش کیا ہے۔نہرو نے

واضح طور پر کہا کہ ’’ہندو‘‘ دراصل ایک جغرافیائی اور ثقافتی اصطلاح تھی، نہ کہ ابتدا میں کوئی مذہبی نام جیسے:

● لفظ ’’ہندو‘‘ کا جغرافیائی مفہوم نہرو کے مطابق: پنڈت جواہر لال نہرو لکھتے ہیں:

> The word 'Hindu' originally had no religious significance whatsoever, It was a geographical term used by the Persians to describe the people living beyond the river Sindhu (Indua). (The Discovery of India, Page 75)

ترجمہ: لفظ ’ہندو‘ کا ابتدا میں کوئی مذہبی مفہوم نہیں تھا۔ یہ صرف ایک جغرافیائی اصطلاح تھی جو ایرانی لوگ دریائے سندھ (Sindhu) کے پار رہنے والے لوگوں کے لیے استعمال کرتے تھے۔

یعنی نہرو کے مطابق لفظ ’’ہندو‘‘ کسی مذہب یا عقیدے سے منسلک نہیں تھا، بلکہ صرف ایک علاقائی شناخت تھی یعنی ’’ہندوستان کے باشندے‘‘۔

نہرو جی کے نزدیک ’’ہند‘‘ (Hind) کی اصطلاح کا مأخذ

● نہرو نے وضاحت کی کہ ایرانیوں نے ’’س‘‘ کی آواز کو ’’ہ‘‘ میں بدلا، اس طرح ’’سِندھو‘‘ ’’ہندو‘‘ ’’ہِند‘‘ بن گیا۔ اسی سے ’’ہندوستان‘‘ (Land of the Hindus) کی اصطلاح وجود میں آئی۔

> The Persian people changed the 'S' in 'Sindhu' into 'H' and thys the word 'Hindu' and 'Hindustan' came into being. (The Discovery of India, Page 76)

ترجمہ: ایرانی قوم نے لفظ ’سِندھو‘ کا ’س‘ بدل کر ’ہ‘ کر دیا اور اسی سے ’ہندو‘ اور ’ہندوستان‘ کے الفاظ وجود میں آئے۔

● نہرو کے مطابق ’’ہندو‘‘ کا مذہبی مفہوم بعد میں پیدا ہوا، جب غیر ملکی (ایرانی، یونانی، عرب) اقوام نے برصغیر کے لوگوں کو ایک مشترک نام سے پکارنا شروع کیا، وہ لکھتے ہیں:

When the Muslim invaders came to India, They used the word 'Hindu' to distinguish the Indian people,irrespective of their religion, from themselves...

(The Discovery of India, Page 77)

ترجمہ: جب مسلمان فاتحین ہندوستان آئے تو انہوں نے لفظ 'ہندو' کو ہندوستان کے تمام لوگوں کے لیے استعمال کیا، خواہ وہ کسی بھی مذہب کے پیروکار ہوں۔

یعنی مسلمانوں کے زمانے میں ''ہندو'' ایک اجتماعی قومیت کی علامت بن گیا، نہ کہ صرف مذہب کی۔

● پنڈت نہرو کے مطابق ''ہندومت'' (Hinduism) دراصل کوئی منظم مذہب نہیں بلکہ ایک ثقافت، رہن سہن اور فلسفیانہ طرزِ زندگی ہے۔

Hinduism is not a single, narrow religion but a way of life. A philosophy of existence, encompassing different beliefs and practice. (The Discovery of India, Page 78)

ترجمہ: ہندومت ایک محدود مذہب نہیں بلکہ زندگی گزارنے کا ایک طریقہ ہے، جو مختلف عقائد اور رسوم کو اپنے دائرے میں سموئے ہوئے ہے۔

اسی طرح The Discovery of India میں پنڈت Jawaharlal Nehru نے یہ بیان کیا کہ ہمارے پرانے ادب میں تو 'ہندو' لفظ کہیں آتا ہی نہیں......ہمیں بتایا گیا ہے کہ اس لفظ کا حوالہ کسی ہندوستانی کتاب میں ملتا ہے، وہ آٹھویں صدی عیسوی کا ایک تانترک گرنتھ ہے اور وہاں ہندو کا مطلب کسی خاص مذہب سے نہیں بلکہ خاص لوگوں سے ہے۔...... پنڈت جی نے جس تانترک گرنتھ کا تذکرہ کیا ہے اس کا نام 'Meru Tantra' ہے۔اس کے 33ویں باب میں لکھا ہے:

हीनानि गुणानि दूषयति इति हिन्दु:

یعنی شک، ہون وغیرہ چکرورتی راجہ ہندو مذہب کو ختم کرنے والے ہوں گے۔ جو بروں (دشمنوں) کی سرکوبی کرتا ہوا ہندو کہا جاتا ہے۔ (تانترک گرنتھ:Meru Tantra، باب33)

ہندولفظ کی وجہ تسمیہ

● لفظ ہندو کی وجہ تسمیہ برصغیر کی تاریخی لسانیات (Historical Linguistics) میں نہایت اہم مقام رکھتا ہے۔ذیل میں تمام معتبر مأخذات جیسے ڈاکٹر ڈی سی سرکار، پنڈت جواہرلعل نہرو، ڈاکٹر راج بلی پانڈے اور قدیم فارسی متون (Persian ,Avesta Inscriptions) کی روشنی میں تفصیل سے درج ہے:

● لفظ ''ہندو'' ابتدا میں نہ مذہبی تھا اور نہ ہی لسانی قومیت کا نام، بلکہ ایک جغرافیائی اصطلاح تھی جو دریائے سندھ (Sindhu River) اور اس کے اطراف کے علاقوں کے لیے استعمال ہوتی تھی۔بعد میں یہی لفظ ایرانیوں، یونانیوں،عربوں اور برصغیر کے باسیوں کے مابین مختلف تلفظ اور معنیٰ میں رائج ہو گیا۔

● لفظ ''ہندو'' کا مأخذ سنسکرت لفظ ''سِندھو (Sindhu)'' ہے،جس کے معنیٰ ہیں 'دریا'' یا ''پانی کا بہاؤ''۔رِگ وید میں لفظ سِندھو دوسو سے زیادہ مرتبہ استعمال ہوا ہے، جہاں یہ لفظ دریائے سندھ کے ساتھ ساتھ سمندر اور دریاؤں کے عمومی مفہوم میں بھی آیا ہے۔

''سِندھو ندیوں کی ماں ہے، وسیع اور طاقتور، وہ سب دریاؤں کو اپنے آغوش میں لیتی ہے''۔(رِگ وید،منڈل 10 سوکت 75)

● ایرانی مأخذ ''س'' سے ''ہ'' کی تبدیلی

ایرانی زبان میں سنسکرت کے ''س'' (S) کی آواز اکثر ''ہ'' (H) میں بدل جاتی ہے۔

مثلاً: سنسکرت سَپت (Sapt) فارسی ہفت (Haft)

سنسکرت سَندھو (Sindhu) فارسی ہندو (Hindu)

اس لسانی تبدیلی کے مطابق، ایرانیوں نے دریائے سندھ اور اس کے مشرقی علاقوں کو ''ہند و'' اور وہاں کے رہنے والوں کو ''ہند وان'' کہا۔

● ڈاکٹر ڈی سی سرکار (D.C. Sircar) اپنی کتاب Select Inscriptions میں

لکھتے ہیں:

The people living on both sides of the Sindhu River were called Hindus by the Persian Kings Darius (522-486 BC) and Xerxes (486-465 BC).

(Select Inscriptions, Vol. IV, Page 10; Vol. V, Page 12)

ترجمہ: دریائے سندھ کے مغرب ومشرق میں بسنے والے لوگوں کو ایرانی بادشاہ دارا اوّل اور زیرکس نے 'ہندوُ کے نام سے پکارا۔

● قدیم فارسی مذہبی کتاب میں ''ہپت ہندوُ'' (Hapta Hindu)

ایرانی مذہبی کتاب ''اوستا'' (Avesta) میں Hapta Hindu کا ذکر ملتا ہے، جو ''سپت سندھوُ'' (Sapta Sindhu) یعنی ''سات دریاؤں کی سرزمین'' کے مترادف ہے۔

Hapta-Hindu--the Land of seven rivers, the eastern province of the Aryan lands.

(Zend Avesta, Vendidad, Fargard 1)

ترجمہ: ہپت ہندو یعنی سات دریاؤں کی زمین، جو آریائی علاقوں کا مشرقی صوبہ ہے۔ *(Dr. Raj Bali Panday, Hindu Dharma Kosh, Page 702-703)*

● یونانی ولاطینی ماٰخذ ''Indos'' اور ''India''

یونانیوں نے فارسی لفظ ''ہندوُ'' کو ''Indos'' میں تبدیل کیا۔ اسی سے ''India'' اور ''Indian'' جیسے الفاظ وجود میں آئے۔

ہیرودوٹس (Herodotus) (5ویں صدی قبل مسیح) لکھتا ہے:

The people of the Indus region are called Indoi by the Persians. *(Herodotus, Histories, Book III, Sec. 94)*

(History of Ancient India, Page 21. T.R. Sharma)

● پانِنی کا ذکر ''سِندھوُ'' بطور ملک

سنسکرت کے عظیم ماہرِ لسانیات پانِنی (Panini) نے اپنی کتاب Ashtadhyayi

میں ''سِندھوُ'' کا استعمال ملک (Desha) کے معنوں میں کیا۔ وہ لکھتا ہے:

सिन्धुः देशवाचकः शब्दः।

ترجمہ: سِندھوایک ملک کانام ہےوہ ملک جودریائے سندھ کے کنارے واقع ہے۔

(Panini, Ashtadhyayi, IV.3.93)
(Dr. Raj Bali Pandey, Hindu Dharma Kosh, Page 703)

● فارسی وہندی لغات میں ''ہند''

فارسی زبان میں ''ہند'' سے متعدد الفاظ وجود میں آئے: ہندوی، ہندسہ، ہندووانہ، ہندوکش، ہندہ، ہندستان وغیرہ۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ "ہند" ایرانیوں کے لیے** جغرافیائی وتہذیبی اصطلاح تھی، مذہبی نہیں۔

(Hindu Dharma Kosh, Page 702-703)
(Persian Lexicon (Steingass Dictionary) under entry 'Hind')

اس طرح تحقیقی مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ: لفظ ''ہندوٗ'' کا مأخذ خالص جغرافیائی ہے، مذہبی نہیں۔ یہ لفظ ''سِندھوٗ'' (Sindhu) سے فارسی صوتی تبدیلی کے نتیجے میں ''ہندوٗ'' بنا۔

ایرانی بادشاہوں دارااور زیرکس کے کتبوں میں یہ لفظ پہلی بار تاریخی طور پر درج ہے۔ بعد میں یونانیوں، عربوں، اور مقامی روایات میں یہ لفظ مختلف تلفظات کے ساتھ رائج ہوا۔ نہرو، ڈی سی سرکار، راج بلی پانڈے اور دیگر ماہرین نے اتفاق کیا ہے کہ ''ہندومت'' بطور مذہب بعد میں وجود میں آیا ابتدا میں ''ہندوٗ'' صرف ہندوستان کے باشندے کہلاتے تھے۔

لفظ ''ہندوٗ'' میں اختلاف اورآراء

لفظ ''ہندوٗ'' کی اصل ومعنویت پر ہندومفکرین کے درمیان خاصا اختلاف پایا جاتا ہے۔ کچھ اسے بیرونی (ایرانی واسلامی) مأخذ مانتے ہیں، جبکہ دوسرے اسے سندھو (Sindhu) سے ماخوذ ثقافتی شناخت سمجھتے ہیں جیسے:

سوامی دیانند سرسوتی کے مطابق

سوامی دیانند سرسوتی، جو آریہ سماج کے بانی تھے، انہوں نے ''ہندو'' لفظ کے بجائے ''آریہ'' کے استعمال پر زور دیا۔ ان کے نزدیک ''ہندو'' لفظ سنسکرت ادب میں غیر موجود ہے اور یہ بیرونی اقوام (ایرانیوں یا بعد میں مسلمانوں) کی جانب سے ہندوستانیوں پر چسپاں کیا گیا نام ہے۔ انہوں نے کہا کہ ''ہندوستان'' کے بجائے ''آریہ ورت'' (Āryavarta) اور ''ہندو'' کے بجائے ''آریہ'' کہنا زیادہ درست ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

> The word Hindu is not found in any of our ancient Vedic or Sanskrit Texts, it is a foreign name given by those who live beyond the Sindhu River. We are Aryas, not Hindus; our land is Aryavarta, not Hindustan.

(Satyarth Prakash (The light of Trusth), Ch. 11 Page 743 English Edition)

ترجمہ: لفظ 'ہندو' ہمارے کسی قدیم ویدی یا سنسکرت گرنتھ میں نہیں ملتا۔ یہ نام بیرونی لوگوں نے دریائے سندھ کے پار رہنے والوں کو دیا۔ ہم 'آریہ' ہیں، نہ کہ ہندو، اور ہماری زمین 'آریہ ورت' ہے، نہ کہ ہندوستان۔

ونایک دامودر ساورکر (V.D. Savarkar) کے مطابق

ساورکر کے مطابق ''ہندو'' لفظ دراصل سنسکرت ''سندھو'' سے ماخوذ ہے اور اس میں کوئی توہین نہیں۔ انہوں نے اپنے ناقدین پر طنز کرتے ہوئے کہا کہ اگر فارسی میں ''ہندو'' کے معنی حقارت آمیز ہیں، تو اسی فارسی میں ''آریہ'' کے معنی ''گھوڑے کی دُم'' کے بھی ہیں کیا اس بنا پر ''آریہ'' لفظ بھی ترک کر دینا چاہیے؟ وہ لکھتے ہیں:

> Some say the word 'Hindu' is of foreign origin and hence should be rejected, But even the word 'Arya' in persian means ' a horse's tail? shall we then discard the name 'Arya' too--the fact is, 'Hindu' is derived from

'Sindhu'--our sacred river and ther is nothing humiliating about it. (Savarkar Jeevan Darshan, Page 133)

ترجمہ: بعض لوگ کہتے ہیں کہ لفظ 'ہندو' بیرونی ہے، اس لیے اسے ترک کر دینا چاہیے۔ لیکن فارسی میں 'آریہ' کے معنی 'گھوڑے کی دُم' کے بھی ہیں، تو کیا ہم 'آریہ' کا نام بھی چھوڑ دیں؟ حقیقت یہ ہے کہ 'ہندو' سندھو سے نکلا ہے، جو ہماری مقدس ندی ہے، اس میں کوئی توہین نہیں۔

(V.D. Savarkar, Hindutva: Who is a Hindu? (1923), Preface)

ہندو کسے کہتے ہیں

''ہندو'' اس شخص کو کہا جاتا ہے جو بھارت کو اپنی پتر بھومی (وطن) اور پُنّیہ بھومی (مقدس سرزمین) مانتا ہو، اور ویدک، سناتن دھرم کے اصولوں جیسے اہنسا، سچائی، نیکی، کرم اور موکش پر ایمان رکھتا ہو۔ لفظ ''ہندو'' دراصل سنسکرت کے ''سِندھو'' سے نکلا ہے، جو پہلے جغرافیائی اصطلاح تھا اور بعد میں مذہبی وتہذیبی شناخت بن گیا۔

تاہم، یہ بات ابھی تک متفقہ طور پر طے نہیں ہوسکی کہ ''ہندو'' کی جامع تعریف کیا ہے، کیونکہ مختلف مفکرین، روایات اور شاستروں میں اس کے مفاہیم مختلف بیان کیے گئے ہیں۔ ذیل میں چند معروف مفکرین اور قدیم متون کے مطابق ''ہندو'' کی تعاریف پیش کی جارہی ہیں:

آچاریہ ونوبا بھاوے کے مطابق ''ہندو'' کی تعریف

"जो वर्णाश्रम-व्यवस्था को मानता है, गौ-सेवा को अपना धर्म समझता है, श्रुति को माता के समान पूज्य मानता है, सब धर्मों का आदर करता है, देवताओं की प्रतिमाओं का अपमान नहीं करता, पुनर्जन्म को मानता है और उससे मुक्त होने का प्रयत्न करता है, सब जीवों के प्रति उचित व्यवहार रखता है, और हिंसा से दुखी होता हैवही हिन्दू है।"

विनोबा विचार "Vinoba Vichar ,Bombay Sarvodaya Manda, Mumbari, 1956)
Page 47 Acharya Vinoba Bhave)

(اس بیان کو Gita Pravachan, Vol. II, chapter on Dharma میں بھی شامل کیا گیا ہے)

ترجمہ: جو شخص ورنوں (ذاتوں) اور آشرموں (زندگی کے چار مرحلوں) کے نظام کو تسلیم کرتا ہو، گائے کی خدمت کو اپنا مذہبی فریضہ سمجھتا ہو، شروتیوں (وید منتروں) کو ماں کی طرح قابلِ احترام جانتا ہو، تمام مذاہب کا احترام کرتا ہو، دیوتاؤں کے بتوں کی توہین نہ کرتا ہو، پنرجنم (تناسخ) کے اصول کو مانتا ہو اور اس سے نجات کی کوشش کرتا ہو، تمام مخلوقات کے ساتھ مناسب رویہ رکھتا ہو اور تشدد سے غمگین ہوتا ہو وہی حقیقی ہندو ہے۔

تن سُکھ رام گپت کے مطابق ''ہندو'' کی تعریف

"व्यवहार में हिन्दू वह है जो हिन्दू माता-पिता से उत्पन्न हुआ हो चाहे वह जनेऊ पहने या न पहने, धर्मशास्त्रों पर विश्वास रखता हो या न रखता हो, जन्म-मृत्यु और कर्म के सिद्धांत को मानता हो या न मानता हो, जीवन के चार पुरुषार्थ धर्म, अर्थ, काम, मोक्षका पालन करता हो या न करता हो, इससे कोई अंतर नहीं पड़ता। हिन्दू माता-पिता से उत्पन्न बालक अपने वातावरण के प्रभाव से अपने को हिन्दू समझता है।"

Tansukh ram Gupta, Hindu Dharma Parichay, Page 38, Sarasvati)
(Bhavan, Varanasi

ترجمہ: عملی طور پر ہندو وہ ہے جو ہندو ماں باپ سے پیدا ہوا ہو چاہے وہ جنیئو پہنے یا نہ پہنے، مذہب کے شاستروں پر عقیدہ رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو، پیدائش، موت، اور کرم کے عقیدے کو مانتا ہو یا نہ مانتا ہو، زندگی کے چار ورنوں (یا مقاصد) دھرم (نیکی)، ارتھ (دولت)، کام (خواہش)، اور موکش (نجات) کی پیروی کرتا ہو یا نہ کرتا ہو، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ہندو ماں باپ سے پیدا ہونے والے بچوں میں اپنے ماحول کے اثر سے یہ احساس ضرور رہتا ہے کہ وہ ہندو ہیں۔"

''ہندو ہونا مذہب سے زیادہ ایک پیدائشی، ثقافتی اور تہذیبی شناخت ہے''۔ یہ تعریف جدید ہندوستانی قوم پرستی کے اس تصور کے قریب ہے جسے بعد میں ونا یک دامودر

ساور کرنے اپنے نظریہ ''ہندوتو (Hindutva)'' میں اپنایا۔

(Who is a Hindu:Hindutva)

مہاتما گاندھی کے مطابق ''ہندو'' کی تعریف

If I were asked what Hinduism is, I should simply say: it is the law of truth and non-violence; Hinduism is not a narrow religion. It is a way of life, and it includes the search for truth through different paths.

(M.K. Gandhi,Young India 6 Oct 1921)

(The Collected Works of Mahatma Gandhi Vol. 19 Page 190)

ترجمہ: اگر مجھ سے پوچھا جائے کہ ہندودھرم کیا ہے، تو میں کہوں گا: یہ سچائی اور عدمِ تشدد کا قانون ہے۔ ہندو دھرم کوئی محدود مذہب نہیں بلکہ زندگی گزارنے کا ایک طریقہ ہے، جو مختلف راستوں سے سچائی کی تلاش کو تسلیم کرتا ہے۔

گاندھی جی کی دوسری تعریف

A Hindu is one who believes in the Vedas, in the existence of God, in the law of Karma and Rebirth and in Ahimsa as the highest virtue. But above all, a Hindu is one who regards all religions as true.

(M.K. Gandhi, Harijan, 9 Nov. 1935)

(Collected Works of Mahatma Gandhi (CWMG), Vol. 62, Page 189)

ترجمہ: ہندو وہ ہے جو ویدوں پر ایمان رکھتا ہو، خدا کے وجود کو مانتا ہو، کرم اور جنم (اعادۂ حیات) کے اصول پر یقین رکھتا ہو اور اہنسا (عدمِ تشدد) کو اعلیٰ ترین نیکی سمجھتا ہو۔ لیکن سب سے بڑھ کر، ہندو وہ ہے جو تمام مذاہب کو سچا مانتا ہے۔

سوامی وویکانند کے مطابق ''ہندو''

Hinduism is not a religion but a way of life. it is the sum total of all that the human soul has ever thought or will

ever think. A Hindu is one who accepts all paths leading to the Divine as true.

(Swami Vivekananda, Complete Works, Vol. III, Page 237)

ترجمہ: ہندو دھرم کوئی محدود مذہب نہیں بلکہ زندگی گزارنے کا ایک طریقہ ہے۔ یہ ان تمام خیالات کا مجموعہ ہے جو انسانی روح نے کبھی سوچے ہیں یا سوچے گی۔ ہندو وہ ہے جو خدا تک پہنچنے والے تمام راستوں کو سچا مانتا ہے۔

وردھا اسمرتی میں ''ہندو'' کی تعریف

अहिंसा दयाः सत्यं शौचं कारुण्यं तपो दमः।
ईश्वरपूजनं चैव एतद्धर्मः सनातनः॥
अहिंसकः सदाचारः वेदमार्गानुसारी च।
मूर्तिपूजापरः शान्तो हिंसया दुःखितो नरः॥
स एव हिन्दुरित्युक्तः स्मृतिवेदपथानुगः॥

ترجمہ: جو شخص تشدد سے بچنے والا، نیک اخلاق والا، ویدک راستے پر چلنے والا، بت پرست (مورت پوجک)، پُرامن اور تشدد سے رنجیدہ ہو وہی حقیقی ہندو کہلاتا ہے، جو ویدوں اور اسمرتیوں کے اصولوں پر عمل پیرا ہو۔

Hindu DHarmakosha, Vol. II, page 188 (Pandit Hemchandra Sharma)
Sabdakalpadruma, Vol. II, page 162 (Raja radhakanta Deva)
Swami Pranavananda, Hindu Dharma Darshan, Page 214

ڈاکٹر سروپلی رادھا کرشنن کے مطابق

Hinduism is not a religion in the usual sense of the term but a way of life , it gives absolute freedom to the human mind in the realm of thought but it also insists on the observance of social customs and traditions--One may believe in God or deny Him , yet one can still be a Hindu so long as one accepts and follows the cultural

and social practices o f Hindu life.

(Dr. S. Radhakrishnan, The Hindu View of Life, Page 12)

ترجمہ: ہندو دھرم کو عام معنی میں مذہب کہنا درست نہیں، بلکہ یہ زندگی گزارنے کا ایک طریقہ ہے۔ یہ انسان کو خیالات اور عقیدے میں مکمل آزادی دیتا ہے، مگر ساتھ ہی یہ سماجی رسم ورواج پر عمل کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ کوئی شخص خدا پر ایمان رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو، وہ تب بھی ہندو کہلا سکتا ہے بشرطیکہ وہ ہندو تہذیب، روایات اور معاشرتی طریقۂ زندگی کو قبول کرتا ہو۔

یعنی ہندو دھرم صرف مذہب نہیں بلکہ ایک تہذیبی و اخلاقی طرزِ زندگی ہے۔ یہ کسی خاص عقیدے تک محدود نہیں، بلکہ انسان کو سوچنے، ماننے یا انکار کرنے کی آزادی دیتا ہے، بشرطیکہ وہ ہندو سماج اور اس کے تہذیبی ڈھانچے کا حصہ رہے۔

❀❀❀

حصہ سوم

ہندو مذہبی کتب کا تفصیلی تعارف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہندو مذہبی کتابوں کا تعارف

ہندو مذہب کی مذہبی کتابیں دنیا کی قدیم ترین روحانی وفکری روایات میں شمار ہوتی ہیں۔ان کا آغاز ویدوں (Vedas) سے ہوا، جو تقریباً 1500 ق م تا 600 ق۔ م کے درمیان ترتیب پائیں اور ہندو دھرم کی بنیادی بنیاد سمجھی جاتی ہیں۔ ہندو عقیدے کے مطابق وید ''اپوروشیہ'' یعنی انسانوں کی تخلیق نہیں بلکہ الہامی کلام ہیں، جو رشیوں (پیغمبر نما دانشوروں) نے ''سنے'' اور محفوظ کیے۔ ویدوں میں فطرت، دیوتاؤں، قربانیوں، اخلاق اور انسانی زندگی کے اصولوں پر زور دیا گیا ہے۔ان کے بعد برہمن، آرنیک اور اُپنشد نے فلسفیانہ رنگ اختیار کیا، جہاں ''آتما'' (روح) اور ''برہمن'' (کائناتی حقیقت) کے تصور نے روحانیت کی گہرائی پیدا کی۔ان کتابوں نے بعد کے ہندو فلسفے، یوگ، کرم، موکش اور دھرم جیسے نظریات کی بنیاد رکھی۔

بعد از ویدک دور میں سمرتی گرنتھوں کا ظہور ہوا، جن میں مذہب کے عملی، اخلاقی اور سماجی اصول بیان کیے گئے۔ رامائن اور مہابھارت نے دھرم کے تصور کو عام انسان کی زندگی سے جوڑا، جبکہ بھگوت گیتا نے عمل (کرما) اور عقیدہ (بھکتی) کا حسین امتزاج پیش کیا۔منوسمرتی نے سماجی قوانین، ذات پات اور انسانی فرائض کی وضاحت کی، اور پرانوں نے دیوتاؤں، کائنات کی تخلیق اور اخلاقی تعلیمات کو عام فہم قصوں کے ذریعے پیش کیا۔ان تمام کتابوں نے نہ صرف ہندو دھرم کو تشکیل دیا بلکہ صدیوں تک بھارتی ثقافت، ادب، فلسفہ اور سماج کو گہرے طور پر متأثر کیا، اسی لیے ہندو متون کو صرف مذہبی نہیں بلکہ انسانی تہذیب کے تاریخی وفکری خزانے کے طور پر بھی دیکھا جاتا ہے۔

ہندودھرم کی مذہبی کتابیں دو بڑی اقسام میں تقسیم کی جاتی ہیں:

ا۔شروتی (श्रुति) ''جو سنی گئی''

یہ وہ کتابیں ہیں جنہیں براہِ راست الہامی یا دیوی پرکاش سمجھا جاتا ہے۔انہیں سب سے مقدس اور بنیادی مانا جاتا ہے۔

(الف) وید (वेद)

ہندودھرم کی سب سے قدیم اور بنیادی کتابیں۔ان کی تعداد چار ہے:

ا۔رِگ وید (ऋग्वेद) اس میں منتر (نعتیں) مختلف دیوتاؤں جیسے اگنی، اندر، سوریہ وغیرہ کی تعریف میں سب سے قدیم مذہبی کتاب (1500ق.م)، ویدک مذہب کی بنیاد ہے۔

۲۔یجروید (यजुर्वेद) اس میں قربانیوں (یگیہ) کے اصول اور طریقے یعنی مذہبی رسومات کے ضابطے بتائے گئے ہیں۔

۳۔سام وید (सामवेद) اس میں منتر و اشلوک گانے کے انداز میں ہیں، یہ مذہبی موسیقی اور منتر گائیکی کی بنیاد ہے۔

۴۔اتھروید (अथर्ववेद) اس میں جادو، بیماریوں کے علاج، گھریلو منتر، روزمرہ کی دعائیں ہیں اس میں عوامی مذہب اور ابتدائی سائنسی سوچ کی جھلک ہے۔

(ب) برہمن، آرنیک، اور اُپنشد (उपनिषद्--आरण्यक--ब्राह्मण)

یہ ویدوں کی تشریحات اور فلسفیانہ حصے ہیں:

برہمن (ब्राह्मण):

ویدوں کی رسومات کی وضاحت؛ یگیہ (قربانی) کے قواعد۔

آرنیک (आरण्यक):

عبادت کے روحانی پہلو؛ جو جنگلوں میں رہنے والے سنتوں نے لکھے۔

اُپنشد (उपनिषद्):

فلسفیانہ تعلیمات: برہم (کائناتی روح)، آتما (انسانی روح)، موکش (نجات)۔
انہیں ''ویدانت'' بھی کہا جاتا ہے۔ یہی کتابیں بعد میں ہندو فلسفہ (Vedanta) کی بنیاد بنیں۔

۲۔اسمرتی (स्मृति) ''جو یاد کی گئی''

یہ وہ کتابیں ہیں جنہیں انسانوں نے ویدوں کی روشنی میں لکھا۔ یہ ہندو معاشرت، قانون، اور تاریخ کا مجموعہ ہیں۔

(الف) دھرم شاستر (धर्मशास्त्र)

اسمرتیاں جنہیں دھرم شاستر سمرتی کہا جاتا ہے۔ روایتی ہندو روایت میں نو اسمرتیوں کو دھرم شاستر کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے یہ وہی نو بنیادی قانون گرنتھ ہیں جن سے ہندو ''دھرم شاستر'' کا نظام وجود میں آیا۔ اس کے تحت سمرتی آتی ہیں جیسے:

۱۔ मनुस्मृति
۲۔ याज्ञवल्क्यस्मृति
۳۔ नारदस्मृति
۴۔ पाराशरस्मृति
۵۔ बृहस्पतिस्मृति
۶۔ कात्यायनस्मृति
۷۔ आपस्तम्ब धर्मसूत्र
۸۔ गौतम धर्मसूत्र
۹۔ वसिष्ठ स्मृति

سب سے مشہور: منو اسمرتی (मनुस्मृति) اس میں سماجی قانون، ذات پات، عورتوں کے حقوق، اخلاق، اور فرائض بیان ہیں۔ اسے ''ہندو قانون کی بنیاد'' کہا جاتا ہے۔

(ب) اتہاس (इतिहास)

ا۔ رامائن (रामायण)

مصنف: والمی کی (महर्षि वाल्मीकि)

موضوع: رام چندر جی کی زندگی، سیماں تک وفاداری، اور دھرم کی حفاظت۔

۲۔مہابھارت (महाभारत)

مصنف: ویاس جی (महर्षि वेदव्यास)

موضوع: کوروا اور پانڈو خاندانوں کی جنگ نیکی و بدی کی کشمکش۔

۳۔بھگوت گیتا (भगवद्गीता)

مصنف: ویاس جی (مہابھارت کا حصہ)

مکالمہ: کرشن اور ارجن کے درمیان۔

موضوع: کرم، ایمان، فرض، اور موکش۔

۴۔پُران (पुराण)

ان کی تعداد 18 بڑی اور 18 چھوٹی ہے۔ان میں کائنات کی تخلیق، دیوتاؤں کی کہانیاں، اور اخلاقی سبق شامل ہیں۔مشہور پران: وشنو پران، شیو پران، بھاگوت پران۔اس میں عام لوگوں کے لیے مذہب کی کہانیوں کے ذریعے تعلیم کا ذریعہ۔

یہ اٹھارہ (۱۸) پران ہیں جنہیں سنسکرت میں अष्टादश पुराण کہا جاتا ہے۔

۱۔وشنو پران (विष्णु पुराण)

۲۔بھاگوت پران (भागवत पुराण)

۳۔نارد پران (नारद पुराण)

۴۔گرڑ پران (गरुड पुराण)

۵۔پدم پران (पद्म पुराण)

۶۔ورہ پران (वराह पुराण)

۷۔متسہ پران (मत्स्य पुराण)

۸۔برہما پران (ब्रह्म पुराण)

۹۔برہمانڈ پران (ब्रह्माण्ड पुराण)

۱۰۔برہماویورت پران(ब्रह्मवैवर्त पुराण)
۱۱۔مارکنڈیہ پران(मार्कण्डेय पुराण)
۱۲۔بھوشیہ پران(भविष्य पुराण)
۱۳۔وامن پران(वामन पुराण)
۱۴۔شیوپران(शिव पुराण)
۱۵۔لنگ پران(लिङ्ग पुराण)
۱۶۔اسکنڈپران(स्कन्द पुराण)
۱۷۔اگنی پران(अग्नि पुराण)
۱۸۔وایوپران(वायु पुराण)

۵۔آگم(आगम)

یہ ہندودھرم کی وہ مذہبی اورروحانی کتابیں ہیں جوخاص طور پرعبادت،مندر،دیوی دیوتاؤں کی پوجا،یوگ،دھیان،منتر،تنتر اورروحانی سادھنا کے اصول بیان کرتی ہیں جیسے:
۱۔شیوآگم(शैव आगम)۲،۔ویشنوآگم(वैष्णव आगम)۳،۔شاکت آگم(शाक्त आगम)

۶۔درشن(दर्शन)

ہندو مذہب میں ''درشن'' سے مراد وہ فلسفیانہ مکاتبِ فکر ہیں جو کائنات،روح، خدا،کرم(कर्म)اورنجات(मोक्ष)جیسے بنیادی مسائل پر بحث کرتے ہیں۔ہندوفلسفہ کے چھ مشہورنظاموں کو''شڈ درشن(षड्दर्शन)''یعنی''چھ فلسفے''کہاجاتاہے۔
۱۔نیایہ درشن(न्याय दर्शन)۲۔ویشیشک درشن(वैशेषिक दर्शन)۳۔سانکھیا درشن(सांख्य दर्शन)۴۔ یوگ درشن(योग दर्शन)۵۔ میمانسا درشن(मीमांसा दर्शन)۶۔ ویدانت درشن(वेदान्त दर्शन)

(Radhakrishnan, The Hindu View of Life, Papge 20-25)
(A.L. Basham, The Wonder That Was India, Page 39-47)
(R.S. Sharma, India's Ancient Past, Page 60-68)
(Swami Vivekananda, Complete Works, Vol. 3)

نوٹ:اب ذیل میں ہندو مذہب کی تمام اہم کتابوں کا تفصیلی ذکر پیش کیا جارہا ہے،جن میں ان کے زمانہ،مصنف،تعداد،مضامین،تعلیمات،اورمذہبی اہمیت کوواضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔

ہندو مذہبی کتب کا تفصیلی تعارف

درجِ بالا مذکور کتب میں سے ہر کتاب کا مفصل تعارف درج ذیل ہے:

ا۔ شروتی (श्रुति) ''جو سنی گئی''

لغوی و اصطلاحی معنیٰ:

لفظ ''شروتی''، سنسکرت کے مادہ ''شرو (श्रु)'' سے نکلا ہے، جس کے معنیٰ ہیں ''سننا'' یا ''وحی کے طور پر سنایا جانا''۔ ہندو دھرم میں شروتی اُن الہامی متون (Divine Revelations) کو کہا جاتا ہے جنہیں رِشیوں نے براہِ راست ایشور (خدا) سے ''سنا'' اور انہیں محفوظ کیا۔ اسی لیے شروتی کو ہندو مذہب کی سب سے اعلیٰ اور مقدس تعلیمات کا سرچشمہ مانا جاتا ہے۔

(The Hindu View of LIfe, Page 23-24, S. Radhakrishnan)

شروتی کی تاریخ، ترتیب اور روایت

شروتی کی ابتدا ویدک دور (Vedic Age) سے مانی جاتی ہے، جو تقریباً 1500 قبلِ مسیح سے 600 قبلِ مسیح کے درمیان رہا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب آریہ قوم وسطی ایشیا سے برِصغیر میں داخل ہوئی اور پنجاب و سرسوتی ندی کے علاقوں میں آباد ہوئی۔ اسی عہد میں ان کے رِشی (ऋषि) جو فکری، روحانی اور فلسفی شخصیات تھے نے الہامی آوازوں (Divine Sounds) کو ''سنا'' (श्रुति = سنی گئی) اور انھیں زبانی طور پر یاد رکھا۔ یہی الہامی آوازیں بعد میں وید (वेद - Vedas) کہلائیں۔

ان رشیوں کا کہنا تھا کہ یہ علم انسانی ذہن کی پیداوار نہیں، بلکہ ایشور (خالق) نے ''انترآتما'' کے ذریعے براہِ راست اُن کے دلوں میں اتارا۔ اس لیے شروتی کو ''اپوروشیہ'' یعنی ''انسانی تخلیق سے ماورا'' کہا جاتا ہے۔ ابتدائی طور پر یہ تعلیمات زبانی

روایت (Oral Tradition) کے ذریعے نسل در نسل منتقل ہوتی رہیں، اور تقریباً 1200 سے 800 قبلِ مسیح کے درمیان ان کا با قاعدہ نظم و ترتیب عمل میں آیا۔

(R.S.Sharma, India's Ancient Past, Page 60-62)
(A.L. Basham, The Wonder That Was India, Page 39)

شروتی کی اہمیت

ہندو دھرم میں شروتی (श्रुति) کو سب سے اعلیٰ اور مقدس صحیفہ سمجھا جاتا ہے، کیونکہ اسے "اپوروشیہ" یعنی غیر انسانی اور ازلی الہامی کلام مانا گیا ہے۔ ہندو عقیدے کے مطابق شروتی انسان کی تخلیق نہیں بلکہ سچِد آنند برہمن (خالقِ حقیقی) کے علم سے براہِ راست نازل ہوئی۔ رشیوں (قدیم سنتوں) نے اپنی روحانی سادھنا اور گیان کے ذریعے ان الہامی آوازوں کو "سنا" اور محفوظ کیا، اسی لیے اسے "شروتی" یعنی "جو سنی گئی" کہا گیا۔

ان تعلیمات کو ابدی سچائی (सनातन सत्य) اور دھرم (دینی اصول) کا منبع مانا جاتا ہے۔ شروتی کا مقام ہندو مذہب میں دیگر تمام کتابوں جیسے سمرتی، پران، دھرم شاستر، اور اتہاس سے بلند ہے، کیونکہ انہی پر ہندومت کی تمام فکری، روحانی اور مذہبی بنیادیں قائم ہیں۔

شروتی کی اہمیت صرف مذہبی عقائد تک محدود نہیں بلکہ یہ ہندو فلسفے، اخلاقیات، اور روحانیت کی جڑ بھی ہے۔ ہندو فلسفے کے چھ بڑے مکتبۂ فکر (شڈ درشن) جیسے ویدانت، یوگ، نیائے اور سانکھیا سب شروتی کے اصولوں سے ماخوذ ہیں۔ یوگ میں روح کی پاکی، ویدانت میں برہمن اور آتما کے اتحاد، اور دھرم شاستر میں نیکی اور سچائی کے تمام اصول انہی متون سے نکلے ہیں۔ شروتی کو "سروشاستر پرامان" یعنی تمام علم و قانون کا ماخذ کہا گیا ہے۔ سوامی وویکانند کے مطابق: "وید (شروتی) انسانی علم کی بنیاد ہے؛ یہی وہ الہامی کلام ہے جو ہزاروں سال سے ہندوستان کی روحانی زندگی کی رہنمائی کر رہا ہے"۔

(Swami Vivekananda,Complete Works, Vol. 3, Page 234)
(The Hindu View of Life, Page 23-25, S. Radhakrishnan)

شروتی کی قسمیں

ہندو دھرم میں شروتی (श्रुति) کو الہامی علم کا سرچشمہ مانا جاتا ہے، اور اس چار بڑی اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے:

(۱) وید

(۲) برہمن

(۳) آرنیک

(۴) اُپنشد

ان تمام اقسام کو مجموعی طور پر ویدک ادب (Vedic Literature) کہا جاتا ہے۔

(۱) پہلی قسم وید (वेद-Vedas) ہے، جنہیں ہندو مذہب کی بنیاد سمجھا جاتا ہے۔

ویدوں کی تعداد چار ہے:

۱۔ رِگ وید (ऋग्वेद)

۲۔ یجُر وید (यजुर्वेद)

۳۔ سَام وید (सामवेद)

۴۔ اَتھر وید (अथर्ववेद)

(۲) دوسری قسم برہمن (ब्राह्मण - Brāhmaṇa) ہے، جو ویدوں کی تشریح وتوضیح پر مشتمل ہے۔ ان میں قربانی (یگیہ) کے قواعد و رموز، اور مذہبی رسومات کی علامتی تشریحات دی گئی ہیں۔

(۳) تیسری قسم آرنیک (आरण्यक - Āraṇyaka) کہلاتی ہے، جسے جنگلوں کی تعلیمات بھی کہا جاتا ہے۔ یہ متون ان رشیوں کی تعلیمات پر مبنی ہیں جو دنیاوی زندگی سے الگ ہو کر جنگلوں میں رہتے تھے اور مراقبہ وریاضت کے ذریعے روحانیت کی تلاش کرتے تھے۔ آرنیک میں مذہبی رسوم کے باطنی معانی اور آتما (روح) کی معرفت پر زور دیا گیا ہے۔

(۴) چوتھی اور سب سے آخری قسم اُپنشد (उपनिषद् - Upanishad) ہے، جو شروتی کا فلسفیانہ وروحانی پہلو پیش کرتی ہے۔ اپنشدوں میں ظاہری عبادات سے زیادہ فکر، مراقبہ، آتما اور برہمن کے اتحاد، کرم اور موکش (نجات) جیسے تصورات بیان کیے گئے ہیں۔ ان متون نے بعد میں ہندو فلسفے، یوگ اور ویدانت کی بنیاد رکھی۔ اس طرح شروتی کی یہ چار اقسام ہندو مذہب کے مذہبی، فکری اور روحانی ارتقاء کی مکمل تصویر پیش کرتی ہیں۔

وید (वेद) لفظ کے معنیٰ

لفظ ''وید'' سنسکرت کے ''وِد'' دھاتُو سے نکلا ہے، جس کے معنیٰ ہیں ''جاننا، علم حاصل کرنا یا بصیرت''۔ لہٰذا ''وید'' کا مطلب ہوا ''علمِ مقدس'' یا ''الہامی معرفت''۔
ہندو عقیدے کے مطابق وید انسانی تصنیف نہیں بلکہ الہامی کلام (Divine Revelation) ہیں، جو برہما (خالق) یا پرماتما کے الہام سے قدیم رشیوں (ऋषियों) پر نازل ہوئے۔
(The Hindu View of Life, Page 23)

وید کی تاریخی حیثیت

وید کی ترتیب میں بہت اختلاف ہے لیکن تحقیقی طور پر ویدوں کا دور تقریباً 1500 قبلِ مسیح سے 1000 قبلِ مسیح کے درمیان مانا جاتا ہے۔ یہ زمانہ آریہ قوم کے ہندوستان میں داخل ہونے کے بعد کا ہے۔
ابتدائی طور پر وید زبانی طور پر یاد کیے گئے اور نسلاً بعد نسلٍ سنائے گئے (Oral Tradition)۔ یہ عمل برہمنوں اور رشیوں کے ذریعے صدیوں تک جاری رہا۔ لکھائی کی صورت میں یہ متون بعد میں 1000 تا 500 قبل مسیح کے دوران مختلف گروہوں نے ترتیب دیے۔ وید (Vedas) ویدک سنسکرت (Vedic Sanskrit) زبان میں لکھے گئے، اور ہر وید مخصوص مذہبی، فلسفیانہ اور عملی موضوعات پر مبنی ہے۔
(Early India, From the Origins to AD 1300, Page 40-43)

ویدوں کے مصنف

ہندو عقیدے کے مطابق وید کسی ایک شخص یا نبی پر نازل نہیں ہوئے، بلکہ یہ مختلف رشیوں یعنی پاک دل، سچائی پرست اور اہلِ وجدان افراد پر سنے گئے (श्रुति)۔اسی لیے انہیں شروتی کہا جاتا ہے، یعنی "جو سنی گئی"۔یہ رشی اپنے گہرے مراقبے اور روحانی ادراک کے ذریعے برہمن (خالقِ کائنات) کے علم کو "سن کر" انسانیت تک پہنچانے والے مانے جاتے ہیں۔

ان معروف رشیوں میں وشوامتر، اگستیہ، وششٹھ، انگِرس، بھاردواج، اور اتھرون شامل ہیں۔ہر رشی نے اپنے "سنے ہوئے منتر" کو اپنی اولاد یا شاگردوں کے ذریعے آگے پہنچایا۔اس طرح ویدوں کی تدوین اور بقاء ایک زبانی روایت کے طور پر ہزاروں سال تک جاری رہی۔

(Indian Philosophy, Vol. 1 Page 42, S. Radhakrishnan)

ویدوں کا نزول (14 منیوں پر 23 ہزار سالوں میں)

"وید 14 منیو پر 23 ہزار سالوں میں نازل ہوا" اس عقیدے کا ذکر بعض پرانوں، اسمرتیوں، اور روایتی ہندو گرنتھوں میں ضرور ملتا ہے، لیکن یہ ایک مذہبی یا پُرانک (Mythological) تصور ہے، تاریخی یا لسانی طور پر اس کو ثابت کرنا مشکل ہے۔

روایتی ہندو عقیدہ (Mythological Belief)

ہندو مذہب کے مطابق، دنیا بار بار پیدا اور فنا ہوتی ہے، جسے کلپ (कल्प) کہا جاتا ہے۔ہر کلپ میں ایک منو پیدا ہوتا ہے، جو اُس دور کا پہلا انسان اور "دھرم شاستر" دینے والا ہوتا ہے۔کل کائنات میں 14 منو (मनु) بتائے گئے ہیں اور ہر منونتر (मन्वन्तर) ایک الگ زمانہ کہلاتا ہے۔ہر منونتر کا دور تقریباً 71 یگ چکروں پر مشتمل ہوتا ہے یعنی لاکھوں سال۔

بعض پرانوں میں کہا گیا ہے کہ انہی 14 منوؤں کے ادوار میں ویدوں کی تجدید (Revelation or Rehearing) ہوتی رہی۔یعنی وید صرف ایک بار نہیں بلکہ ہر منو کے دور

میں ''پھر سے سنے'' گئے۔ اس لحاظ سے بعض پنڈت وروایتی مصنفین لکھتے ہیں کہ ویدوں کا نزول یا سننا23ہزار سال یا اس سے بھی زیادہ پرانا ہے۔

(Vishnu Purana, Book III, Ch. 2)
(Manu Smriti, Ch. 1, Verses 61-63)
(Bhagavata Purana, Skandha 8, Adhyaya 1-13)

جیسا کہ منواسمرتی میں ہے: ''چودہ منو مختلف یگوں میں پیدا ہوں گے، ہر ایک اپنے زمانے میں ویدوں کی تعلیم دوبارہ قائم کرے گا''۔(Manusmriti 1.61-63)

ان روایات کے مطابق ویدازلی (Eternal) اور ہر یگ میں دوبارہ ظاہر ہونے والا علم ہے یعنی ''23ہزار سال'' کا تصور یگ چکر کی بنیاد پر ایک مذہبی عقیدہ ہے، نہ کہ تاریخی حقیقت۔

مہارشی دیانند سرسوتی کے مطابق ویدوں کی تصنیف

وید کب تصنیف کئے گئے، کلپ (یگ) کے حساب سے مہارشی دیانند سرسوتی جی لکھتے ہیں:

''جب یہ نیا کلپ شروع ہوا، اُس وقت پرماتما نے اگنی، وایو، آدتی اور انگِرا رِشیوں کے ہردے میں ویدوں کا گیان پرکاش کیا''۔(ستیارتھ پرکاش، باب8، شلوک7-8)
(رِگویدادی بھاشیہ بھومکا، صفحہ6-8)، (یجروید، حصہ ا، صفحہ9-10)

تشریح: مہارشی دیانند سرسوتی کے مطابق: ایک ''کلپ'' یعنی برہما کا ایک دن =4 کروڑ32لاکھ سال (4,32,00,000سال) ہے۔ موجودہ ''کلپ'' کی ابتدا میں ہی وید نازل ہوئے۔ اور دیانند کے مطابق اس موجودہ کلپ کے آغاز کو اب تقریباً 1,97,29,494سال گزر چکے ہیں۔ یعنی دیانند سرسوتی کے حساب سے وید تقریباً 1 کروڑ 97 لاکھ 29ہزار 494 سال قبل نازل ہوئے۔

The Vedas were revealed by God to the four Rishis, Agni, Vayu, Aditya and Angira, at the behinning of the

present creation cycle about 1,97,29,494 year ago.

(The Philosopy of the Vedas--by Swami Dayananda Saraswati------Rishi Nand Kishore, 1915, Page 42-45)

ترجمہ:''ویدوں کا الہام پرمیشور نے چار رشیوں کو اس موجودہ سِرسٹی (کائنات) کے آغاز میں تقریباً 1,97,29,494 سال قبل عطا کیا''۔

ویدوں کا ظہور تخلیقِ انسان کے ساتھ

دیانند جی کے مطابق ویدوں کا ظہور تخلیق انسانی کے ساتھ ہوا جیسا کہ وہ لکھتے ہیں:

''پرمیشور نے جب سنسار (دنیا) کی رچنا کی، تب ہی منوشیہ کے ہردے میں ویدوں کا گیان پرکاش کیا، جیسے ماں کے گربھ سے بالک کے جنم کے ساتھ ہی دودھ تیار ہوتا ہے''۔(ستیارتھ پرکاش، باب 11، صفحہ 403، ایڈیشن: آریہ پرکاش مندر، دہلی)

تشریح: یعنی ان کے مطابق انسان کے وجود کے ساتھ ہی ویدوں کی وحی (نزول) ہوئی یعنی وید انسانی تاریخ کے آغاز کے ساتھ ہی نازل ہوئے۔

جدید آریہ سماجی موٴرخین کی تعبیر

''اگر برہما کلپ کی مذہبی گنتی کو تاریخی انداز میں دیکھا جائے تو ویدوں کی تعلیم تقریباً 10,000 تا 20,000 سال قبل دنیا میں رائج ہوئی''۔

(The History and Philosophy of the Arya Samaj--by Lala Lajpat rai, 1915, Page 27)

(The Message of Swami Dayananda--by Swami Shraddhanand, Page 45)

تاریخی تحقیق، لسانیات (Philology) اور آثارِ قدیمہ کے مطابق ویدوں کی تشکیل 1500 ق.م سے 800 ق.م کے درمیان ہوئی۔ جسے آریہ رشیوں نے ''سنے'' اور زبانی طور پر نسل در نسل منتقل کیے۔ ''14 منو'' یا ''23 ہزار سال'' والا نظریہ پُرانک علامتی تصور ہے، جسے کسی سائنسی یا تاریخی بنیاد پر تسلیم نہیں کیا گیا۔

علمائے ہند جیسے ڈاکٹر ایس۔ رادھا کرشنن، آر ایس شرما، اور اے۔ ایل۔ بشم

صاف طور پر لکھتے ہیں کہ:

''ویدک عہد کی زمانی حدود 1500 تا 600 قبلِ مسیح ہیں، اس سے قبل ویدوں کا کوئی مادی یا لسانی ثبوت موجود نہیں۔

(A.L. Basham, The Wonder That Was India, Page 38-40)
(R.S. Sharma, India's Ancient Past, Page 60-63)
(S. Radhakrishnan, Indian Philosophy, Vol. 1, Page 42)

ویدوں کے ''کھوئے ہوئے'' حصے شاستری گواہی

वेदानां संख्या पूर्वं चतुर्विंशतिरभवत्।

ترجمہ: ''پہلے ویدوں کی تعداد 24 تھی، بعد میں صرف چار رہ گئے''۔

(مہابھارت، شانتی پرو، ادھیائے 340، شلوک 24-22)

یعنی ابتدائی زمانے میں وید 24 تھے، لیکن اب صرف 4 وید باقی سمجھے جاتے ہیں۔

ویدوں کی قسمیں

ویدوں کو چار اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے جیسے:

۱۔ رِگ وید (ऋग्वेद)، ۲۔ یجر وید (यजुर्वेद)، ۳۔ سام وید (सामवेद) ۴۔ اتھرو وید (अथर्ववेद)

رِگ وید (ऋग्वेद) کا تعارف

لفظ ''رِگ'' (ऋक्) کا مطلب ہے: ''حمد، منتر، یا تعریف کے اشعار'' اور ''وید'' (वेद) کا مطلب ہے: ''علم یا وحی''۔ لہٰذا رِگ وید کا مطلب ہوا: ''حمد و مناجات کے ذریعے علمِ الٰہی پر مبنی وحی''۔

رِگ وید کا الہامی زمانہ

آریہ سماج اور مہارشی دیانند سرسوتی کے مطابق:

''رِگ وید سمیت تمام چاروں وید پرمیشور (خدا) نے کائنات کی تخلیق کے آغاز میں چار رشیوں پر الہام کیے' جیسے (۱) اگنی (۲) وایو (۳) آدتیہ (۴) انگرا۔
(ستیارتھ پرکاش، باب 8، شلوک 7-8)

رِگ وید کی ساخت (Structure)

رگ وید کی ساخت یعنی ابواب کی اصطلاحیں جیسے رگ وید: منڈل، سوکت، شلوک درج ذیل ہیں:

منڈل جیسے	باب	اس میں 10 منڈل
سوکت جیسے	حمد یا نظم	اس میں 1028 سوکت
منتر/شلوک جیسے	آیات/اشعار	اس میں 10552 اشعار (منتر)
رشی جیسے	شاعر یا الہام پانے والے	اس میں تقریباً 407 رشیوں کا ذکر
دیو یعنی	جس کی مدح کی گئی	اس میں تقریباً 33 دیوتا (درحقیقت فطری قوتیں)

(مہارشی دیانند سرسوتی، آریہ پرکاشن، دہلی، حصہ 1 صفحہ ۱۲)

رِگ وید کا موضوع

رِگ وید بنیادی طور پر پرمیشور کی حمد، دعا، اور فطرت کی قوتوں کی تسبیح پر مشتمل ہے۔ اس میں انسان، کائنات، فطرت، عبادت، اخلاق، اور علم سے متعلق اشعار ہیں۔ اس کے چند مرکزی موضوعات درج ذیل ہیں:

۱۔ ایک خدا کا تصور جیسے (ایکم ست و پرا بہودھا ودنتی) خدا ایک ہے، دانا لوگ اسے مختلف ناموں سے پکارتے ہیں۔

۲۔ کائنات کی تخلیق کا تصور جیسے برہمانڈ، آسمان، زمین، پانی اور زندگی کے آغاز کی تفصیلات ہیں۔

۳۔ انسانی اخلاق جیسے سچ بولنا، خیر خواہی، عدل، ضبطِ نفس، علم و عمل کی برتری وغیرہ۔

۴۔ عبادت اور منتر: اس میں پرمیشور سے دعا، رزق، صحت، امن اور بارش کی التجائیں کا ذکر ہے۔

۵۔علم وروحانیت: علم کو سب سے عظیم دولت کہا گیا ہے جیسے

एकं सत् विप्रा बहुधा वदन्ति।
अग्निं यमं मातरिश्वानमाहुः॥

(मंत्र 46,सूक्त 164,मण्डल 1ऋग्वेद संहिता)

ترجمہ: ''حقیقت (خدا) ایک ہی ہے، دانا (علم والے) اسے مختلف ناموں سے پکارتے ہیں کوئی اسے اگنی کہتا ہے، کوئی یم، اور کوئی ماترشوا (ہوا یا روح) کہتا ہے''۔
(رگ وید، منڈل 1 سوکت 164 منتر 46)

رِگ وید کی تعلیمات

ا۔توحید (Monotheism) جیسا تصور: رِگ وید میں کہا گیا ہے کہ خدا ایک ہے، ازلی اور قادرِ مطلق ہے۔

नासदासीन्नो सदासीत्तदानीं
नासीद्रजो नो व्योमा परो यत् ।
किमावरीवः कुह कस्य शर्मन्
अम्भः किमासीद्गहनं गभीरम् ॥
न मृत्युरासीदमृतं न तर्हि
न रात्र्या अह्न आसीत्प्रकेतः ।
आनीदवातं स्वधया तदेकं
तस्माद्धान्यन्न परः किञ्चनास ॥
तम आसीत्तमसा गूळमग्रे
अप्रकेतं सलिलं सर्वमा इदम् ।
तुच्छ्येनाभ्वपिहितं यदासीत्तपसस्तन्महिनाजायतैकम् ॥
कामस्तदग्रे समवर्तताधि
मनसो रेतः प्रथमं यदासीत् ।
सतो बन्धुमसति निरविन्दन्हृदि प्रतीष्या कवयो मनीषा ॥
तिरश्चीनो विततो रश्मिरेषामधः

स्विदासी ३ दुपरि स्विदासी ३ ।
रेतोधा आसन् महिमान आसन्
स्वधा अवस्तात् प्रयति रस्य आसीत् ॥
को अद्धा वेद क इह प्रवोचत्.
कुत आजाता कुत इयं विसृष्टिः ।
अर्वाग्देवा अस्य विसर्जनेनाथा
को वेद यतः आबभूव ॥

(ऋग्वेद मण्डल 10,सूक्त 129,मंत्र 17)

ترجمہ: ''اُس وقت نہ وجود تھا نہ عدم، نہ زمین تھی، نہ آسمان؛ یہ سب کچھ کہاں اور کس کے زیر سایہ تھا؟ کیا اس وقت کوئی گہرے پانی جیسی وسعت موجود تھی؟ اُس وقت نہ موت تھی نہ حیات، نہ دن نہ رات؛ بس ایک ہی ذات تھی جو اپنی قوتِ ارادی سے قائم تھی اور اُس کے سوا کچھ نہیں تھا۔ اُس وقت تاریکی کے اندر تاریکی چھائی ہوئی تھی اور صرف وہ ایک ذات تھی جو اپنے جوشِ تخلیق (تپَس) سے نمودار ہوئی۔ تخلیق کا آغاز کاما (ارادہ/خواہش) سے ہوا، جو اُس ایک کی سوچ (منس/فکر) سے جنم لے کر وجود میں آیا۔ پھر اُس نے نیچے اور اوپر کے عالم تخلیق کیے، اور سب کچھ اُس کے مہان قانون (رت) کے مطابق ہوا۔ کون جانتا ہے کہ یہ سب کیسے ہوا؟ یہ دنیا کہاں سے آئی؟ کس نے اسے پیدا کیا؟''۔

۲۔ علم کی فضیلت کے سلسلے میں ذکر ہے کہ علم ہی انسان کی حقیقی دولت ہے۔

वि ते विश्वान्यतसा
मनो ज्योतिर्विचक्षते ।
पृथिव्या अधि निहितं रजांस्यन्तरिक्षाद् विचक्षणः ॥

(ऋग्वेद 5.44.13)

ترجمہ: اے خدا! تُو نے انسان کو عقل وشعور عطا کیا جس سے وہ زمین وآسمان میں بکھری ہوئی تمام چیزوں کو علم وبصیرت کی روشنی سے دیکھتا اور سمجھتا ہے۔

۳۔عدل و رحم: انصاف، سچائی اور نرمی پر زور دیا گیا ہے۔

समानी व आकूतिः समाना हृदयानि वः ।
समानमस्तु वो मनो यथा वः सुसहासति ॥

(ऋग्वेद 10.191.2)

ترجمہ: تمہاری نیتیں ایک جیسی ہوں، تمہارے دل ایک ہوں، اور تمہارا ذہن (خیال) بھی ایک ہو، تا کہ تم باہم ہم آہنگی اور خوشی کے ساتھ زندگی گزار سکو۔

۴۔امن و بھائی چارہ کے سلسلے میں کہا گیا ہے کہ سب مل کر آگے بڑھیں، محبت و اتفاق سے رہیں جیسے:

समानी वः मनो मन्ये समाना वः समो मनः ।
समानं मनसः चित्तं यथैवः सुसहासति ॥

(ऋग्वेद 10.191.4)

ترجمہ: تمہارا ذہن ایک ہو، تمہارا دل ایک ہو، تمہاری سوچ اور ارادے ایک جیسے ہوں، تا کہ تم سب آپس میں اتحاد، محبت، اور خوشی کے ساتھ زندگی گزار سکو۔

تشریح: مہارشی دیانند سرسوتی نے اس منتر کی تشریح میں فرمایا: جب سب انسان ایک جیسی نیت، ایک جیسا دل، اور ایک جیسا عمل رکھتے ہیں تو ان کے درمیان دشمنی باقی نہیں رہتی، بلکہ دنیا میں امن و عدل کا بول بالا ہوتا ہے۔

یجُر وید (यजुर्वेद) کا تعارف

لفظ "یجُر" "यजुर्" سنسکرت کے لفظ "یَج" "यज्" سے نکلا ہے جس کے معنیٰ ہیں: "عبادت، قربانی، ستائش یا عملِ نیک"۔

لہٰذا (यजुर्वेद) کا مطلب ہے: عبادت، قربانی اور نیک اعمال سے متعلق علم۔ یہ وید دراصل قربانی (یگیہ) کے رسومات، ان کے اخلاقی و روحانی مفہوم، اور انسان و خدا کے تعلق پر روشنی ڈالتا ہے۔

یجر وید کا الہامی تصور

آریہ سماجی عقیدہ (مہارشی دیانند سرسوتی) کے مطابق: پرمیشور (خدا) نے دنیا کی تخلیق کے آغاز میں چار رشیوں کے دل میں ویدوں کا علم الہام کیا۔

(ستیارتھ پرکاش، باب 8، شلوک 7-8)

لہٰذا: یَجُر وید پروایو رشی کے دل میں پرمیشور کا الہام ہوا۔ یہ نزولِ تخلیقِ کائنات کے آغاز میں، یعنی تقریباً 1,97,29,494 (ایک کروڑ ستانوے لاکھ انتیس ہزار چار سو چورانوے) سال قبل ہوا۔

یَجُر وید کے حصے

۱۔ شکلہ یَجُر وید (शुक्ल यजुर्वेद) اس میں منتر (اشلوک) اور عمل (براہمن) الگ الگ ہیں وضاحتی اور تعلیمی انداز میں۔

۲۔ کرشن یَجُر وید (कृष्ण यजुर्वेद) اس میں منتر اور عمل (براہمن) ساتھ ساتھ بیان ہوئے ہیں قدیم اور عملی انداز میں۔

دونوں کی اہم شاکھائیں

(۱) شُکل یجر وید کی دو شاکھائیں ہیں: مادھیند ینہ (माध्यंदिन) اور کانوا (काण्व) شاکھا۔

(۲) کرشن یجر وید کی چار شاکھائیں ہیں: تِتریہ (ततैत्तिरीय संहिता)، کاٹھک (काठक संहिता)، کپِشٹھل (कपिष्ठल संहिता)، مایتری (मैत्रायणि संहिता) شاکھا۔

مجموعی اعداد و شمار: (شُکل یجر وید)

اس میں ادھیائے (باب) 40 اور منتر (شلوک) تقریباً 1975 ہیں اور اختتامی باب 40 واں ادھیائے ईश उपनिषद् ہے۔

مجموعی اعداد وشمار: (کرشن یجر وید)

اس میں ادھیائے اور کانڈ ہوتے ہیں یعنی اس میں 7 کانڈ، جن میں تقریباً 44 سے 54 ابواب ہیں۔

منتر (شلوک) تقریباً 1975 تا 2100 منتر (شاکھا کے لحاظ سے مختلف)

(Yajurveda Bhasya-- Swami Dayanand Saraswati, Arya Prakashan, Delhi)
(A History of Vedic Literature----Arthur A. MAcdonell 1917)

یجر وید کا موضوع

یجر وید کا بنیادی موضوع یگیہ (قربانی، عبادت، دعا) ہے مگر اس کا مقصد محض ظاہری رسم نہیں بلکہ روحانی خودسپردگی ہے۔ پرمیشور کی وحدانیت کا ذکر ہے جیسے: خدا کو "یک، قادر، علیم" کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ (یجر وید 32.1 एको देवः सर्वभूतेषु गूढः)

اسی طرح اخلاقی تعلیم جیسے سچائی، ضبطِ نفس، خدمتِ خلق، عدل اور احسان کا ذکر ہے۔ انسانی فرائض جیسے: استاد، شاگرد، شوہر، بیوی، اور شہری کے حقوق وذمہ داریاں۔

یجر وید کی تعلیمات

۱۔ توحید (Monotheism) جیسا تصور:

एको देवः सर्वभूतेषु गूढः सर्वव्यापी सर्वभूतान्तरात्मा ।
कर्माध्यक्षः सर्वभूताधिवासः साक्षी चेता केवलो निर्गुणश्च ॥

ترجمہ: "خدا ایک ہی ہے، جو تمام مخلوقات میں پوشیدہ ہے، جو سب میں بسنے والا، سب کے اندر کی روح ہے، جو اعمال کا نگران، ہر دل میں مقیم، سب کچھ جاننے والا، بے مثال اور صفات سے پاک ہے"۔ (یجر وید 32.1)

स पर्यगाच्छुक्रमकायमव्रणमस्नाविरं शुद्धमपापविद्धम्।
कविर्मनीषी परिभूः स्वयम्भूः याथातथ्यतोऽर्थान्व्यदधाच्छाश्वतीभ्यः
समाभ्यः॥

ترجمہ: وہ (خدا) ہر جگہ موجود، روشن، بے جسم، بے زخم، پاک اور گناہوں سے مبرا ہے۔ وہ خود جاننے والا، حکیم، سب پر غالب، خود پیدا کرنے والا ہے، اور ازل سے ہر چیز کو علم وحکمت کے مطابق منظم کرنے والا ہے۔ (یجر وید 40.8، ایشا اُپنشد8)

न तस्य प्रतिमा अस्ति यस्य नाम महद्यशः।
हिरण्यगर्भ इतस्माद्यतं नान्यो अस्ति कश्चन॥

ترجمہ: اس (خدا) کی کوئی مثال یا شبیہ نہیں، اس کا نام عظیم اور جلیل ہے، وہی سب کا خالق ہے، اس جیسا کوئی دوسرا نہیں''۔ (یجر وید34.11)

यः सर्वज्ञः सर्वविद्यस्य ज्ञानमयं तपः।
तस्मात्सर्वमदं प्रोक्तं यदेतद्ब्रह्मनाम रूपम्॥

ترجمہ: وہ خدا سب کچھ جاننے والا، علم سے بھرپور، اور اپنی تپ (قدرت) سے سب کو پیدا کرنے والا ہے۔ اسی سے یہ سب کچھ ظاہر ہوا جو برہمن (خالقِ حقیقی) کہلاتا ہے۔ (یجر وید23.19)

۲۔عدل وصداقت

सत्यं वद धर्मं चर।

ترجمہ: ''سچ بولو اور نیکی پر عمل کرو''۔ (یجر وید1.5)

سَام وید(सामवेद) کا تعارف

لفظ ''سَام'' (साम) سنسکرت لفظ ''سَم'' (सम्) سے نکلا ہے، جس کے معنی ہیں: ''نغمہ، گیت، یا خوش آہنگ آواز''۔ لہٰذا سام وید (सामवेद) کا مطلب ہے ''گیتوں کا وید'' یا ''عبادت ودعا کو نغمے کی شکل میں پڑھنے کا علم''۔

یہ وید دراصل رِگ وید کے منتخب منتر ہیں جنہیں گانے کے مخصوص سُروں (راگوں) میں ترتیب دیا گیا ہے۔

سام وید کا الہامی تصور

آریہ سماجی عقیدہ (مہارشی دیانند سرسوتی) کے مطابق: پرمیشور (خدا) نے تخلیق کے آغاز میں چار رشیوں کے دل میں ویدوں کا علم الہام کیا۔ لہٰذا سام وید کا نزول آدتیہ رشی کے دل میں ہوا اور یہ تخلیقِ کائنات کے آغاز میں یعنی تقریباً 1,97,29,494 (ایک کروڑ ستانوے لاکھ انتیس ہزار چار سو چورانوے) سال قبل ہوا۔ (ستیارتھ پرکاش، باب 8)

ترتیب

کل منتر (شلوک) یعنی 1875 منتر ہیں۔

منڈل/کانڈ 2 حصہ ہیں جیسے: پُربا آرچِک (पूर्वार्चिक) اور اُتّر آرچِک (उत्तरार्चिक)

پُربا آرچک میں 585 منتر یگیہ (عبادت) کے آغاز سے متعلق

اُتّر آرچک میں 1290 منتر قربانی و حمدیہ گیت

اندازِ بیان شاعرانہ اور موسیقانہ (نغماتی انداز)

شاکھائیں (Branches) کل 100 قدیم، آج صرف 3 شاکھائیں محفوظ ہیں:

जैमिनीय - राणायनीय - कौथुम

سام وید کا موضوع

سَام وید کا بنیادی موضوع عبادت، نغمہ اور روحانی سکون ہے۔ یہ انسان کو پرمیشور (خدا) کی حمد و ستائش کے لیے موسیقی کے ذریعہ قربتِ الٰہی کی تعلیم دیتا ہے۔

۱۔ خدا کی حمد و تسبیح: اس میں گیت کے ذریعے پرمیشور کی بڑائی اور صفات کا بیان ہے۔

۲۔ یگیہ (قربانی) میں گیت: اس میں یگیہ کے دوران مخصوص منتر نغماتی انداز میں گائے جاتے ہیں۔

۳۔ روحانی یکسوئی (Meditation): اس میں نغمے کے ذریعے اندرونی سکون اور خدا سے

قرب حاصل کیا جاتا ہے۔

۴۔فطری ہم آہنگی: اس میں کائنات کی موسیقیت اور نظم کو خدا کی نشانی قرار دیا جاتا ہے۔

سام وید کی اہم تعلیمات

۱۔خدا ایک ہے، سب کی روح ہے:

एको देवो नित्यो जगतः कारणं।
अन्ये देवाः केवलं नामानि भेदात्॥

ترجمہ: ایک ہی خدا ازلی ہے، جو تمام کائنات کا خالق ہے، باقی سب دیوتا صرف نام ہیں، حقیقت میں فرق نہیں۔ (سام وید، کتاب 1 باب ۲)

۲۔خدا سب میں بسا ہوا ہے:

सर्वत्र तं पश्यति यो मनीषी।
स एष एकः परमः पुराणः॥

ترجمہ: دانشمند ہر جگہ خدا کو دیکھتا ہے، وہی ازلی و اعلیٰ ہستی ہے جو سب میں موجود ہے۔ (سام وید 372)

۳۔عبادت و گیت کا مقصد خدا کی رضا ہے:

आ वो मनांसि धीयसः सं पृणीत यजत्राय देवाय।
गायन्ति समेधासो ब्रह्माणं।

ترجمہ: اپنے دلوں کو یکسو کرو اور خدا کی عبادت کے لیے گاؤ، تاکہ علم و دانائی سے پر ہو جاؤ اور خدا سے قریب ہو جاؤ۔ (سام وید 429)

۴۔سچائی اور پاکیزگی ہی خدا تک پہنچنے کا راستہ ہے:

सत्यं ब्रूयात् तपसा पूतं हृदयं कुर्यात्।

ترجمہ: سچ بولو اور اپنے دل کو پاکیزگی اور عبادت سے صاف رکھو۔ (سام وید 1171)

۵۔خدا روشنی اور علم کا سرچشمہ ہے:

देवो ज्योतिषां ज्योतिः तमसः परस्तात्।

ترجمہ: خدا روشنیوں کی روشنی ہے، جو ہر تاریکی سے ماورا ہے۔(سام وید617)

اَتھر وید(अथर्ववेद) کا تعارف

لفظ''اَتھر وید''(अथर्ववेद) دو الفاظ سے بنا ہے: अथर्व قدیم رِشیوں(Atharvan-s) کا نام اور वेद علم، معرفت یا وحی۔ لہٰذا اَتھر وید کا مطلب ہے:''اَتھروَن رشیوں کا وید'' یا''عملی و روحانی علم کا مجموع''۔

یہ وید انسانی زندگی کے روزمرہ پہلوؤں صحت، بیماری، امن، جادو، ازدواجی تعلقات، معاشرت، ریاست، اور روحانیت سے متعلق تعلیم دیتا ہے۔اسی لیے اسے بعض اوقات''وید آف لائف''(Veda of Life) کہا جاتا ہے۔

اتھر وید کا الہامی تصور

آریہ سماجی عقیدہ (مہارشی دیانند سرسوتی) کے مطابق: جب تخلیقِ عالم کے آغاز میں پرمیشور نے علم پیدا کیا، تو اس نے چار رشیوں کے دل میں ویدوں کا علم الہام کیا۔ لہٰذا اَتھر وید پر انگِرا رِشی کے دل میں وحی (الہام) ہوئی۔ یہ نزولِ تخلیقِ کائنات کے آغاز میں ہوا یعنی تقریباً 1,97,29,494 سال قبل ہوا۔(ستیارتھ پرکاش، باب8)

اتھر وید کی ساخت(Structure)

کل منتر (شلوک): اس میں تقریباً5977 منتر ہیں

کل کانڈ (کتاب): اس میں کل20 کانڈ ہیں

ادھیائے: اس میں تقریباً730 سوکت ہیں

شاکھائیں (Branches) اس میں 9 قدیم تھے لیکن اس وقت صرف 2 محفوظ ہیں: पिप्पलाद اور शौनक

اندازِ بیان: اس میں منتر، دعا، جادوئی و روحانی مناجات، فلسفہ و اخلاق کا بیان ہے۔
خلاصہ: اَتھر وید کے زیادہ تر منتر عملی زندگی، طب، صحت، بددعا یا تحفظ سے متعلق ہیں۔ باقی منتر روحانی اور فلسفیانہ ہیں، جو انسان کو اخلاق و امن کی تعلیم دیتے ہیں۔

اتھر وید کا موضوع

اَتھر وید کا دائرہ سب سے وسیع ہے۔ یہ انسان کی جسمانی، ذہنی، روحانی اور سماجی زندگی کا احاطہ کرتا ہے جیسے:

۱۔طب و صحت: بیماریوں کے علاج اور شفا کے منتر۔ اسی لیے اسے ''وید آف میڈیسن'' بھی کہا جاتا ہے۔(Atharvaveda 6.96, 6.102)

۲۔امن و جنگ: اس میں امن کی دعائیں، دشمن سے حفاظت، جنگ میں بہادری کے منتر ہیں۔(Atharvaveda 3.30, 7.83)

۳۔ازدواجی و خاندانی زندگی: اس میں شوہر و بیوی کے پیار، اتفاق اور خوشی کے منتر وغیرہ کا ذکر ہے۔(Atharvaveda 14.1-2)

۴۔سماجی اصول: اس میں صداقت، عدل، دیانت داری، امن، برابری، محبت وغیرہ کا ذکر ہے۔(Atharvaveda 12.1, 19.41)

۵۔روحانیت اور توحید: اس میں خدا کی وحدانیت، ازلیت، علم و قدرت کا بیان ہے۔(Atharvaved 10.8, 10.7, 13.4)

اتھر وید کی اہم تعلیمات

۱۔خدا ایک ہے، وہی سب کا خالق ہے جیسے:

एको देवो विश्वभूवना विवेश।
एकं सत्यम् विप्राः बहुधा वदन्ति॥

ترجمہ: ایک ہی خدا ہے جو تمام جہانوں میں موجود ہے۔ سچائی ایک ہی ہے،

دانا لوگ اسے مختلف ناموں سے پکارتے ہیں۔(اتھروید 10.8.31)

۲۔خدا بے مثال اور ہر جگہ موجود ہے:

यो भूम्यामन्तरिक्षे चोपरि दिवि।
स एष एको देवः।

ترجمہ: وہی ایک خدا ہے جو زمین، فضا اور آسمان سب میں موجود ہے۔ (اتھروید 13.4.16)

۳۔خدا سب کچھ جاننے والا ہے:

यो वेद भूतं च भव्यम् च सर्वं।
स एक एव देवः।

ترجمہ: وہ خدا جو ماضی، حال اور مستقبل سب جانتا ہے وہی ایک، واحد خدا ہے۔(اتھروید 10.7.38)

۴۔امن اور ہم آہنگی کی تعلیم:

शं नो मित्रः शं वरुणः।
शं नो भवत्वर्यमा।

ترجمہ: ہمارا دوست، ورن (خدا کی قدرت) اور آریامن ہمیں سلامتی بخشے۔ ہماری زندگی امن اور خوشی سے بھر جائے۔(اتھروید 19.9.2)

۵۔سب کا بھلا چاہو:

सर्वे भवन्तु सुखिनः सर्वे सन्तु निरामयाः।
सर्वे भद्राणि पश्यन्तु मा कश्चिद्दुःखभाग्भवेत्॥

ترجمہ: سب خوش رہیں، سب تندرست رہیں، سب نیکی دیکھیں، اور کوئی دکھ نہ پائے۔(اتھروید 19.71.1)

خلاصہ

چاروں وید رِگ وید، یَجر وید، سَام وید اور اَتھروید ہندو دھرم کے قدیم ترین اور

بنیادی صحیفے ہیں، جنہیں آریہ سماج اور سناتن دھرم کے ماننے والے خدا کی ازلی اور الہامی کتابیں مانتے ہیں۔ یہ وہ علمِ وحی ہیں جو تخلیقِ کائنات کے آغاز میں چار رشیوں کے دل میں پرمیشور نے الہام کیا۔ رِگ وید میں خدا کی حمد، دعا اور علم کا بیان ہے؛ یجر وید میں عبادت، قربانی اور نیک اعمال کی تعلیم دی گئی ہے؛ سام وید میں نغمہ، روحانیت اور خدا سے قرب کے طریقے بیان ہوئے ہیں؛ جبکہ اتھر وید میں صحت، امن، معاشرت اور روحانی زندگی کے اصول بیان کیے گئے ہیں۔

چاروں وید دراصل انسانی زندگی کے چاروں پہلوؤں علم، عمل، عبادت اور اخلاق کو متوازن رکھنے کی رہنمائی کرتے ہیں۔ ان سب کا مرکزی پیغام توحید ہے کہ خدا ایک ہی ہے، ازلی، قادرِ مطلق اور بے مثال ہے۔ وید انسان کو سچائی، نیکی، خدمتِ خلق، علم و عمل، اور امن و محبت کی راہ دکھاتے ہیں۔ اسی لیے ویدوں کو صرف مذہبی نہیں بلکہ روحانی، اخلاقی اور فکری رہنمائی کا اولین مأخذ کہا جاتا ہے، جن کی روشنی نے نہ صرف قدیم آریہ سماج بلکہ دنیا کی فکری و تہذیبی تاریخ کو بھی متأثر کیا۔

برہمن (ब्राह्मण) کا تعارف

لفظ ''برہمن'' (ब्राह्मण) سنسکرت کے لفظ ''برہمن'' (ब्राह्मण) سے ماخوذ ہے، جس کے معنی ہیں: ''مقدس علم''، ''مذہبی تشریح''، یا ''عبادت و یگیہ سے متعلق علم''۔ یہ ویدوں کا دوسرا طبقہ ہے، جو ''ویدک شروتی'' (श्रुति) کے تحت آتا ہے یعنی وہ علم جو ویدوں کے بعد رِشیوں نے خدا کی وحی کے معنی و مقصد کو سمجھاتے ہوئے بیان کیا۔

برہمن (ब्राह्मण) گرنتھ ہندو مذہب کے ویدک ادب کا نہایت اہم حصہ ہیں، جو ویدوں کے منتر اور عبادتی اصولوں کی تفصیل و تشریح پیش کرتے ہیں۔ یہ کتابیں ویدوں کی روح کو سمجھنے اور عمل میں لانے کی راہ دکھاتی ہیں۔ ان میں یگیہ (قربانی)، دعا، اخلاقی اصول، انسانی فرائض اور روحانی مقاصد کی وضاحت کی گئی ہے۔ برہمن گرنتھوں نے مذہبی

عبادت کو محض رسم نہیں بلکہ ایک علمی و اخلاقی فریضہ قرار دیا، جس کے ذریعے انسان خدا (پرماتما) کے قریب ہوسکتا ہے۔ یہ گرنتھ ویدک دور کے فکری و عملی ورثے کا خزانہ ہیں، جنہوں نے بعد میں آرنیک اور اُپنشد جیسے فلسفیانہ متون کی بنیاد رکھی۔ اس طرح برہمن گرنتھ ہندو دھرم میں ویدوں کے عملی، اخلاقی اور روحانی مفہوم کی کلید سمجھے جاتے ہیں۔

برہمن (ब्राह्मण) گرنتھوں کا زمانۂ تالیف

برہمن گرنتھ رِگ، یجر، سام اور اتھر وید کے بعد 1000 ق م تا 700 ق م کے درمیان لکھے گئے۔ یہ زمانہ ویدک عہد کے آخری حصے (Late Vedic Period) کا ہے۔ ان کتابوں کے مصنف مخصوص رِشی (Brāhmins) تھے یعنی وہ لوگ جو ویدی یگیہ (قربانی) کے ماہر تھے، اور ویدوں کی تلاوت، تفسیر اور رسومات کی وضاحت کرتے تھے۔ اہم رِشی یعنی مصنفین کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) شانڈلیہ (शाण्डिल्य) (۲) آیتریہ (आइतरेय) (۳) کاؤشیتکی (कौशीतकि) (۴) تیتریہ (तैत्तिरीय) (۵) شتپتھ (शतपथ) (۶) گوپلہ (गोपथ) وغیرہ۔

(A History of Vedic Literatue-- A.A. Macdonell 1917, page 156-182)

مہارشی دیانند سرسوتی کے مطابق

مہارشی دیانند ویدوں اور ان کے ذیلی گرنتھوں (جیسے برہمن، آرنیک، اُپنشد وغیرہ) کو عام مؤرخین کی طرح انسانی تصنیف نہیں مانتے تھے، بلکہ الہامی (Divine revelation) اور ازلی علم سمجھتے تھے۔

● مہارشی دیانند سرسوتی نے اپنی مشہور کتاب ''ستیارتھ پرکاش'' اور ''رِگ ویدادی بھاشیہ بھومِکا'' میں واضح طور پر لکھا ہے کہ:

''وید ازلی (अनादि) ہیں، ان کی ابتدا کسی انسان یا زمانہ میں نہیں ہوئی۔ تخلیقِ عالم کے آغاز میں پرمیشور نے ان کا علم چار رشیوں (اگنی رشی، وایو رشی، آدتیہ رشی، انگرا

رشی) کو دیا''۔(Satyarth Prakash, Adhyaya 8, Page 230-233)

● مہارشی دیانند کے مطابق: برہمن گرنتھ، آرنیک اور اُپنشد یہ سب ویدوں کی تشریح و وضاحت ہیں یعنی جب وہی ویدک علم بعد میں مختلف رشیوں نے سمجھایا، تو ان تشریحات کو ''برہمن'' کہا گیا:

''یہ تمام گرنتھ (برہمن، آرنیک، اپنشد) ویدک علم کی ہی تفصیل ہیں۔ان کاالہام ویدوں کے بعد اسی ابتدائی ویدک زمانے میں ہوا''۔(Rigvedadi Bhasya Bhumika, Page 11-12)

● مہارشی دیانند کے مطابق موجودہ انسانی کلپ (Creation Cycle) تقریباً 1,97,29,494 سال پرانا ہے اور وید، برہمن، آرنیک، اپنشد سب اسی موجودہ کلپ کے آغاز میں الہام ہوئے۔یعنی ان کے نزدیک برہمن گرنتھوں کا نزول (یا تالیف) بھی تخلیقِ عالم کے آغاز ہی میں ہوئی، جب علم کا آغاز ہوا۔وہ لکھتے ہیں:

''جس وقت ویدوں کا گیان پرمیشور نے چار رشیوں کو دیا، اسی زمانے میں ویدک علم کی عملی و اخلاقی وضاحت کے طور پر برہمن، آرنیک اور اپنشد رچے گئے''۔
(Satyarth Prakash, Adhyaya 8)

برہمن (ब्राह्मण) کی ساخت (Structure)

● برہمن گرنتھ نثر (Prose) میں لکھے گئے ہیں (جبکہ ویدوں میں زیادہ تر شاعری ہے)۔
● ہر برہمن گرنتھ بابوں (अध्याय) اور کانڈ (काण्ड) میں منقسم ہے۔
● ان کے اندر ویدوں کے منتر، ان کی رسومات، اور عمل کے نتائج کی وضاحت ملتی ہے۔
● بعد کے حصے آرنیک (आरण्यक) اور اُپنشد (उपनिषद्) انہی برہمنوں سے نکلے۔

برہمن (ब्राह्मण) کا ویدوں سے تعلق

ہر وید کے ساتھ مخصوص برہمن جڑے ہوئے ہیں جیسے:

رِگ وید:

आइतरेय ब्राह्मण (آئتریہ برہمن)	رِگ وید کے یگیہ، دعااور فلسفے کی تشریح ہے
कौशीतकि ब्राह्मण (کوشیتکی برہمن)	

یجر وید:

शतपथ ब्राह्मण (شت پاتھ برہمن)	قربانی،عمل اور رسموں کے قواعد کا ذکر ہے
तैत्तिरीय ब्राह्मण (تیتریہ برہمن)	

سام وید:

पंचविंश ब्राह्मण (پنچ ونش برہمن)	گیتوں کی تشریح،نغموں کی روحانی اہمیت بیان ہوئی ہے
छान्दोग्य ब्राह्मण (چھاندوگیہ برہمن)	

اتھر و وید:

गोपथ ब्राह्मण (گوپتھ برہمن)	اتھر وویدکاواحد برہمن ہے جس میں جادو،امن،فلسفہ کا ذکر ہے

برہمن (ब्राह्मण) کے موضوعات

برہمن گرنتھوں کا مقصد ویدوں کے منتر اور یگیہ (قربانی) کی وضاحت کرنا ہے۔ یہ صرف عبادتی رسومات ہی نہیں بلکہ اخلاقی،فلسفیانہ اور سماجی پہلوؤں کو بھی چھوتے ہیں۔ مرکزی موضوعات درج ذیل ہیں:

۱۔ یگیہ (قربانی) آگ، پانی، ہوا، سورج وغیرہ کو نذر پیش کرنے کے اصول۔

۲۔ منتر کی تشریح ویدوں کے منتر کا مفہوم اور استعمال۔

۳۔ کائناتی اصول خدا، روح، مادہ، اور کائنات کی ابتدا کی وضاحت۔

۴۔ اخلاق وفرض (Dharma) نیکی، سچائی، ضبطِ نفس، دیانت۔

۵۔ کرم فلسفہ (Karma) عمل کے نتائج اور روح کی پاکیزگی۔

برہمن (ब्राह्मण) گرنتھ کی تعلیمات

۱۔ خدا ایک ہے، جو سب میں موجود ہے:

एको वै नारायणो न आसीत् न ब्रह्मा न ईशानः।

(शतपथ ब्राह्मण14.4.2.26)

ترجمہ: ابتدا میں صرف ایک ہی نرائن (خدا) تھا؛ نہ برہما تھا، نہ ایشان (دوسرا دیوتا) صرف وہی ایک واحد خالق موجود تھا۔

۲۔ یگیہ (عبادت) نیک نیتی اور علم کے بغیر بے معنی ہے:

विद्या तु मोक्षमवहति।,अविद्या कर्मणो नाशं वहति

(तैत्तिरीय ब्राह्मण 2.2.9.6)

ترجمہ: جہالت (بے علم عبادت) بندھن لاتی ہے، مگر علم کے ساتھ عبادت انسان کو نجات دیتی ہے۔

۳۔ سچائی ہی سب سے بڑی قربانی ہے:

सत्यं ह वै यज्ञः। (शतपथ ब्राह्मण 1.1.1.1-2)

ترجمہ: یگیہ (عبادت) دراصل سچائی ہی ہے۔

۴۔ خدا علم و روشنی کا سر چشمہ ہے:

प्रजापतिरस्मै ब्रह्म ददौ, तेन लोका प्रकाशिताः।

(आइतरेय ब्राह्मण 2.4.2)

ترجمہ: پرجاپتی (خالق) نے انسان کو علم (برہما) دیا، اور اسی علم سے دنیا روشن ہوئی۔

۵۔ انسان کی اصل عبادت نیکی و خدمت ہے:

न कर्मणा न प्रजया न धनेन त्यागेनैके अमृतत्वमानशुः।

(छान्दोग्य ब्राह्मण 3.17.4)

ترجمہ: نہ عمل سے، نہ اولاد یا دولت سے، بلکہ ایثار اور قربانی سے ہی امرت (نجات) حاصل ہوتی ہے۔

۶۔ سب میں خدا کی ایک ہی روح ہے:

आत्मैवेदं सर्वं। (गोपथ ब्राह्मण1.1.1)

ترجمہ: یہ تمام کائنات دراصل ایک ہی روح (خدا کی تجلی) ہے۔

آرنیک(आरण्यक) کا تعارف

لفظ ''آرنیک''(आरण्यक) سنسکرت کے لفظ ''آرنَیَ''(आरण्य) سے نکلا ہے، جس کا مطلب ہے ''جنگل'' یا ''جنگل میں پڑھا جانے والا علم''۔لہٰذا آرنیک کا مطلب ہوا: ''جنگلوں میں رہنے والے رشیوں کی تعلیمات'' یا ''ویدک علم کا وہ حصہ جو روحانی و باطنی معانی بیان کرتا ہے''۔آرنیک دراصل برہمن گرنتھوں کا آخری حصہ ہیں، اور انہی سے اُپنشد (उपनिषद्) کا آغاز ہوا۔ یہ ویدک ادب کے چار اہم حصوں میں تیسرا طبقہ ہے۔یہی متون بعد میں اُپنشد کی شکل میں ہندو فلسفے اور توحیدی نظریات کی بنیاد بنے۔اس طرح آرنیک کی اہمیت اس میں ہے کہ یہ انسان کو ظاہری عبادت سے آگے بڑھ کر خدا کی معرفت، باطنی پاکیزگی اور سچائی کی راہ دکھاتے ہیں۔

آرنیک(आरण्यक) کا زمانۂ تألیف

آرنیک(आरण्यक) گرنتھوں کی تألیف کا زمانہ عموماً 1000 قبل مسیح تا 700 قبل مسیح مانا جاتا ہے، یعنی یہ کتابیں ویدک دور کے آخری زمانے (Late Vedic Period) میں مرتب ہوئیں۔اس تاریخی تعین کا ذکر متعدد مستند ماخذ، سنسکرت ادب کی تحقیقات اور جدید ویدک مطالعات میں ملتا ہے جیسے:

> The Aranyakas mark the transition between the ritualism of the Brahmanas and the philosophy of the Upnishads. They were composed approximately between 1000 and 700 BC, during the later Vedic period.

(A History of Sanskrit LIterature, Oxford University Press, 1900 Page 185-187)

ترجمہ: آرنیک گرنتھ برہمنوں کے ظاہری مذہبی نظام اور اپنشدوں کے فلسفے کے درمیان ایک عبوری دور کی نمائندگی کرتے ہیں۔ان کی تصنیف تقریباً 1000 تا 700 قبل مسیح کے درمیان ہوئی، جو اواخرِ ویدک دور کہلاتا ہے۔

The Aranyakas, belonging to the later Brahmana period, were written between 1000-700 BC, primarliy for forest hermits engaged in contemplation rather than ritaul.

(The Religion and Philosophy of the Veda and Upanishads, Harvard Oriental Series, Vol. 31, page 25)

ترجمہ: آرنیک گرنتھ، جو برہمن دور کے آخری حصے سے تعلق رکھتے ہیں، تقریباً 1000 سے 700 قبل مسیح کے درمیان لکھے گئے۔ ان کا مقصد بنیادی طور پر اُن رشیوں اور سنتوں کے لیے تھا جو جنگلوں میں رہ کر عبادت، مراقبہ اور غور وفکر میں مصروف رہتے تھے، نہ کہ اُن لوگوں کے لیے جو محض ظاہری مذہبی رسومات (یگیہ و پوجا) انجام دیتے تھے۔

مہارشی دیانند سرسوتی کے مطابق

مہارشی دیانند سرسوتی نے ویدوں اور ان سے متعلقہ تمام ویدک گرنتھوں جیسے برہمن، آرنیک، اور اپنشد کو الہامی (Divine) اور ازلی قرار دیا۔ ان کے مطابق یہ سب کتابیں انسانی تصنیف نہیں بلکہ ویدک علم کا حصہ ہیں، جو تخلیقِ عالم کے آغاز میں پرمیشور (خدا) نے رشیوں کے دل میں وحی کے طور پر ظاہر کیں۔

● وہ لکھتے ہیں:

''یہ (آرنیک، برہمن، اپنشد) سب ویدوں کی شاخیں ہیں، جن کا ظہور ویدوں کے بعد اُسی ابتدائی ویدک دور میں ہوا، جب رشی منی جنگلوں میں رہ کر عبادت، سچائی اور گیان میں منہمک تھے۔ ان کی تعلیم وید کی ہی تشریح ہے اور ان کا زمانہ تخلیقِ عالم کے ابتدائی کلپ سے ہے''۔ (ستیارتھ پرکاش، ادھیائے 8 صفحہ 232-233)

● اسی طرح وہ دوسری جگہ لکھتے ہیں:

''وید، برہمن، آرنیک اور اپنشد یہ سب خدا کے دیے ہوئے ویدک علم کے حصے ہیں۔ ان کا ظہور تخلیقِ عالم کے آغاز ہی میں ہوا تھا''۔

(مہارشی دیانند سرسوتی- ऋग्वेदादि भाष्य भूमिका آریہ پرکاش، دہلی صفحہ 10-12)

نوٹ: مہارشی دیانند نے اپنی ویدک کیلنڈر کے مطابق بتایا ہے کہ موجودہ کلپ (خلقتِ انسانی کا چکر) تقریباً 1,97,29,494 سال پرانا ہے۔چونکہ ان کے نزدیک آرنیک، برہمن اوراپنشد ویدوں کے ساتھ ہی نازل ہوئے، اس لیے ان کی تالیف یا ظہور کا زمانہ بھی تخلیقِ عالم کے آغاز میں ہی مانا جاتا ہے نہ کہ بعد میں انسانی ہاتھوں سے لکھا گیا۔

آرنیک (आरण्यक) گرنتھ کے مصنفین

آرنیک کسی ایک مصنف کی تخلیق نہیں بلکہ مختلف رِشیوں کی تعلیمات پر مبنی ہیں، جن میں شامل ہیں: آیتریہ رشی، تیتریہ رشی، کاوَشِتکی رشی، شتپتھ رشی، بھردواج، یاجنولک، اور پپلاّد وغیرہ

> The Aryanyakas represent a collection of teachings by several sages such as Aitareya, Taittiriya, Kausitaki, Bharadvaja, Yajnavalkya, and Pippalada. These works are the philosophical continuation of the Brahmanas.

(The Religion and Philosophy of the Veda and Upanishads, A.B. Keith- Vol. 31, Page 23-25)

ترجمہ: آرنیک گرنتھ (کسی ایک مصنف کا کام نہیں بلکہ) مختلف رشیوں جیسے آیتریہ، تیتریہ، کاوشتکی، بھردواج، یاجنولک، اور پپلاّد کی تعلیمات پر مشتمل ہیں۔ یہ دراصل برہمن گرنتھوں کی فکری اور روحانی توسیع ہیں۔

آرنیک (आरण्यक) گرنتھ کی ترتیب

حصے	مختلف ویدوں کے ساتھ جڑے آرنیک مجموعے
کل تعداد	تقریباً 86 معروف آرنیک گرنتھ
صورت	اکثر برہمن گرنتھ کے آخری ابواب کے طور پر شامل
اندازِ بیان	نثر (Prose) میں فلسفیانہ وروحانی انداز

اہم آرنیک (आरण्यक) گرنتھ اوران کا ویدوں سے تعلق

رِگ وید - आइतरेय आरण्यक
یجروید - तैत्तिरीय आरण्यक
سَام وید - छान्दोग्य आरण्यक
اتھرووید - गोपथ आरण्यक

آرنیک (आरण्यक) گرنتھ کے موضوعات

آرنیک گرنتھوں میں مذہبی رسومات کے ظاہری پہلوؤں کے بجائے ان کے باطنی، اخلاقی اورروحانی پہلو بیان کیے گئے ہیں جیسے:

۱۔ یگیہ (قربانی) کا روحانی مفہوم: عبادت کا مقصد خدا سے قربت اور نفس کی پاکیزگی ہے، نہ کہ محض رسم۔(तैत्तिरीय आरण्यक 2.1.1)

۲۔روح اور برہمن (خدا) کا تعلق: انسان کی روح دراصل اسی برہمن (خدا) کا حصہ ہے۔ (आइतरेय आरण्यक 2.4.2)

۳۔علم ومراقبہ کی اہمیت: نجات عمل سے نہیں بلکہ علم، غوروفکر اورسچائی سے حاصل ہوتی ہے۔ (छान्दोग्य आरण्यक 3.12.1)

۴۔اخلاق وضبطِ نفس: سچ بولنا، ایثار، ضبطِ نفس، اورخدمت ہی عبادت ہے۔ (तैत्तिरीय आरण्यक10.2.2)

۵۔خداایک ہے، سب کا سرچشمہ ہے:

एकं सद्विप्रा बहुधा वदन्ति।

(आइतरेय आरण्यक 2.3.1)

ترجمہ: سچائی ایک ہی ہے، دانا لوگ اسے مختلف ناموں سے پکارتے ہیں۔

۶۔انسان کا فرض علم وسچائی اختیار کرنا ہے:

सत्यं वद। धर्मं चर।

(तैत्तिरीय आरण्यक10.1.1)

ترجمہ: سچ بولو، اور دھرم (نیکی و عدل) پر عمل کرو۔

۷۔ روح اور خدا ایک ہی حقیقت کے مظہر ہیں

अयं आत्मा ब्रह्म।

(आइतरेय आरण्यक 3.3.2)

ترجمہ: یہی روح (آتما) برہمن (خدا) ہے۔

خلاصہ

آرنیک (आरण्यक) گرنتھ ویدک ادب کا وہ حصہ ہیں جو مذہب کے ظاہری اعمال کو چھوڑ کر روحانیت، علم، سچائی اور خدا کی وحدت پر زور دیتے ہیں۔ یہ گرنتھ انسان کو ظاہری قربانی اور رسومات سے اوپر اٹھا کر باطنی پاکیزگی، ضبطِ نفس، اور خدا سے براہِ راست تعلق کی تعلیم دیتے ہیں۔ آرنیک کی روح یہ ہے کہ عبادت کا مقصد محض رسم نہیں بلکہ اندرونی روشنی اور حقیقت کی تلاش ہے۔

ان کتابوں نے انسان کو یہ سکھایا کہ حقیقی یگیہ وہ ہے جو دل میں خلوص، سچائی اور ایثار کے ساتھ ہو۔ انہی متون نے آگے چل کر اُپنشد فلسفے کی بنیاد رکھی، جس نے ہندوستانی فکری روایت، جیسے ویدانت، یوگ، سانکھیا، اور یہاں تک کہ بدھ مت کے نظریات کو گہرا اثر دیا۔ اس طرح آرنیک گرنتھ ویدک روحانیت کا وہ سنہری پل ہیں جو انسان کو رسم سے حقیقت، علم سے معرفت، اور ظاہری عبادت سے باطنی بیداری تک پہنچاتے ہیں یعنی خدا کی تلاش کو دل و دماغ کی گہرائیوں میں زندہ رکھتے ہیں۔

اُپنشد (उपनिषद्) کا تعارف

لفظ ''اُپنشد'' (उपनिषद्) سنسکرت کے تین اجزاء سے بنا ہے: (उप) نیچے + (नि) قریب + (सद्) بیٹھنا یا سیکھا۔ یعنی ''استاد (گرو) کے قریب بیٹھ کر علمِ حقیقت حاصل کرنا''۔ اس اعتبار سے اُپنشد وہ تعلیمات ہیں جو رشیوں نے اپنے شاگردوں کو روحانی،

فلسفیانہ اور باطنی حقائق کے طور پر سکھائیں۔

یہ ویدک ادب (Vedic Literature) کا چوتھا اور آخری حصہ ہے۔ جسے ویدوں کا نچوڑ (वेदान्त) کہا جاتا ہے۔ ان کی اہمیت اس میں ہے کہ یہ انسان کو مذہب کے ظاہری اعمال اور رسومات سے ہٹا کر باطنی سچائی، روحانیت اور خدا کی وحدت کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔

اُپنشدوں میں پہلی بار خدا (برہمن) اور روح (آتما) کے باہمی تعلق، علم و معرفت کی قوت، نجات (مکتی) کے فلسفے، اور اخلاقی طہارت کی وضاحت ملتی ہے۔

یہ کتابیں انسان کو یہ سکھاتی ہیں کہ نجات دولت، قربانی یا رسموں سے نہیں بلکہ سچائی، علم، ضبطِ نفس اور خدمتِ خلق سے حاصل ہوتی ہے۔ اُپنشدوں نے مذہب کو فلسفہ، علم اور مراقبہ سے جوڑ کر ایک ایسی فکری بنیاد فراہم کی جس نے بعد میں ویدانت، یوگ، سنکھیہ، اور یہاں تک کہ بدھ مت جیسے عظیم فلسفیانہ مکاتبِ فکر کو متاثر کیا۔

اس طرح اُپنشد کی اہمیت اس میں ہے کہ یہ انسان کو ظاہری عبادت سے اوپر اٹھا کر خدا کی معرفت، روح کی پہچان، اور کائنات کی وحدت تک پہنچاتے ہیں یعنی مذہب کو محض عقیدہ نہیں بلکہ علم، شعور، اور روحانی بیداری میں تبدیل کرتے ہیں۔

اُپنشد (उपनिषद्) کا نزول

مہارشی دیانند سرسوتی کے مطابق: وید، برہمن، آرنیک اور اُپنشد یہ سب پرمیشور کے دیے ہوئے علم کے حصے ہیں۔ ان کا ظہور تخلیقِ عالم کے آغاز میں ہی ہوا تھا۔

(Rigvedadi Bhasya Bhumika, Page 10-12)

ان کے نزدیک اُپنشد الہامی اور ازلی ہیں اور ان کا نزول ویدوں کے ساتھ ہی تخلیقِ عالم کے آغاز (سرشٹی کال) میں رشیوں کے دل پر ہوا۔

(ستیارتھ پرکاش، ادھیائے 8، صفحہ 232-233)

جدید محققین کے مطابق اُپنشدوں (उपनिषद्) کی تصنیف

اُپنشدوں کی تصنیف کا زمانہ 800 قبل مسیح تا 500 قبل مسیح یہ آرنیک دور کے آخر میں Late Vedic Period کے دوران لکھی گئیں۔ابتدائی اُپنشد (جیسے: बृहदारण्यक اور छान्दोग्य) قدیم ترین ہیں۔

(A History of Sanskrit Literature, Oxford University Press, Page 190-194)
(The religion and Philosophy of the Veda and Upanishads, Harvard Oriental Series, Vol. 31,)

ساخت (Structure)

تعداد	کل 108 اُپنشد ہیں جن میں 11-13 قدیم معتبر ہیں
متعلقہ وید	ہر اُپنشد ایک وید سے وابستہ ہے
مرتبہ	ویدوں کا آخری حصہ ''وِدانت''، یعنی علم کا انت یا خلاصہ
اندازِ بیان	نثر و نظم (Verse+Prose) میں ہے

اُپنشدوں کی کل تعداد

کل روایتی تعداد

108 اُپنشد - یہ تعداد ''مکتیکا اُپنشد'' (मुक्तिका उपनिषद्) میں درج ہے، جو سب سے مکمل فہرست ہے۔

قدیم ترین اہم اپنشد (मुख्य उपनिषद्)

11 یا 13 اُپنشد قدیم اور فلسفیانہ اہمیت کی حامل ہیں، مثلاً: ایش، کین، کتھ، پرشن، منڈک، ماندوکیہ، چھاندوگیہ، برہدارنیک وغیرہ۔

ثانوی (Later Upaniṣads)

95 اُپنشد - بعد میں مختلف ویدک، یوگ، شنکر اور سنیاسی روایتوں سے

وابستہ متون شامل کیے گئے۔

श्रुतिस्मृत्युपनिषदः शतानामष्टोत्तरं कथम्।
उपनिषदां नामानि शृणु हनुमतः प्रिये॥

(Muktika Upanisad, Verse 30)

ترجمہ: اے ہنومان! سن، کل ایک سو آٹھ (108) اُپنشد ہیں۔ان کے ناموں کی فہرست اب میں تجھے سناتا ہوں۔

نوٹ: یہی وہ اصل مأخذ ہے جس میں 108 اُپنشدوں کی مکمل فہرست دی گئی ہے اسی بنا پر بعد کے تمام ویدک مفسرین نے 108 اُپنشد کی روایت قبول کی ہیں۔

The number of Upanishads, according to the Muktika Upanishad, is one hundred and eight (108) out of these, about a dozen are considered the oldest and most authoritative.

(The Upanishads (Sacred Books of the East), Vol. I & XV, Oxford University Press, --Max Muller)

ترجمہ: مکتِکا اُپنشد کے مطابق اُپنشدوں کی کل تعداد 108 ہے، جن میں سے تقریباً ایک درجن (11 تا 13) قدیم اور سب سے معتبر شمار ہوتے ہیں۔

اہم قدیم 13 اُپنشد (मुख्य उपनिषद्)

۱۔ایش اُپنشد	ईश उपनिषद्
۲۔کین اُپنشد	केन उपनिषद्
۳۔کٹھ اُپنشد	कठ उपनिषद्
۴۔پرشن اُپنشد	प्रश्न उपनिषद्
۵۔منڈک اُپنشد	मुण्डक उपनिषद्
۶۔مانڈوکیہ اُپنشد	माण्डूक्य उपनिषद्
۷۔تیتریہ اُپنشد	तैत्तिरीय उपनिषद्

۸۔ایتریہ اُپنشد ऐतरेय उपनिषद्

۹۔ چھاندوگیہ اُپنشد छान्दोग्य उपनिषद्

۱۰۔ بریہد ارنیک اُپنشد बृहदारण्यक उपनिषद्

۱۱۔شویتاشوتر اُپنشد श्वेताश्वतर उपनिषद्

۱۲۔ کیولیہ اُپنشد कैवल्य उपनिषद्

۱۳۔ میتری اُپنشد मैत्री उपनिषद्

یعنی کل اُپنشدوں کی تعداد 108 مانی جاتی ہے، جن میں سے 11 تا 13 کو سب سے قدیم اور معتبر سمجھا جاتا ہے۔ یہی ''مکھیا اُپنشد'' (मुख्य उपनिषद्) ویدک فلسفے اور ویدانت کی بنیاد ہیں، اور ان میں خدا، روح، علم اور نجات کے بنیادی اصول بیان کیے گئے ہیں۔

اہم اُپنشد اور ان کا ویدوں سے تعلق

● رِگ وید سے आइतरेय उपनिषद् (آئتریہ اُپنشد) کا تعلق ہے۔

● یجر وید سے ان اپنشدوں جیسے: ईश उपनिषद्، कठ उपनिषद्، श्वेताश्वतर उपनिषद् کا تعلق ہے۔

● سام وید سے ان اپنشدوں جیسے: केन उपनिषद्، छान्दोग्य उपनिषद् کا تعلق ہے۔

● اتھر و وید سے ان اپنشدوں جیسے: माण्डूक्य उपनिषद्، प्रश्न उपनिषद्، मुण्डक उपनिषद् کا تعلق ہے۔

اُپنشد (उपनिषद्) کے موضوعات

۱۔اس میں برہمن (ब्रह्मन्) کو کائنات کا ازلی سبب، لاشریک خدا بتایا گیا ہے۔

۲۔اس میں آتما (आत्मन्) کو انسان کی روح جو خدا کا ہی عکس ہے، بتایا گیا ہے۔

۳۔توحید (एकेश्वरवाद) خدا ایک، بے مثال اور ہر جگہ موجود۔

۴۔مکتی (मोक्ष) علم، سچائی اور ترکِ نفس سے نجات۔

۵۔کرم(कर्म)ہر عمل کا نتیجہ، نیکی اور بدی کے اثرات۔
۶۔گیان(ज्ञान)نجات کا ذریعہ صرف علم اور سچائی ہے۔
۷۔یوگ ودھیان(योग और ध्यान)دھیان کے ذریعے خدا سے ملاپ۔

اُپنشد(उपनिषद्) کی اہم تعلیمات

۱۔خدا ایک ہے، سب کا پروردگار:

ईशावास्यमिदं सर्वं यत्किञ्च जगत्यां जगत्।
तेन त्यक्तेन भुञ्जीथा मा गृधः कस्यस्विद्धनम्॥
(ईश उपनिषद् 1)

ترجمہ: یہ ساری کائنات اُس اکیلے ایشور (خدا) سے بھری ہوئی ہے۔اسی کی رضا سے جیو، اور لالچ نہ کر، کیونکہ سب اسی کا ہے۔

۲۔علم سے ہی نجات حاصل ہوتی ہے:

परिक्ष्य लोकान् कर्मचितान् ब्राह्मणो निर्वेदमायात्।
(मुण्डक उपनिषद्1.1.4)

ترجمہ: جب دانا شخص اعمال کی ناپائیداری کو پہچان لیتا ہے، تو وہ علمِ حق کی تلاش میں لگ جاتا ہے، کیونکہ نجات علم ہی سے ممکن ہے۔

۳۔سچائی اور ضبطِ نفس سے مکتی (نجات) ملتی ہے:

सत्येन लभ्यस्तपसा ह्येष आत्मा।
(छान्दोग्य उपनिषद् 8.7.1)

ترجمہ: یہ آتما (روح) سچائی اور ریاضت (ضبطِ نفس) سے حاصل ہوتی ہے۔

❁❁❁

۲۔اسمرتی (स्मृति)''جو یاد کی گئی''

اسمرتی (स्मृति) کا تعارف

لفظ ''اسمرتی'' (स्मृति) سنسکرت کے دھاتو ''स्मृ'' (سمرِ) سے نکلا ہے، جس کے معنیٰ ہیں ''یاد رکھنا'' یا ''جو یاد کیا گیا ہو''۔یعنی: ''اسمرتی وہ علم ہے جو رشیوں نے ویدوں کی بنیاد پر یاد کر کے، بعد میں اپنی زبان وتحریر میں لوگوں کے لیے بیان کیا''۔

اسمرتی (स्मृति) کا مفہوم

شروتی (श्रुति) وہ ہے جو سنی گئی (الہامی) ہے یعنی وید، جبکہ اسمرتی (स्मृति) وہ ہے جو یاد کر کے لکھی گئی (غیر الہامی) ہے یعنی ویدک تعلیمات کی تشریح وتطبیق انسانوں نے بعد میں کی۔

श्रुतिस्तु वेदो विज्ञेयो धर्मशास्त्रं तु स्मृतिः।

(मनुस्मृति 2.10)

ترجمہ: جو سنا گیا (وحی) وید ہے، اور جو یاد کر کے لکھا گیا، وہ اسمرتی کہلاتا ہے۔

اسمرتی (स्मृति) ہندو دھرم کی اخلاقی، سماجی اور عملی بنیاد ہے۔ یہ وہ متون ہیں جنہوں نے ویدوں کی تعلیمات کو روزمرہ زندگی میں نافذ کیا اور انسان کے لیے ایک جامع نظامِ اخلاق ومعاشرت قائم کیا۔

اسمرتی گرنتھوں میں بتایا گیا ہے کہ انسان کا فرض صرف عبادت تک محدود نہیں بلکہ سچائی، انصاف، ایثار، عدمِ تشدد، علم، اور دوسروں کے حقوق کی پاسداری بھی عبادت کا حصہ ہے۔ ان میں زندگی کے تمام پہلو جیسے خاندان، تعلیم، حکومت، تجارت، عدل، اور مذہب کو دھرم (نیکی) کی بنیاد پر ترتیب دیا گیا ہے۔ اس لحاظ سے اسمرتی انسان کو یہ

سکھاتی ہے کہ نیکی صرف عبادت نہیں بلکہ عملی زندگی میں ذمہ داری، محبت، اور انصاف سے جینے کا نام ہے۔

اس میں ہے کہ اس نے ہندو سماج کو ایک مضبوط اخلاقی اور قانونی ڈھانچہ دیا، جس نے ہزاروں سال تک معاشرتی نظم کو قائم رکھا۔ یہ ویدک علم کا عملی مظہر ہے ویدجہاں وحی اور روحانی علم ہیں، وہیں اسمرتی اس علم کو انسان کی روزمرہ زندگی میں ڈھالنے کا ذریعہ ہے۔

اسمرتی نے انسان کو یاد دلایا کہ سچ، اہنسا (عدم تشدد)، دان (سخاوت)، اور دھرم ہی زندگی کے حقیقی ستون ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسمرتی گرنتھوں کو ہندو فلسفے میں ویدوں کے بعد سب سے زیادہ معتبر اور مقدس مقام حاصل ہے، کیونکہ انہوں نے نظری علم کو اخلاقی عمل میں بدل کر روحانی اور سماجی توازن پیدا کیا۔

اسمرتی (स्मृति) کی اقسام

۱۔دھرم شاستر (धर्मशास्त्र): اس کے تحت سبھی اسمرتی (स्मृति) آتی ہیں۔

۲۔اتہاس (इतिहास): اس کے تحت تین اہم کتابیں ہیں جیسے:

۱۔رامائن (रामायण)

۲۔مہابھارت (महाभारत)

۳۔بھگوت گیتا (भगवद्गीता)

۴۔پران (पुराण): اس کے تحت سبھی 18 پُران آتے ہیں۔

۵۔آگم (आगम)

۶۔درشن (दर्शन)

نوٹ: ہندو مذہب میں آگم (आगम) اور درشن (दर्शन) کو عام طور پر اسمرتی یا اس سے متعلقہ علمی و مذہبی روایت کے تحت سمجھے جاتے ہیں، البتہ ان کی حیثیت اور درجہ مختلف مکاتب فکر میں کچھ فرق کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے۔

دھرم شاستر (धर्मशास्त्र)

دھرم شاستر (धर्मशास्त्र) ہندو دھرم کی وہ بنیادی اور عملی کتابیں ہیں جن میں انسانی زندگی، اخلاق، سماج اور قانون سے متعلق اصول وضوابط تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں۔

لفظ ''دھرم شاستر'' دو الفاظ سے مل کر بنا ہے:

धर्म (دھرم) = نیکی، عدل، فرض، اخلاق

शास्त्र (شاستر) = علم، تعلیم یا ضابطہ

یعنی: ''دھرم شاستر'' کا مطلب ہے نیکی، عدل، اور انسانی فرائض کے ضابطے سکھانے والی تعلیم یا کتاب۔

श्रुतिस्तु वेदो विज्ञेयो धर्मशास्त्रं तु स्मृतिः।

(मनुस्मृति 2.10)

ترجمہ: جو سنا گیا وہ وید ہے، اور جو یاد کر کے ضابطے میں لایا گیا، وہ دھرم شاستر ہے۔

دھرم شاستر دراصل اسمرتی (स्मृति) کا وہ حصہ ہے جس میں ویدوں اور شروتی کی تعلیمات کو عملی قانون اور سماجی نظام کی شکل میں پیش کیا گیا۔ یہ کتابیں صرف مذہبی نہیں بلکہ قانونی، اخلاقی، تعلیمی، خاندانی، اور سیاسی پہلوؤں پر بھی روشنی ڈالتی ہیں۔ اس کے تحت سبھی سمرتی آتی ہیں۔

اسمرتی (स्मृति) کا زمانۂ تصنیف

اسمرتی گرنتھ ویدوں کے بعد تقریباً 800 قبل مسیح تا 200 عیسوی کے درمیان لکھے گئے، جب ہندو سماج میں اخلاقی قوانین، معاشرتی نظم اور مذہبی ضوابط کو منظم کیا جانے لگا۔

A.A. Macdonell کے مطابق:

The Smrtis, ot Law Books, such as the Manusmrti, Yajnavalkya Smrti, and others, were composed after the

Brahmana and Sutra Periodss, approximately between 800 BC and 200 AD. They represent the condification of social, legal, and religious norms of Hindu society.

(A History of Sanskrit Literature, Oxford University Press, Page 203.-205)

ترجمہ: اسمرتی یا قانون کی کتابیں، جیسے منو اسمرتی، یاجنیولک اسمرتی وغیرہ، برہمن اور سُتر دور کے بعد، تقریباً 800 قبل مسیح سے 200 عیسوی کے درمیان لکھی گئیں۔ یہ ہندوسماج کے سماجی، قانونی اور مذہبی اصولوں کی تدوین کی نمائندگی کرتی ہیں۔

S. Radhakrishnan کے مطابق:

The Smrtis, especially Manusmrti, mark the post-Vedic age, when religion, law, and ethics were systematized between 800 BC and 200 AD.

(Indian Philosophy, Vol. 1, Page 89)

ترجمہ: اسمرتی گرنتھ، خصوصاً منو اسمرتی، ویدک دور کے بعد کے زمانے کی نشاندہی کرتی ہے، جب مذہب، قانون اور اخلاق کو منظم شکل دی گئی تقریباً 800 قبل مسیح سے 200 عیسوی کے درمیان۔

دیانندسرسوتی کے مطابق اسمرتی (स्मृति) کی نوعیت

مہارشی دیانند کے نزدیک اسمرتی الہامی نہیں بلکہ ''ویدک علم کی تفسیر وتشریح ہے وہ اسے وید کے ماتحت مانتے ہیں۔ (رگ وید بھاشیہ، بھومکا، حصہ ۲، صفحہ 43-44)

مہارشی دیانندسرسوتی کے مطابق اسمرتی کا زمانہ تصنیف

,श्रुति वेद है और स्मृति वेद से निकले हुए धर्मशास्त्र हैं

नारद आदि ऋषियों ने वेद के अनुसार बनाये।, याज्ञवल्क्य,जो मनु

ترجمہ: شروتی وید ہے، اور اسمرتی وید سے ماخوذ دھرم شاستر ہیں، جو منو،

یا جنیولک، نارد وغیرہ رشیوں نے وید کے مطابق تصنیف کیے۔

(ستیارتھ پرکاش، آٹھواں ادھیائے، صفحہ ۲۳۲)

دیانند سرسوتی کے مطابق، اسمرتی گرنتھ ویدوں کے بعد رشیوں نے اس وقت تصنیف کیے جب انسانیت کو سماجی، اخلاقی اور قانونی رہنمائی کی ضرورت محسوس ہوئی۔ یعنی مہارشی دیانند کے مطابق اسمرتی قدیم ویدک عہد کے بعد وجود میں آئیں۔

اسمرتیوں کا زمانہ ''منوعہد'' یا ابتدائی انسانی سماج سے جڑا ہوا

,मनु ने वेद के अनुसार मनुस्मृति की रचना की
व्यवहार और धर्म का विधान हुआ।,जिससे मनुष्यों के आचार

ترجمہ: منو نے وید کے مطابق منو اسمرتی کی تصنیف کی، جس کے ذریعے انسانوں کے اعمال، اخلاق اور دھرم کے اصول قائم ہوئے۔

(ستیارتھ پرکاش، چوتھا ادھیائے، صفحہ ۱۱۷)

مہارشی دیانند کے مطابق، منو (Manu Rishi) وہ پہلا شخص تھا جس نے ویدک تعلیمات کی روشنی میں سماج کے لیے قوانین بنائے یعنی پہلی ''اسمرتی'' مرتب کی۔ لہٰذا، دیانند سرسوتی کے مطابق اسمرتیوں کا زمانہ وہی ہے جب منو رشی (Adi-Manu) یعنی پہلے انسان و قانون ساز نے سماجی ضوابط مرتب کیے یعنی ویدوں کے نزول کے فوراً بعد کا زمانہ۔

اسمرتی (स्मृति) کی ساخت

اسمرتی گرنتھ عموماً سنسکرت زبان میں نثری اور شعری (منتر و شلوک) دونوں انداز میں لکھے گئے ہیں۔ ان میں سُتر (सूत्र)، شلوک (श्लोक) اور ادھیائے (अध्याय) کی ترتیب پائی جاتی ہے۔ اکثر اسمرتیوں میں اشعار انوشٹپ چھند (8-8 ماتراؤں والے شلوک) میں ہیں۔ مثلاً

सत्यं ब्रूयात् प्रियं ब्रूयात् न ब्रूयात् सत्यमप्रियं।

(मनुस्मृति 4.138)

ترجمہ: ہمیشہ سچ بولو، خوش گفتاری کرو، مگر ایسا سچ نہ کہو جو دل دکھائے۔

اسمرتی (स्मृति) کی تعداد

۱۔منواسمرتی	मनुस्मृति
۲۔یاجولکیہ اسمرتی	याज्ञवल्क्यस्मृति
۳۔نارَد اسمرتی	नारदस्मृति
۴۔پاراشر اسمرتی	पाराशरस्मृति
۵۔بریہسپتی اسمرتی	बृहस्पतिस्मृति
۶۔کاتیایَن اسمرتی	कात्यायनस्मृति
۷۔آپستمب دھرم سوتر	आपस्तम्ब धर्मसूत्र
۸۔گوتم دھرم سوتر	गौतम धर्मसूत्र
۹۔وَسیشٹھ اسمرتی	वसिष्ठ स्मृति

سب سے مشہور: منواسمرتی (मनुस्मृति) اس میں سماجی قانون، ذات پات، عورتوں کے حقوق، اخلاق، اور فرائض بیان ہیں۔ اسے "ہندو قانون کی بنیاد" کہا جاتا ہے۔

اسمرتی کا موضوع

اسمرتی گرنتھوں میں مذہب، اخلاق، معاشرت اور قانونِ زندگی سے متعلق جامع اصول بیان کیے گئے ہیں۔ یہ متون انسان کو صحیح طرزِ عمل، سماجی ذمہ داری اور اخلاقی نظم و ضبط سکھاتے ہیں۔ اسمرتی کے اہم موضوعات درج ذیل ہیں:

۱۔دھرم (धर्म نیکی و اخلاق): اس میں صحیح اور غلط کے اصول، سچائی، عدل، ضبطِ نفس، اور نیکی کے معیار بیان کیے گئے ہیں۔

۲۔آشرم (आश्रम زندگی کے چار مرحلے): اس میں برہماچریہ (تعلیم وتزکیہ)، گرہستھ (خاندانی زندگی)، واپرستھ (سماجی خدمت)، اور سنیاس (ترکِ دنیا) کے فرائض و اصول بیان ہیں۔

۳۔ورن (वर्ण سماجی طبقات): اس میں برہمن، کشتریہ، ویش اور شودر کے اخلاقی وسماجی فرائض اوران کی ذمہ داریاں طے کی گئی ہیں۔

۴۔کرم (कर्म عمل ونجات): اس میں نیک اعمال کے ثمرات، گناہ وثواب، اورآتم نجات (موکش) کے راستے کی وضاحت کی گئی ہے۔

۵۔راج دھرم (राज धर्म بادشاہ کا فرض): اس میں عدل وانصاف، عوام کی خدمت، حکومت کے اصول، اوراخلاقی قیادت پر تفصیلی ہدایات دی گئی ہیں۔

۶۔استری دھرم (स्त्री धर्म خواتین کا فرض): اس میں عورت کے عائلی، مذہبی، اور اخلاقی فرائض جیسے وفاداری، پاکیزگی، تربیتِ اولاد، اورسچائی کی تلقین کی گئی ہے۔

خلاصہ: اسمرتی گرنتھوں کا موضوع انسان کی مکمل زندگی ہے۔اس کے مذہب، اخلاق، خاندانی فرائض، سماجی تعلقات، عدل وانصاف، اورنجات (موکش) تک کے تمام اصول اس میں بیان کیے گئے ہیں۔یہ ویدک تعلیمات کوعملی زندگی کا ضابطہ بناتے ہیں۔

سبھی 9 منواسمرتیوں کی تفصیل

سبھی نومنواسمرتی کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔मनुस्मृति (منواسمرتی)

منواسمرتی سب سے قدیم اورمشہوراسمرتی گرنتھ ہے۔اسے منورشی نے ویدک اصولوں کی بنیاد پرلکھا۔اس میں دھرم (نیکی)، آشرم (زندگی کے چار مرحلے)، ورن (ذاتیں)، عورتوں ومردوں کے فرائض، عدل وانصاف، راجہ کے قوانین اوراخلاقی اصول بیان کیے گئے ہیں۔اس میں کل 12 ادھیائے (ابواب) اورتقریباً 2685 شلوک ہیں۔یہ ہندوسماج کے سماجی وقانونی ضابطے کی بنیاد مانی جاتی ہے۔

۲۔याज्ञवल्क्यस्मृति (یاجنیولک اسمرتی)

یہ اسمرتی یاجنیولک رشی کی تصنیف ہے اورمنواسمرتی کے بعدسب سے معتبر مانی

جاتی ہے۔اس میں تین بڑے حصے ہیں: آچار یہ کھنڈ (اخلاقی اصول)، ویواہار کھنڈ (قانونی نظام)، اور پرایشچت کھنڈ (کفارہ ونجات)۔ یہ گرنتھ عدلیہ، وراثت، زمین کے جھگڑوں، سچائی، عدم تشدد، اور عوامی فرائض پر روشنی ڈالتا ہے۔

۳۔नारदस्मृति (ناردا سمرتی)

ناردا سمرتی زیادہ تر قانونی اور عدالتی اصولوں پر مبنی ہے۔اسے ’’ہندو لاء آف جسٹس‘‘ کہا جا سکتا ہے۔اس میں عدالت کے ضوابط، گواہی، ثبوت، قرض، جائیداد، اور مجرمانہ قوانین تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں۔ یہ گرنتھ ہندو معاشرت میں عدالت وانصاف کے اصولوں کا ماخذ ہے۔

۴۔पाराशरस्मृति (پراشر اسمرتی)

یہ اسمرتی رشی پراشر کی تصنیف ہے، اور خاص طور پر کل یگ (कलियुग) میں انسان کے مذہبی و اخلاقی فرائض پر مرکوز ہے۔اس میں خاندان، شادی، برہماچریہ، گناہوں کے کفارے، اور نیکی کے طریقے بیان کیے گئے ہیں۔اسے زیادہ روحانی و مذہبی اخلاقیات پر مبنی اسمرتی مانا جاتا ہے۔

۵۔बृहस्पतिस्मृति (بریہسپتی اسمرتی)

بریہسپتی اسمرتی میں راج نیتی (سیاسی اصول)، قانون وتجارت، اور معیشت کے ضوابط بیان کیے گئے ہیں۔ یہ گرنتھ اس وقت کے بادشاہوں، منتریوں (وزیروں) اور عدالتی نظام کے لیے رہنما کتاب تھی۔اسے ’’ہندو اکنامک کوڈ (Hindu Economic Code)‘‘ بھی کہا جاتا ہے، کیونکہ اس میں تجارت اور انصاف دونوں پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔

۶۔कात्यायनस्मृति (کاتیاین اسمرتی)

کاتیاین رشی کی اسمرتی خاص طور پر قانونی معاملات اور وراثت پر لکھی گئی ہے۔اس میں زمین کے تنازعات، وراثتی حقوق، قرض، جرم وسزا، اور عدالتی شواہد کی تفصیلات ہیں۔ یہ

منواسمرتی کی طرح سماجی ڈھانچے کو واضح کرتی ہے مگر زیادہ عملی اور قانونی انداز میں۔

۷۔आपस्तम्ब धर्मसूत्र(آپستمب دھرم سُتر)

یہ اسمرتی قدیم سوتر طرز میں لکھی گئی ہے۔اس میں یگیہ (قربانی)، سنسکار (رسمیں)، آچرن (اخلاقی چال چلن) اور آشرم دھرم (زندگی کے مراحل) پر تعلیمات ہیں۔ یہ ویدک اصولوں پر مبنی ایک سادہ مگر گہرا اخلاقی و مذہبی ضابطہ ہے۔

۸۔गौतम धर्मसूत्र(گوتم دھرم سُتر)

گوتم رشی کا یہ گرنتھ سب سے پرانا دھرم سُتر مانا جاتا ہے۔اس میں ویدک سماج کے اصول، ذات پات، تعلیم، شادی، یگیہ، اور پاپ–پُنّیہ (گناہ وثواب) کی تعلیمات ہیں۔ یہ ویدک دور کے اخلاقی نظم وضبط کی جھلک پیش کرتا ہے۔

۹۔वसिष्ठ स्मृति(وِسستھ اسمرتی)

یہ اسمرتی وِسستھ رشی کی تعلیمات پر مبنی ہے۔اس میں دھرم، ورن آشرم، سنسکار، اور کفارہ(प्रायश्चित्त) کے اصول درج ہیں۔ یہ گرنتھ خاص طور پر خاندانی فرائض، عورتوں کے حقوق، اور مذہبی پاکیزگی پر زور دیتا ہے۔ یہ ویدک فلسفہ اور عملی دھرم کے درمیان ایک خوبصورت توازن پیش کرتا ہے۔

خلاصہ: یہ تمام نو (9) اسمرتی گرنتھ مل کر ہندو سماج کے دینی، اخلاقی، قانونی اور سماجی نظام کی بنیاد بناتے ہیں۔ان میں انسان کے فرائض، عدل و انصاف، تعلیم، عبادت، ازدواج، وراثت، اور اخلاقی اصولوں کی تفصیل ملتی ہے۔وید جہاں ''الہامی علم'' ہے، وہاں اسمرتی اس علم کا ''عملی ضابطہ'' ہے۔

اسمرتی کی بنیادی تعلیمات

۱۔وید ہی سب علم کا سرچشمہ ہے:

वेदोऽखिलो धर्ममूलं स्मृतिशीले च तद्विदाम्।

आचारश्चैव साधूनामात्मनस्तुष्टिरेव च॥

ترجمہ: وید ہی دھرم (نیکی و قانون) کی بنیاد ہے، اس کے بعد سمرتی، سنت (اچھے لوگوں کا آچرن)، اور اپنے ضمیر کی تسکین بھی دھرم کے ماٰخذ ہیں۔
(منواسمرتی، ادھیائے 2، شلوک 6)

۲۔ چاروَرنوں (ذاتوں) کا کرتویہ (فرض):

ब्राह्मणोऽध्यापनं यजनं याजनं दानं प्रतिग्रहम्।
क्षत्रियो रक्षणं दानं यजनं अध्ययनं च॥

ترجمہ: برہمن کا فرض ہے تعلیم دینا، یگیہ کرنا، اور دان لینا۔ کشتریہ کا فرض ہے حفاظت کرنا، یگیہ کرنا، اور دان دینا۔ (منواسمرتی، ادھیائے 1، شلوک 88-89)

۳۔ دھرم کا مقصد سچائی، عدمِ ظلم، ضبط:

अहिंसा सत्यमस्तेयं शौचमिन्द्रियनिग्रहः।
एतं सामासिकं धर्मं चातुर्वर्ण्येऽब्रवीन्मनुः॥

ترجمہ: منو نے فرمایا: عدمِ تشدد، سچ بولنا، چوری نہ کرنا، پاکیزگی، اور حواس پر قابو رکھنا یہ سبھی چاروں ورنوں کا مشترکہ دھرم ہے۔ (منواسمرتی، ادھیائے 10، شلوک 63)

۴۔ عورت کی عزت و مقام:

यत्र नार्यस्तु पूज्यन्ते रमन्ते तत्र देवताः।
यत्रैतास्तु न पूज्यन्ते सर्वास्तत्राफलाः क्रियाः॥

ترجمہ: جہاں عورتوں کی عزت و تعظیم ہوتی ہے، وہاں دیوتا خوش رہتے ہیں۔ اور جہاں ان کی عزت نہیں کی جاتی، وہاں سارے اعمال بےثمر ہوتے ہیں۔
(منواسمرتی، ادھیائے 3 شلوک 56)

۵۔ راجا (بادشاہ) کا کرتویہ:

राजा धर्मेण भूमेयं रक्षेदप्रमदः सदा।
दण्डं धर्माय योजयेत्प्रजास्वनुग्रहं चरेत्॥

ترجمہ: بادشاہ کو چاہئے کہ وہ زمین کو دھرم کے مطابق بغیر لا پرواہی کے محفوظ رکھے، سزا کو انصاف کے ساتھ استعمال کرے اور رعایا پر کرپا (رحم) کرے۔

(منواسمرتی، ادھیائے 7، شلوک 35)

۶۔ انصاف وسچائی کی تعریف

सत्यं ब्रूयात्प्रियं ब्रूयान्न ब्रूयात्सत्यमप्रियम्।
प्रियं च नानृतं ब्रूयादेष धर्मः सनातनः॥

ترجمہ: سچ بولو، خوشگواری سے بولو، مگر ایسا سچ مت کہو جو دل دکھائے؛ اور خوش کرنے کے لیے جھوٹ مت بولو یہی سناتن دھرم ہے۔

(منواسمرتی، ادھیائے 4، شلوک 138)

(الف) ''دھرم شاستر'' (धर्मशास्त्र) کا تعارف

''دھرم شاستر'' (धर्मशास्त्र) کے لغوی معنیٰ: ''دھرم (نیکی، اخلاق، قانونِ زندگی) کی شاستری تعلیمات''۔

تعریف: وہ گرنتھ جن میں انسانی زندگی، سماج، اخلاق، ذات، ورن، آشرم، رسم، شادی، وراثت، اور قانونِ انصاف کے اصول بیان کیے گئے ہوں، انہیں دھرم شاستر (धर्मशास्त्र) کہا جاتا ہے۔

''دھرم شاستر'' ہندو دھرم کی اُن بنیادی کتابوں میں سے ہے جو انسان کے اخلاقی، سماجی اور روحانی فرائض کو واضح کرتی ہیں۔ سنسکرت لفظ ''دھرم'' کا مطلب ہے نیکی، فرض، عدل اور کائناتی اصول، جبکہ ''شاستر'' کا مطلب ہے علم، قانون یا رہنمائی۔ اس لحاظ سے ''دھرم شاستر'' وہ علم ہے جو انسان کو نیکی اور سچائی کے راستے پر قائم رکھتا ہے۔ ویدوں کو اگر الوہی الہام مانا جائے تو دھرم شاستر ان ویدوں کی عملی تشریح ہے۔ یہ انسان کو بتاتا ہے کہ زندگی کے ہر مرحلے میں، چاہے وہ برہماچریہ (تعلیم کا دور) ہو ترکِ دنیا، کس طرح دھرم کے مطابق آچرن (عمل) کرنا چاہیے۔ منو، یجنولکیا، نارد اور وشنو جیسے رشیوں نے ان

شاستروں میں انسانی سماج کے اصول، اخلاق، عبادات، اور قانونِ زندگی کو ایک جامع نظام کے تحت بیان کیا۔

دھرم شاستروں کی فضیلت اس بات میں مضمر ہے کہ یہ صرف مذہبی کتابیں نہیں بلکہ مکمل دھارمک اور سماجی ضابطۂ حیات ہیں۔ ان کے مطابق فرد، خاندان، اور ریاست تینوں کی بھلائی اسی وقت ممکن ہے جب سب اپنے اپنے دھرم (فرض) کو صحیح طور پر نبھائیں۔ دھرم شاستر کا مقصد انسان کو محض پوجا یا رسومات کا پابند بنانا نہیں بلکہ اس کے اندر سچائی، ضبط، انصاف اور رحم جیسی قدریں پیدا کرنا ہے تاکہ وہ اپنے آچرن سے سماج میں شانتِ (امن) اور سمرتھا (توازن) قائم کرے۔ یہی وجہ ہے کہ ہندو فلسفے میں ''دھرم شاستر'' کو ''موکش'' (نجات) کی راہ کا سنگِ بنیاد کہا گیا ہے، کیونکہ یہ انسان کو بتاتا ہے کہ نیکی کے راستے پر چل کر ہی آتما (روح) کو شُدھ اور مکتی (آزادی) حاصل ہو سکتی ہے۔

دھرم شاستر (धर्मशास्त्र) کی ابتدا

ہندو روایت کے مطابق: وید = شروتی (श्रुति)

اسمرتی = ویدوں کی وضاحت

دھرم شاستر = اسمرتی کا عملی و قانونی حصہ

یعنی ''دھرم شاستر'' دراصل ''اسمرتی'' ہی کی وہ شاخ ہے جو انسانی و سماجی دھرم کے ضابطے بیان کرتی ہے۔

دھرم شاستر (धर्मशास्त्र) کی کل تعداد

ہندو روایت میں کل 18 (اٹھارہ) دھرم شاستر بتائے گئے ہیں۔ ان میں سے 9 کو اہم سمرتیاں (Main Smritis) کہا جاتا ہے۔ باقی 9 کو اُپ۔اسمرتیاں (Subsidiary Smritis) مانا گیا ہے۔

(P.V. Kane, History of Dharmasastra, Vol. I, Page 294)

9-اہم دھرم شاستر (धर्मशास्त्र)- بنیادی قانون گرنتھ

۱۔مانو دھرم شاستر-(मनव धर्मशास्त्र) یا منواسمرتی मनुस्मृति

اس کے مرتب رشی منو ہیں اس میں سماجی و اخلاقی قانون، ذات وآشرم، سزا سب سے قدیم اور بنیادی دھرم شاستر کا بیان ہے۔

۲۔یجنولکیا دھرم شاستر याज्ञवल्क्य स्मृति -(याज्ञवल्क्य धर्मशास्त्र)

اس کے مرتب رشی یجنولکیا ہیں اس میں عدل، وراثت، راج دھرم یعنی منظم اور عدالتی نظام کا بیان ہے۔

۳۔نارد دھرم شاستر नारद स्मृति -(नारद धर्मशास्त्र)

اس کے مرتب رشی نارد ہیں اس میں عدالتی ضابطے، گواہی، سزا یعنی عدالتی قانون کا مکمل بیان ہے۔

۴۔وشنو دھرم شاستر विष्णु स्मृति -(विष्णु धर्मशास्त्र)

اس کے مرتب رشی وشنو ہیں اس میں مذہبی آچرن، تپسیا، بھکتی وشنوی دھرم پر مبنی اصول ہیں۔

۵۔پراشر دھرم شاستر पराशर स्मृति-(पराशर धर्मशास्त्र)

اس کے مرتب رشی پراشر ہیں اس میں کل یگ میں قابلِ عمل قوانینیعنی کل یگ کے دھرم کا خاص ضابطہ بیان ہوا ہے۔

۶۔اپستمبھ دھرم شاستر पस्तम्ब स्मृति-(आपस्तम्ब धर्मशास्त्र)

اس کے مرتب رشی اپستمبھ ہیں اس میں یگیہ، سنسکار، ورن دھرم، ویدک روایت پر مبنی قدیم گرنتھ کا ذکر ہے۔

۷۔گوتم دھرم شاستر गौतम स्मृति-(गौतम धर्मशास्त्र)

اس کے مرتب رشی گوتم ہیں اس میں سماجی اصول، شادی، نجات، سب سے

قدیم ''دھرم سوتر'' پر مبنی اصول کا ذکر ہے۔

۸۔سانکھیان دھرم شاستر (शाङ्खायन धर्मशास्त्र)-शाङ्खायन स्मृति

اس کے مرتب رشی سانکھیان ہیں اس میں ویدک رسمیں، آشرم دھرم وغیرہ کا ذکر ہے۔

۹۔ہریت دھرم شاستر (हरित धर्मशास्त्र)-हरित स्मृति

اس کے مرتب رشی ہریت ہیں اس میں سنیاسی دھرم، تپسیا، یوگ، روحانی آچرن پر مشتمل ہے۔

دیگر (اُپ اسمرتیاں/ دھرم شاستر) بعد کی قانونی کتابیں

بعد میں کچھ اضافی اسمرتیاں/ دھرم شاستر بھی تصنیف ہوئیں جو مخصوص موضوعات پر تھیں، مثلاً:

۱۰۔کاتھیان اسمرتی (कात्यायन धर्मशास्त्र)

اس میں قانون، جائیداد، اور وراثت کا ذکر ہے۔

۱۱۔بہرسپتی اسمرتی (बृहस्पति धर्मशास्त्र)

اس میں عدلیہ، معاہدات، قرضے کا ذکر ہے۔

۱۲۔مارکنڈے اسمرتی (मार्कण्डेय धर्मशास्त्र)

اس میں تپسیا اور کل یگ کے دھرم کا ذکر ہے۔

۱۳۔وشوامترا اسمرتی (विश्वामित्र धर्मशास्त्र)

اس میں ویدک رسوم کا ذکر ہے۔

۱۴۔اوپنیشد اسمرتی (उपनिषद् धर्मशास्त्र)

یہ روحانی تعلیمات پر مبنی ہے۔

۱۵۔لکھسمی دھرم شاستر (लक्ष्मी धर्मशास्त्र)

یہ ارتھ و کام (معاش و سماج) پر مبنی ہے۔

۱۶۔سمرتی چندریکا(स्मृति चन्द्रिका धर्मशास्त्र)

اس میں جنوب بھارت میں رائج قانون کا ذکر ہے۔

۱۷۔مدھوکوٹ دھرم شاستر(मधुकोट धर्मशास्त्र)

اس میں بنگال اسکول آف لا کی بنیاد کا ذکر ہے۔

۱۸۔ہلایودھا اسمرتی(हलायुध धर्मशास्त्र)

اس میں ازدواج وورن آشرم ضابطے وغیرہ کا ذکر ہے۔

''دھرم شاستر''(धर्मशास्त्र) کے موضوعات

دھرم شاستر (धर्मशास्त्र) ہندو مذہبی وسماجی قانون کی بنیادی صنف ہے، جو انسان کی زندگی کے تمام پہلوؤں مذہب، اخلاق، سماج، سیاست اور قانون کو نظم دینے کے لیے لکھی گئی۔ لفظ دھرم (धर्म) کا مطلب ہے نیکی، فرض، انصاف، یا وہ اصول جو کائنات کو متوازن رکھتا ہے، جبکہ شاستر (शास्त्र) کا مطلب ہے تعلیم یا قانون کی کتاب۔

اس طرح دھرم شاستر وہ گرنتھ ہیں جن میں بتایا گیا ہے کہ انسان کو کیا کرنا چاہئے (कर्तव्य) اور کیا نہیں کرنا چاہئے (अकर्तव्य) تاکہ وہ سماجی، اخلاقی اور روحانی طور پر صحیح راستے پر قائم رہے۔

ان گرنتھوں میں انسانی زندگی کے چار اہم حصوں آچرن (आचरण) یعنی روزمرہ عمل، ویوہار (व्यवहार) یعنی عدالتی وسماجی قانون، پرایشچت (प्रायश्चित्त) یعنی گناہ کا کفارہ، اور ورن آشرم دھرم (वर्णाश्रम धर्म) یعنی سماجی و پیشہ وارانہ نظام کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔

یہ کتابیں ویدک تعلیمات پر مبنی ہیں اور انہیں اسمرتی (स्मृति) کا ایک ذیلی اور عملی حصہ سمجھا جاتا ہے۔ سب سے مشہور دھرم شاستروں میں مانو اسمرتی (मनुस्मृति)، یجنولکیا اسمرتی (याज्ञवल्क्य स्मृति)، ناردا اسمرتی (नारद स्मृति) اور وشنو اسمرتی (विष्णु स्मृति) شامل ہیں۔ ان میں زندگی کے ہر پہلو جیسے شادی، وراثت، عدالت، سزا، عبادت، ذات پات

اور سماجی فرائض کے اصول بیان کیے گئے ہیں۔ ان شاستروں کا مقصد ایک ایسا معاشرہ قائم کرنا ہے جو دھرم یعنی نیکی اور انصاف کے اصولوں پر قائم ہو، اور جہاں ہر انسان اپنے کرم (عمل) اور آشرم (زندگی کے مرحلے) کے مطابق اپنی ذمہ داری نبھائے۔

(ب) اتہاس (इतिहास)

اتحاس (इतिहास) ہندو دھرم کے اُن گرنتھوں کو کہا جاتا ہے جن میں تاریخی اور اخلاقی واقعات کو اس انداز میں بیان کیا گیا ہے کہ ان سے دھرم (نیکی و سچائی) کی تعلیم ملے۔ لفظ اتحاس کا مطلب ہے "ایسا ہی ہوا" (ऐवं ह आसीत्) یعنی حقیقی یا مقدس تاریخ۔ ہندو دھارمک روایت میں تین عظیم گرنتھ رامائن (रामायण)، مہابھارت (महाभारत) اور بھگوت گیتا (भगवद्गीता) کو اتحاس کے زمرے میں رکھا گیا ہے، کیونکہ یہ نہ صرف قدیم ہند کے تاریخی واقعات بیان کرتے ہیں بلکہ ان میں اخلاق، فرض، اور روحانیت کے گہرے اصول بھی سکھائے گئے ہیں۔

- رامائن (रामायण)، والمیکی رشی کی تصنیف ہے، جس میں بھگوان رام کی زندگی، سیتا کی پاکیزگی، بھکتی، اور راج دھرم (بادشاہی انصاف) کی مثالیں پیش کی گئی ہیں۔ یہ گرنتھ محض ایک داستان نہیں بلکہ اخلاق، وفاداری، سچائی، اور فرض شناسی کی علامت ہے۔ رامائن میں بتایا گیا ہے کہ ایک مثالی انسان، بیٹا، شوہر، بھائی، اور بادشاہ کیسے ہونا چاہیے۔
- مہابھارت (महाभारत)، یہ ویاس رشی کی تصنیف ہے، جسے دنیا کا سب سے طویل رزمیہ (Epic) سمجھا جاتا ہے۔ اس میں کوروکشیتر کی جنگ، پانڈو اور کورو خاندانوں کی کشمکش، اور دھرم کے عملی تصادم کو بیان کیا گیا ہے۔ اسی گرنتھ کے ایک حصے میں بھگوت گیتا (भगवद्गीता) شامل ہے، جس میں شری کرشن ارجن کو کرما یوگ (عمل کی راہ)، جنّان یوگ (علم کی راہ)، اور بھکتی یوگ (عبادت کی راہ) کی تعلیم دیتے ہیں۔ گیتا کو ہندو دھرم کا روحانی خلاصہ کہا جاتا ہے، جو انسان کو سکھاتی ہے کہ سچائی، فرض، اور نیکی

کے لیے عمل کرنا ہی اعلیٰ دھرم ہے۔

ان تینوں اتحاسی گرنتھوں نے مل کر سناتن دھرم کی فکری بنیاد کو مضبوط کیا۔ رامائن نے اخلاقی زندگی کا نمونہ دیا، مہابھارت نے عدل و دھرم کے فلسفے کو واضح کیا، اور بھگوت گیتا نے روحانی نجات کا راستہ دکھایا۔ یہی وجہ ہے کہ اتحاس نہ صرف تاریخ بلکہ زندگی کا فلسفہ بھی مانا جاتا ہے۔

رامائن (रामायण) کا تعارف

رامائن ہندو دھرم کا ایک عظیم اتحاس (इतिहास) گرنتھ ہے، جسے مہارشی والمیکی (महर्षि वाल्मीकि) نے سنسکرت میں تصنیف کیا۔ یہ ہندو ادب کا سب سے قدیم رزمیہ (Epic Poem) ہے۔

لفظ رامائن دو الفاظ سے بنا ہے:

''राम'' (رام) + ''आयन'' (آین) = ''رام کا سفر یا رام کی کہانی''۔

یہ گرنتھ بھگوان رام کی زندگی، کردار، اور دھرم (نیکی و انصاف) کی جیت پر مبنی ہے۔ رام کو ایک مثالی انسان (मर्यादा पुरुषोत्तम) کے طور پر پیش کیا گیا ہے جو سچائی، فرض، اور وفاداری کے اعلیٰ معیار قائم کرتے ہیں۔

رامائن (रामायण) کی تألیف کا زمانہ

وشنو پُران کے مطابق:

وشنو پران ہندوؤں کا ایک قدیم پران گرنتھ ہے، جس میں چاروں یگوں (ست یگ، تریتا، دواپر، کل یگ) میں وشنو بھگوان کے مختلف اوتاروں کا ذکر ہے جیسے:

त्रेतायां दशरथस्याभवत् सुतो रामो नाम

ترجمہ: تریتا یگ میں دشرتھ کے گھر ایک بیٹا پیدا ہوا، جس کا نام رام رکھا گیا۔ (وشنو پُران: کتاب: 4، ادھیائے 4، شلوک 7)

بھاگوت پران کے مطابق:

بھگوت پران (भागवत पुराण) میں بھی واضح بیان ہے کہ بھگوان وشنو نے تریتا یگ میں رام اوتار لیا جیسے:

त्रेतायां दशरथस्याभवत् सुतो रामो विष्णोर्भगवान्स्वयं।

ترجمہ: تریتا یگ میں وشنو بھگوان نے دشرتھ کے گھر رام کے روپ میں جنم لیا۔ (بھاگوت پُران: چنٹو9، ادھیائے10، شلوک2)

سوامی دیانند سرسوتی کے مطابق:

سوامی دیانند نے ''سَتیارتھ پرکاش'' کے نویں اور چودھویں سمُلّاس (باب) میں واضح طور پر لکھا:

वेदकाल के बहुत बाद में पुराणों की रचना हुई।

ترجمہ: ویدک زمانے کے بہت بعد پرانوں کی رچنا (تألیف) ہوئی۔

مزید فرماتے ہیں:

ویدک یگ (Vedic Period): تقریباً 10,000 سال قبل موجودہ زمانہ (یعنی ان کے حساب سے ازلی علم کا زمانہ)۔

پران یگ (Purāṇic Period): ویدوں کے ہزاروں سال بعد، جب سناتن دھرم میں بت پرستی، اوتار رواد، اور مذہبی بگاڑ پیدا ہوا۔ یعنی ان کے مطابق پُرانوں کی تألیف کا زمانہ مہابھارت کے بعد کا ہے، یعنی تقریباً 3000 تا 1000 قبلِ مسیح (BCE) کے درمیان۔

(Satyarth Prakash, Samullas 9,11,14 (Arya Samaj Publication)

جدید محققین کے مطابق

روایتی ہندو عقیدہ کے مطابق: رامائن تریتا یگ (Treta Yuga) کے واقعات پر مبنی ہے۔ جبکہ علمی و تاریخی اعتبار سے اس کی تالیف تقریباً: 500 قبلِ مسیح (BCE) تا 100

قبلِ مسیح (BCE) کا ہے۔ البتہ کچھ جدید اسکالر BCE 700-200 بتاتے ہیں۔

(Winternitz, M.--History of India Literature, Vol. I)
(P.V. Kane-- History of Dharmasastra, Vol. I)

رامائن (रामायण) کی ترتیب کا انداز

یہ موضوع ہندو سنسکرت ادب میں نہایت اہم ہے، کیونکہ والمیکی رامائن (Valmiki Ramayana) کو پہلا مہا کاوے (प्रथम महाकाव्य) یعنی پہلا رزمیہ کہا جاتا ہے، اوراس کی ترتیب نہ صرف ادبی بلکہ مذہبی وفلسفیاتی معنوں میں بھی منظم اور متوازن ہے۔

اس میں کانڈ (भाग) 7 ہیں۔ سرگ (सर्ग) تقریباً 500 ہیں۔ شلوک (श्लोक) تقریباً 24000 ہیں۔

ہر کانڈ (भाग) مزید سرگوں (अध्याय) میں تقسیم ہے، ہر سرگ ایک مخصوص واقعہ یا مکالمہ بیان کرتا ہے۔ مثلاً: سبھی کانڈ میں سرگ کی تعداد اس طرح ہے:

(۱) بال کانڈ میں 77 سرگ (۲) ایودھیا کانڈ میں 119 سرگ (۳) ارنیا کانڈ میں 75 سرگ (۴) کشکِندھا کانڈ میں 67 سرگ (۵) سندر کانڈ میں 68 سرگ (۶) یُدھ کانڈ میں 128 سرگ (۷) اترا کانڈ میں 111 سرگ۔

نوٹ: یہ اعداد گیتا پریس ایڈیشن کے مطابق ہیں۔

رامائن کے سات کانڈ میں شلوکوں کی تعداد

رامائن کے سات کانڈ میں شلوکوں کی تعداد اس طرح ہے جیسے:

۱۔(بال کانڈ) बालकाण्ड	2084 شلوک
۲۔(ایودھیا کانڈ) अयोध्याकाण्ड	4376 شلوک
۳۔(ارنیا کانڈ) अरण्यकाण्ड	2203 شلوک
۴۔(کِشکِندھا کانڈ) किष्किन्धाकाण्ड	1505 شلوک

۵۔(سُندرکانڈ) सुंदरकाण्ड 2855 شلوک

۶۔(یُدھ کانڈ) युद्धकाण्ड 4886 شلوک

۷۔(اترکانڈ) उत्तरकाण्ड 3011 شلوک

● والمیکی رامائن (Valmiki Ramayana) کے ہر کانڈ کے اختتام پر ایک اختتامی شلوک درج ہے، اور آخری اترا کانڈ کے آخر میں یہ واضح طور پر لکھا ہے کہ یہ ساتواں کانڈ ہے جیسے:

इति श्रीमद्रामायणे वाल्मीकीय आदिकाव्ये उत्तरकाण्डः सप्तमः॥

ترجمہ: یوں شریمد رامائن، جو مہارشی بالمیکی کی پہلی (آدی) کاویہ ہے، کا ساتواں حصہ اترا کانڈ (उत्तरकाण्ड) یہاں مکمل ہوا۔ (بالمیکی رامائن، اترا کانڈ، انتم شلوک)

● بھارت کے بارودا اورینٹل انسٹی ٹیوٹ (Baroda Oriental Institute) نے 1960 تا 1975 کے درمیان بالمیکی رامائن کا ''Critical Edition'' شائع کیا جسے آج عالمی سطح پر سب سے معتبر تحقیقی متن مانا جاتا ہے۔ اس Critical Edition میں بھی واضح کیا گیا ہے کہ رامائن کل سات کانڈوں پر مشتمل ہے:

The Valmiki Ramayana is divided into seven Kandas (Books): Bala, Ayodhya, Aranya, Kishkindha, Sundara, Yuddha and Uttara.

(Valmiki Ramayana-- Critical Edition, Vol. 1, Preface, Page vii, Baroda, 1960)

● رامائن میں کل سات کانڈ (سات حصے) ہیں، ان حصوں میں بھگوان رام، سیتا، لکشمن، ہنومان، اور راون کی داستان بیان کی گئی ہے۔ رامائن کا مرکزی موضوع سچائی، وفاداری، فرض (धर्म)، اور نیکی کی جیت ہے۔ بھگوان رام کو ''مریم پرشوتم'' یعنی مثالی انسان کہا گیا ہے، جو ہر حال میں دھرم کا پالن کرتے ہیں چاہے وہ راج ترک کر کے بنواس (جلاوطنی) قبول کرنا ہو یا راون جیسے راکھس سے جنگ کر کے نیکی کی حفاظت۔ رامائن صرف ایک مذہبی گرنتھ نہیں بلکہ ہندو تہذیب و اخلاق کا آئینہ ہے۔ اس میں خاندانی وفاداری، راج دھرم

(حکمرانی کا عدل)،سیتا کی پاکیزگی، اور ہنومان کی بھگتی (عبادت) جیسے آدرش پیش کیے گئے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ رامائن کو نہ صرف ہندوستان بلکہ پورے ایشیا میں نیپال، تھائی لینڈ، انڈونیشیا، کمبوڈیا، اور سری لنکا تک مقدس اور اخلاقی رہنمائی کی کتاب مانا جاتا ہے۔

رامائن کے سات کانڈ کا مختصر تعارف

بالمیکی رامائن میں شلوکوں کی مجموعی تعداد 24000 ہے، یہی وجہ ہے کہ بالمیکی رامائن کو चतुर्विंशति सहस्त्र श्लोकी کہا گیا ہے یعنی ''چوبیس ہزار شلوکوں والا آدی کاوے (پہلا رزمیہ)''۔

चतुर्विंशतिसाहस्त्रं श्लोकानामुक्तवानृषिः।
तथा सर्गशतानां च षट्सप्ततिरुदाहृताः॥

(بالمیکی رامائن، بالا کانڈ:3-1.4.2)

ترجمہ: والمی کی رشی نے 24,000 شلوکوں والی رامائن لکھی، جو 500 سے زائد سرگ (ابواب) پر مشتمل ہے۔

۱۔بال کانڈ–बालकाण्ड–بچپن کا حصہ

اس میں رام کی پیدائش، وشوامتر رشی کے ساتھ ان کا یگیہ کی حفاظت کرنا، سیتا کا سوئمبر اور رام کا اس سے شادی کرنا بیان کیا گیا ہے۔

۲۔ایودھیا کانڈ–अयोध्याकाण्ड–ایودھیا کا حصہ

اس میں رام کی ایودھیا سے ونواس (جلاوطنی) کی کہانی، کیکئی کی سازش، اور دشرتھ راجہ کی موت کا ذکر ہے۔

۳۔ارنیا کانڈ–अरण्यकाण्ड–جنگل کا حصہ

اس میں رام، سیتا، اور لکشمن کا جنگل میں قیام، شرپنکھا کا واقعہ، اور راون کے ذریعہ سیتا ہرن (اغوا) کا واقعہ بیان ہوا ہے۔

۴۔ کِشکِندھا کانڈ–किष्किन्धाकाण्ड–کِشکِندھا کا حصہ

اس میں رام کی ہنومان اور بندر راج سگریو سے ملاقات، اور راون کے خلاف بندر سینا کی تیاری وغیرہ کا ذکر ہے۔

۵۔سُندر کانڈ–सुंदरकाण्ड–سُندر حصہ

اس میں ہنومان کا لنکا جانا، سیتا کو تلاش کرنا، لنکا کو جلانا، اور رام کے لیے پیغام واپس لانا۔ (یعنی یہ کانڈ بھکتی اور ہنومان جی کے شجاعت پر مبنی ہے)۔

۶۔یُدھ کانڈ–युद्धकाण्ड–جنگ کا حصہ

اس میں رام اور راون کی جنگ، راون کی ہلاکت، سیتا کی رہائی، اور رام کا ایودھیا واپسی (یعنی رام راجیہ کا ذکر ہے)۔

۷۔اتر کانڈ–उत्तरकाण्ड–بعد کا حصہ

اس نئے رام راجیہ کا قیام، سیتا کی اگنی پریکشا، لوک آدرش کے مطابق ان کی جدائی، اور رام کا وشنولوک سدھارنا (آسمان کو واپسی) وغیرہ کا ذکر ہے۔

(Valmiki Ramayana- Critical Edition)
(Satyarth Prakash, Swami Dayanand Saraswati (for interpretation))
(History of Indian Literature, Vol. I)

رامائن کا موضوع

رامائن (रामायण) کا بنیادی موضوع دھرم (نیکی، فرض اور سچائی) کی برتری اور اَدھرم (بدی و فریب) پر اس کی فتح ہے۔ یہ گرنتھ بھگوان رام کی زندگی، کردار اور جدوجہد کو مثالی انسانی زندگی کے نمونے کے طور پر پیش کرتا ہے۔ رام کی شخصیت ایک ایسے انسان کی علامت ہے جو ہر حال میں سچائی، وفاداری، ایثار اور انصاف کا پالن کرتا ہے۔ سیتا کی پاکیزگی و وفاداری، لکشمن کی خدمت گزاری، ہنومان کی بھکتی (عبادت و وفاداری)، اور راون کی بدی کے خلاف جنگ یہ سب انسانی زندگی کے اخلاقی اصولوں کو ظاہر کرتے ہیں۔ رامائن کا

مرکزی پیغام یہ ہے کہ سچائی اور فرض کی راہ چاہے کتنی ہی کٹھن کیوں نہ ہو، آخر کار کامیابی اسی کے حصے میں آتی ہے، جبکہ لالچ، غرور، اور بدی ہمیشہ تباہی کا باعث بنتے ہیں۔

مہابھارت (महाभारत) کا تعارف

مہابھارت (महाभारत) ہندودھرم کا سب سے عظیم اتحاس (इतिहास) اور دنیا کا طویل ترین رزمیہ (Epic) گرنتھ ہے۔ اس کی رچنا مہارشی وِیاس (महर्षि व्यास) نے سنسکرت میں کی، جنہیں ''ویاس دیو'' کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ لفظ ''مہابھارت'' دو الفاظ سے بنا ہے ''مہا'' (मह = عظیم) اور ''بھارت'' (भारत = بھارت ونش یا کورو خاندان) یعنی ''بھارت خاندان کی عظیم جنگ کی داستان''۔ یعنی اس میں دو عظیم خاندانوں پانڈواور کورو کے درمیان کوروکشیتر کی جنگ (Kurukshetra War) کا تفصیلی بیان ہے۔

مہابھارت کا سب سے مقدس اور مرکزی حصہ ''بھگوت گیتا (भगवद्गीता)'' ہے، جو اس کے چھٹے پرَو ''بھیشم پرَو'' میں شامل ہے۔ اس میں شری کرشن ارجن کو کرما یوگ (عمل)، جنّان یوگ (علم)، اور بھکتی یوگ (عبادت) کی تعلیم دیتے ہیں۔ مہابھارت کا مرکزی پیغام یہ ہے کہ انسان کو ہمیشہ دھرم (نیکی اور فرض) کی راہ پر قائم رہنا چاہیے، خواہ حالات کتنے ہی کٹھن کیوں نہ ہوں۔ یہ گرنتھ صرف جنگ کی کہانی نہیں بلکہ ایک اخلاقی، فلسفیانہ، اور روحانی انسائیکلوپیڈیا ہے، جو بتاتا ہے کہ سچائی، انصاف، اور فرض کی جیت ہمیشہ اَدھرم (بدی) پر غالب آتی ہے۔

مہابھارت (महाभारत) کی تألیف

روایتی سناتن دھرم کے مطابق: مہابھارت کی جنگ اور اس کی تألیف دواپر یُگ (द्वापर युग) کے آخر میں ہوئی، اور اس کے بعد ہی کل یُگ (कलि युग) کا آغاز ہوا۔

द्वापरान्ते तु संप्राप्ते कलि प्रभृतिसङ्क्षये।

महाभारतमाख्यानं कृतवान् द्वैपायनो व्यासः॥

ترجمہ: دواپر یگ کے اختتام پر، جب کل یگ شروع ہونے والا تھا، ویاس رشی (کشن دویپایَن) نے مہابھارت کی رچنا (تألیف) کی۔ (وشنو پُران: 2.24.5)

مہابھارت آدی پرَو (आदि पर्व) ادھیائے 62 شلوک 5 میں ویاس رشی خود کہتے ہیں:

इतिहासं पुराणं च पञ्चमो वेद उच्यते।

ترجمہ: میں نے اس اتحاس (مہابھارت) کو ویدوں کے بعد پانچویں وید کے طور پر رچا ہے۔

تاریخی و علمی (Scholarly) نقطۂ نظر

مہابھارت (महाभारत) ایک ایسا گرنتھ ہے جو کئی صدیوں کے ارتقائی عمل سے گزرا یعنی پہلے زبانی (Oral Tradition) میں موجود تھا، پھر رفتہ رفتہ تحریری صورت (Written Form) میں آیا۔ جدید محققین کے مطابق، مہابھارت کا موجودہ متن ایک دن میں نہیں لکھا گیا، بلکہ یہ تقریباً 900 قبل مسیح (BCE) سے 400 عیسوی (CE) کے درمیانی عرصے میں تدریجاً مکمل ہوا۔

The Mahabharata, in its earliest forum, must have gegun to take shape about 900 to 800 BC and reeached its final form by about 400 AD.

(A.B. Keith : Epic and Puranic Literature, 1915)

ترجمہ: مہابھارت اپنی ابتدائی شکل میں تقریباً 900-800 قبل مسیح میں وجود میں آئی، اور اپنی آخری شکل 400 عیسوی تک حاصل کر چکی تھی۔

The Mahabharata as we possess it today is the result of centuries of accretion beginning with an heroic poem around 800 BC and growing into its vast form by 400 AD. (V.S. Sukthankar- Critical Edition of Mahabharata 1933)

ترجمہ: موجودہ مہابھارت صدیوں کے اضافے کا نتیجہ ہے ابتدا ایک رزمیہ نظم

کے طور پر800 قبل مسیح میں ہوئی،اور یہ اپنی موجودہ بڑی شکل400 عیسوی تک پہنچی۔

مہابھارت(महाभारत)کی ترتیب کا طریقہ

مہابھارت (महाभारत)کے 18 حصے ہیں جنہیں 18 پرَو (भाग) کہا جا تا ہے جو تقریباً2000ادھیائے پر مشتمل ہےان میں کل اشعار(श्लोक)کی تعدادتقریباً 1,00,000 ہے ۔ایک اضافہ حصہ ہری ونش پران ہے۔

(The Mahabharata-- Critical Edition, Bhandarkar Oriental research Institute, Pune 1933-66)

بعض روایتوں میں ہری ونش پران کومہابھارت کا19واں پرَو کہا جا تا ہے۔یہ شری کرشن کےاوتار، بالکالی اور یدوونش کی کہانی بیان کرتا ہے۔

(Harivamsha Purana, Vishnu Parva, Adhyaya 1)

مہابھارت(महाभारत)کے18حصے

مہابھارت(महाभारत)کے 18 پرو(भाग)یعنی اٹھارہ بڑے حصے ہیں،جن میں مکمل رزمیہ کی ترتیب اور واقعات بیان کیے گئے ہیں۔یہ فہرست مہارشی ویاس (महर्षि व्यास) کی رچناوالمیکی رامائن کے بعدسب سے عظیم اتحاس (इतिहास) سمجھی جاتی ہے۔کبھی کبھی ہری ونش پران(हरिवंश पुराण)کومہابھارت کا19واں پروبھی کہاجا تاہے، کیونکہ یہ شری کرشن کےاوتاراور یادوونش کا بیان ہے۔

ا۔آدی پرو–आदि पर्व

۲۔سبھا پرو–सभा पर्व

۳۔ون پرو–वन पर्व

۴۔ویرات پرو–विराट पर्व

۵۔اُدیوگ پرو–उद्योग पर्व

۶۔بھیشم پرو–भीष्म पर्व

۷۔درون پرو–द्रोण पर्व
۸۔کرن پرو–कर्ण पर्व
۹۔شلیہ پرو–शल्य पर्व
۱۰۔سپتِک پرو–सौप्तिक पर्व
۱۱۔ستری پرو–स्त्री पर्व
۱۲۔شانتی پرو–शांति पर्व
۱۳۔انوشاسن پرو–अनुशासन पर्व
۱۴۔اشومیدھک پرو–अश्वमेधिक पर्व
۱۵۔آشرمواسِک پرو–आश्रमवासिक पर्व
۱۶۔موسل پرو–मौसल पर्व
۱۷۔مہاپرستھانِک پرو–महाप्रस्थानिक पर्व
۱۸۔سورگاروہنِک پرو–स्वर्गारोहणिक पर्व

مہابھارت (महाभारत) کے 18 پَروکامختصر تعارف

۱۔آدی پرو(आदि पर्व):

اس میں کورواور پانڈوخاندان کی ابتدا، وِیاس رشی کی تصنیف، اور پانڈوو کورو شہزادوں کی پیدائش، تعلیم اور دشمنی کا آغاز جیسے موضوعات ہیں۔

۲۔سبھا پرو(सभा पर्व):

اس میں یُدھشٹر کی راجیہ ابھیشیک (تخت نشینی)، جوئے کا کھیل، دروپدی کی بے عزتی، اور پانڈووَں کی جلاوطنی کا حکم جیسے موضوعات ہیں۔

۳۔ون پرو(वन पर्व):

اس میں پانڈووَں کی ۱۲ سالہ جلاوطنی، رشیوں سے ملاقاتیں، اوردھرم، موکش اور

فلسفۂ حیات کی گہری تعلیمات کا ذکر ہے۔

۴۔ویرات پرو(विराट पर्व):

اس میں پانڈوؤں کا ۱۳واں سال چھپ کر ویرات نگر میں گزارنا، اور ان کی شناخت خفیہ رکھنے کی جدوجہد کا ذکر ہے۔

۵۔اُدیوگ پرو(उद्योग पर्व):

اس میں شری کرشن کی جانب سے امن قائم کرنے کی کوششیں، مذاکرات کی ناکامی، اورکوروکشیتر کی جنگ کی تیاری کا ذکر ہے۔

۶۔بھیشم پرو(भीष्म पर्व):

اس میں کوروکشیتر کی عظیم جنگ کا آغاز، بھیشم کی سپہ سالاری، اور شری کرشن کی بھگوت گیتا(भगवद्गीता) کی تعلیم کا ذکر ہے۔

۷۔درون پرو(द्रोण पर्व):

اس میں درون اچاریہ کی قیادت میں شدید جنگ، اَبھمنیو کی شہادت، اور پانڈو فوج کی مشکلات کا ذکر ہے۔

۸۔کرن پرو(कर्ण पर्व):

اس میں کرن کی سپہ سالاری، ارجن اور کرن کی زبردست جنگ، اور کرن کی دردناک موت کا ذکر ہے۔

۹۔شلیہ پرو(शल्य पर्व):

اس میں شلیہ کی سپہ سالاری میں آخری جنگ، پانڈوؤں کی جیت، اور کرورسنہار (قتل عام) کا اختتام وغیرہ کا ذکر ہے۔

۱۰۔سپتِک پرو(सौप्तिक पर्व):

اس میں اشوتھاما کا رات کے وقت انتقامی حملہ، پانڈو فوج کی تباہی، اور اَدھرم

کے نتائج کا مظاہرہ کا ذکر کیا گیا ہے۔

۱۱۔ستری پرو(स्त्री पर्व):

اس میں جنگ کے بعد عورتوں کو رونا، دکھ اور تباہی کے اثرات کا انسانی پہلو کو اجا گر کیا گیا ہے۔

۱۲۔شانتی پرو(शांति पर्व):

اس میں جنگ کے بعد بھیشم پِتامہ کی طرف سے یُدھشتر کو دھرم، نیکی، اور انصاف کے اصولوں کی تعلیم دی گئی ہے۔

۱۳۔انوشاسن پرو(अनुशासन पर्व):

اس میں بھیشم کی مزید نصیحتیں، اخلاقی ضوابط، فرائضِ بادشاہت، اور انسانی رویوں پر زور دیا گیا ہے۔

۱۴۔اشومیدھک پرو(अश्वमेधिक पर्व):

اس میں یُدھشتر کا اشومیدھ یگیہ (قربانی کا رسم) اور ریاست میں امن و عدل کے قیام پر زور دیا گیا ہے۔

۱۵۔آشرمواسِک پرو(आश्रमवासिक पर्व):

اس میں بزرگوں کا آشرموں میں سنیاش لینا، روحانی سکون حاصل کرنا، اور جسمانی دنیا سے وِدائی کا ذکر ہے۔

۱۶۔موسل پرو(मौसल पर्व):

اس میں شری کرشن اور یادو خاندان کے زوال، خانہ جنگی، اور دوارکا نگری کے خاتمے کی داستان ذکر ہوئی ہے۔

۱۷۔مہاپرستھانِک پرو(महाप्रस्थानिक पर्व):

اس میں پانڈو بھائیوں کا دنیاوی زندگی چھوڑ کر ہمالیہ کی طرف آخری روحانی سفر کا

ذکر ہے۔

۱۸۔سورگا روہنِک پرو(स्वर्गारोहणिक पर्व):

اس میں یُدھشٹر کا سورگ (جنت) کو جانا، اور نیکی (دھرم) کی ابدی فتح کا مظاہرہ جیسے موضوعات ذکر ہوئے ہیں۔

بھگوت گیتا(भगवद्गीता) کا تعارف

بھگوت گیتا (श्रीमद् भगवद्गीता) ہندو دھرم کا ایک مقدس، فلسفیانہ اور روحانی گرنتھ ہے، جو مہابھارت (महाभारत) کے بھیشم پرو(भीष्म पर्व) کے باب نمبر 25 تا 42 میں شامل ہے۔اس میں کل 18 ادھیائے (अध्याय) یعنی 18 ابواب اور 700 شلوک (श्लोक) ہیں۔لفظ ''بھگوت گیتا'' کا مطلب ہے ''بھگوان کی گیت'' یا ''الٰہی نغمہ''۔

(Mahabharata- Bhishma Parva, Adhyaya 23-40, Critical Edition)

بھگوت گیتا (श्रीमद् भगवद्गीता) وہ الہامی مکالمہ ہے جو شری کرشن نے میدانِ کوروکشیتر میں ارجن کو اُس وقت سنایا جب وہ اپنے رشتہ داروں کے خلاف جنگ لڑنے کے فرض اور جذباتی کمزوری کے درمیان تذبذب میں تھا۔شری کرشن نے اسے یہ سمجھایا کہ انسان کا سب سے بڑا فرض (دھرم) اپنے کرم کو نِشکام بھاو یعنی لالچ اور خودغرضی کے بغیر انجام دینا ہے، کیونکہ سچا یوگ عمل، علم، اورعقیدت کے امتزاج میں پوشیدہ ہے۔

بھگوت گیتا کی اہمیت اس بات میں ہے کہ یہ صرف ایک مذہبی گرنتھ نہیں بلکہ انسانی زندگی کا آفاقی فلسفہ پیش کرتی ہے۔اس میں تین بڑے راستوں کرما یوگ (عمل کا راستہ)، جنان یوگ (علم کا راستہ)، اور بھکتی یوگ (عقیدت کا راستہ) کی تعلیم دی گئی ہے۔ گیتا انسان کو سکھاتی ہے کہ نیکی، فرض اور سچائی پر قائم رہنا ہی حقیقی آزادی (موکش) کا ذریعہ ہے۔ اس کا پیغام ہر زمانے اور ہر انسان کے لیے ہے، کیونکہ یہ بتاتی ہے کہ مشکلات، دکھ اور کشمکش کے باوجود جو شخص اپنے کرم کو ایمان داری، سچائی اور عقیدت سے

انجام دیتا ہے، وہی روحانی کامیابی حاصل کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شریمد بھگوت گیتا کو ''سناتن دھرم کا دل'' اور ''انسانی زندگی کا رہنما گرنتھ'' کہا جاتا ہے۔

بھگوت گیتا کا مرکزی موضوع دھرم (نیکی)، کرما (عمل)، اور موکش (نجات) ہے۔ یہ انسان کو سکھاتی ہے کہ زندگی میں سب سے اہم ہے اپنے فرض کو بغیر لالچ کے ادا کرنا۔

कर्मण्येवाधिकारस्ते मा फलेषु कदाचन।श्रीभगवानुवाच

(بھگوت گیتا، 2.47)

ترجمہ: تجھے صرف اپنے کرم (عمل) کا حق ہے، لیکن اس کے پھل (نتیجہ) کی تمنا کرنے کا نہیں۔

بھگوت گیتا (भगवद्गीता) کے مصنف

شریمد بھگوت گیتا (श्रीमद् भगवद्गीता) کو بھگوان شری کرشن (भगवान श्रीकृष्ण) نے کوروکشیتر (कुरुक्षेत्र) کے میدانِ جنگ میں ارجن کو سنایا۔ یہ مکالمہ (संवाद) مہابھارت کے دوران ہوا، جب ارجن اپنے رشتہ داروں کے خلاف جنگ کرنے کے فرض اور دلی کمزوری کے درمیان تذبذب میں تھا۔ اس لیے بولنے والے (वक्ता) بھگوان شری کرشن ہیں اور سننے والے (श्रोता) ارجن ہیں اور تحریر کرنے والے (लेखक) مہارشی ویاس (महर्षि व्यास) ہیں۔

व्यास उवाच   ततः सञ्जय उवाच।

(مہابھارت، بھیشم پرو، ادھیائے 23، شلوک 1)

ترجمہ: ویاس رشی نے کہا: اس کے بعد سنجے نے (دھرتراشٹر سے) کہا۔

یعنی ویاس رشی (مہابھارت کے مصنف) یہ بیان کرتے ہیں کہ سنجے نے، جو دھیان یوگ (Divine Vision) سے سب کچھ دیکھ رہا تھا، مہابھارت کی جنگ کے مناظر بادشاہ دھرتراشٹر کو سنائے۔ انہی مکالموں کے دوران بھگوان شری کرشن اور ارجن کے درمیان جو الہامی گفتگو ہوئی، وہی شریمد بھگوت گیتا کہلاتی ہے۔

بھگوت گیتا(भगवद्गीता)کازمانہ تألیف

ہندومذہبی روایت کے مطابق، شریمد بھگوت گیتا(श्रीमद् भगवद्गीता)کوئی بعد کی تصنیف نہیں بلکہ بھگوان شری کرشن کی الہامی وانی(Divine Revelation)ہے، جوانہوں نے ارجن کوکوروکشیتر(कुरुक्षेत्र)کےمیدانِ جنگ میں سنائی۔ یہ واقعہد واپر یگ(द्वापर युग)کےاختتام پرپیش آیا۔دواپر یگ کے خاتمے کےساتھ کل یگ(कलियुग)کا آغاز3102 قبل مسیح(BCE)میں ہوا۔چونکہ گیتااسی جنگ کے دوران کہی گئی تھی،اس لیے بھگوت گیتا کا زمانۂ تالیف روایتی طور پر3102 قبل مسیح ماناجاتاہے جیسے:

धर्मक्षेत्रे कुरुक्षेत्रे समवेता युयुत्सवः।
मामकाः पाण्डवाश्चैव किमकुर्वत सञ्जय॥

(مہابھارت بھیشم پرو،ادھیائے1،شلوک1)

ترجمہ: دھرم کی دھرتی، کوروکشیتر میں دونوں فوجیں آمنے سامنے کھڑی تھیں،اے سنجے!میرے بیٹوں اور پانڈو کے بیٹوں نے کیا کیا؟

وضاحت: یہی وہ لمحہ ہے جہاں سے بھگوان شری کرشن کا الہامی مکالمہ(Gita Updesh)شروع ہوتاہے۔

اسی طرح ایک جگہ ہے:

यदा यदा हि धर्मस्य ग्लानिर्भवति भारत।
अभ्युत्थानम् अधर्मस्य तदात्मानं सृजाम्यहम्॥
परित्राणाय साधूनां विनाशाय च दुष्कृताम्।
धर्मसंस्थापनार्थाय संभवामि युगे युगे॥

(بھگوت گیتا،ادھیائے4،شلوک7-8)

ترجمہ:اے بھارت! جب جب دھرم (نیکی) کا زوال اور اَدھرم (بدی) کا بڑھاؤ ہوتا ہے،تب تب میں(وشنو)خوداوتارلیتاہوں۔نیکوں کی حفاظت اور بدکاروں کے سنہار کے

لیے، میں ہر یگ میں جنم لیتا ہوں تا کہ دھرم کو قائم کرسکوں۔

وضاحت: ان شلوک کے مطابق، گیتا اس وقت کہی گئی جب دھرم کمزور اور اَدھرم غالب تھا یعنی دواپر یگ کے آخری دور میں۔

اسی طرح دوسری جگہ ہے:

द्वापरान्ते हरेः साक्षात् केशवस्य महात्मनः।
कृष्णाख्यस्य महायोगिनो भूभारहरणाय च॥

(وشنو پران:5.1.24-25)

ترجمہ: دواپر یگ کے اختتام پر بھگوان وشنو نے کرشن کے روپ میں اوتار لیا تا کہ دھرتی کا بوجھ ہٹایا جائے اور دھرم کی بحالی ہو۔

وضاحت: اس سے صاف ظاہر ہے کہ گیتا کا اپدیش (تعلیم) شری کرشن کے اسی اوتار کے دوران ہوا یعنی دواپر یگ کے آخر میں (BCE 3102 کے قریب)۔

جدید محققین کے مطابق بھگوت گیتا کا زمانۂ تالیف

جدید ماہرینِ سنسکرت اور ہندو فلسفہ متفق ہیں کہ بھگوت گیتا کی تصنیف کا زمانہ 400 قبل مسیح سے 200 عیسوی (BCE–CE) کے درمیان ہے۔ اس دور میں اپنشدوں، سنکھیا اور یوگ فلسفہ کے نظریات ایک دوسرے میں ضم ہو رہے تھے۔ گیتا ان فلسفوں کو ایک ہم آہنگ فکری نظام میں جمع کرتی ہے جیسے:

● اے۔ بی۔ کیتھ (A.B. Keith) اپنی کتاب Epic and Puranic Literature میں لکھتے ہیں:

> The Bhagavad Gita appears to be a later Upanishadic work inserted into the Mahabharata between 500 and 200 BC.

ترجمہ: بھگوت گیتا ایک بعد از اپنشدک تصنیف ہے، جو مہابھارت میں 500 تا

200 قبل مسیح کے درمیان شامل ہوئی۔

● اسی طرح میکس مولر (Max Muller) اپنی کتاب History of Ancient Sanskrit Literature میں لکھتے ہیں:

> The Gita belongs to the later stage of the Mahabharata, probably around the 4th or 3rd century BC.

ترجمہ: گیتا مہابھارت کے نسبتاً بعد کے مرحلے میں لکھی گئی، غالباً چوتھی یا تیسری صدی قبل مسیح کے قریب۔

● اسی طرح ڈاکٹر سروپلی رادھا کرشنن (Dr. S. Radhakrishnan) اپنی تشریح The Bhagavad Gita, London 1948 میں لکھتے ہیں:

> The Gita represents the philosophical synthesis of the Upanishads, Sankhya and Yoga, and was composed between the 5th and 2nd century BC.

ترجمہ: گیتا اپنشدوں، سنکھیا اور یوگ کے فلسفے کا فکری امتزاج ہے، جس کی تصنیف پانچویں تا دوسری صدی قبل مسیح کے درمیان ہوئی۔

خلاصہ: جدید محققین کے مطابق بھگوت گیتا کی تالیف کا زمانہ 400 قبل مسیح سے 100 عیسوی (BCE–CE) کے درمیانی عرصے میں ہے۔ یہ زمانہ وہ تھا جب بھارت میں اپنشدوں، سنکھیا، یوگ، اور بھکتی تحریک کے خیالات پروان چڑھ رہے تھے۔ گیتا نے ان تمام فلسفوں کو ایک جامع اخلاقی و روحانی پیغام میں جمع کیا، اسی لیے اسے ''ہندو فلسفے کا نچوڑ'' اور ''پانچواں وید (पञ्चम वेद)'' کہا جاتا ہے۔

بھگوت گیتا (भगवद्गीता) کی ترتیب

● **گیتا کی عمومی ساخت** (General Structure):

شریمد بھگوت گیتا مہابھارت کے بھیشم پرو (भीष्म पर्व) کے اندر شامل ہے یعنی یہ مہابھارت کا ایک حصہ (Section) ہے، جو باب 23 سے 42 کے درمیان آتا ہے۔اس میں کل ابواب (Adhyaya / Chapters): 18 ہیں ۔اورکل شلوک (Verses): تقریباً700 ہیں۔

اس کا اسلوب مکالماتی (Dialogue Form) میں ہے۔ گیتا میں بھگوان شری کرشن (भगवान श्रीकृष्ण) بولنے والے ہیں اور ارجن (अर्जुन) سننے والے یعنی ایک گرو-شِشیہ سمباد کی شکل میں پورا فلسفہ بیان ہوتا ہے۔

● **گیتا کی داخلی تقسیم**

بھگوت گیتا کے 18 ابواب کو عموماً تین بڑے حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے،جنہیں ''تین یوگ'' (मार्ग) کہا جاتا ہے جیسے:

- **پہلا حصہ** (باب 1-6 تک) کرم (عمل) پرزور دیتا ہے: یعنی کرم یوگ (कर्मयोग)
- **دوسرا حصہ** (باب 7-12) بھگتی (عقیدت) پرزور دیتا ہے: یعنی بھکتی یوگ (भक्तियोग)
- **تیسرا حصہ** (باب 13-18) جنّان (روحانی علم) پرزور دیتا ہے: یعنی جنّان یوگ (ज्ञानयोग)

● **شعری ساخت** (Poetic Structure):

چھند: گیتا کے زیادہ تر اشعار انوشٹبھ چھند (अनुष्टुप् छंद) میں ہیں، جو سنسکرت کی رزمیہ شاعری کا روایتی بحر ہے۔ ہر شلوک میں چار مصرعے (پاد) ہوتے ہیں، ہر ایک میں 8 ماترائیں (کل 32 ماترائیں)۔

بھگوت گیتا کے 3 بنیادی نظریہ

۱۔کرمایوگ (कर्मयोग) عمل کا راستہ

فرض کو نِشکر مبھاو سے پورا کرنا ہی اعلیٰ عبادت ہے۔

۲۔جنّان یوگ (ज्ञानयोग) علم کا راستہ

سچائی اور آتما (روح) کے علم سے موکش حاصل کرنا۔

۳۔ بھکتی یوگ (भक्तियोग) عقیدت کا راستہ

بھگوان کے پرتی پریم اور سمرپن سے نجات پانا۔

شریمد بھگوت گیتا (श्रीमद् भगवद्गीता) کے 18 ابواب

گیتا پریس گورکھپور جو ہندو دھرم کے معتبر ترین اشاعت خانوں میں سے ایک ہے، اس کے شریمد بھگوت گیتا (संस्कृत–हिन्दी टीका सहित) ایڈیشن میں درج ہے:

भगवद्गीता में अठारह अध्याय और सात सौ श्लोक हैं।

(Gita Press, Gorakhpur-- Srimad Bhagavad Gita, Introduction, Page 5)

ترجمہ: بھگوت گیتا میں کل اٹھارہ ابواب اور سات سو شلوک ہیں۔

The Bhagavad Gita, Forming Chapters 23-42 of the Bhishma Parva of the Mahabharata, consists of 18 Chapters and 700 verses.

(S. Radhakrishnan, The Bhagavad Gita)

ترجمہ: بھگوت گیتا، جو مہابھارت کے بھیشم پرو (حصہ) کے باب 23 سے 42 تک پر مشتمل ہے، کل 18 ابواب اور 700 اشعار (شلوک) پر مشتمل ہے۔

بھگوت گیتا کے 18 ابواب کا خلاصہ

باب 1-ارجن وِشاد یوگ (अर्जुन विषाद योग)

اس باب میں یہ بات کہی گئی ہے کہ ارجن میدانِ جنگ میں اپنے رشتہ داروں، اساتذہ اور دوستوں کو دیکھ کر غم اور کمزوری میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ وہ دھرم اور کرم کے تضاد میں الجھ کر لڑنے سے انکار کر دیتا ہے۔

باب 2-سانکھیہ یوگ (सांख्य योग)

اس باب میں یہ بات کہی گئی ہے کہ شری کرشن ارجن کو آتما (روح) اور جسم کے

فرق کی تعلیم دیتے ہیں۔ وہ سمجھاتے ہیں کہ روح ابدی ہے، مرتی نہیں، اس لیے فرض کا پالن (کرم) کرنا ہی سچا دھرم ہے۔

باب3۔کرم یوگ(कर्म योग)

اس باب میں یہ بات کہی گئی ہے کہ انسان کو اپنے کرم (عمل) کا حق ہے، لیکن پھل کی چاہ نہیں کرنی چاہیے۔ نِشکام کرم (بغیر لالچ کے عمل) ہی سچے یوگی کا راستہ ہے۔

باب4۔جنان کرم سنّیاس یوگ(ज्ञान कर्म संन्यास योग)

اس باب میں یہ بات کہی گئی ہے کہ علم اور عمل دونوں کا میل نجات کی راہ ہے۔ جو گیانی شخص عمل کرتے ہوئے خود کو ایشور کا آلہ سمجھتا ہے، وہ بندھن سے آزاد ہو جاتا ہے۔

باب5۔کرماسنّیاس یوگ(कर्म संन्यास योग)

اس باب میں یہ بات کہی گئی ہے کہ سچا سنّیاس ترکِ دنیا میں نہیں بلکہ ترکِ لالچ میں ہے۔ یوگی دنیا میں رہ کر بھی کرم کرتے ہوئے آتما میں استھت رہ سکتا ہے۔

باب6۔دھیان یوگ(ध्यान योग)

اس باب میں یہ بات کہی گئی ہے کہ دھیان (مراقبہ) کے ذریعہ من اور اندریوں پر قابو پانا چاہیے۔ یوگی وہ ہے جو سب میں آتما کو اور آتما میں سب کو دیکھتا ہے۔

باب7۔جنان وِگنان یوگ(ज्ञान विज्ञान योग)

اس باب میں یہ بات کہی گئی ہے کہ بھگوان سب کچھ ہیں وہی سب کا سرچشمہ اور انجام ہیں، اور جو انہیں پہچان لیتا ہے، وہ سچّا گیانی ہے۔

باب8۔اکشر برہما یوگ(अक्षर ब्रह्म योग)

اس باب میں یہ بات کہی گئی ہے کہ آتما اور برہمن ابدی ہیں۔ جو بھگوان کو یاد کرتے ہوئے مرتا ہے، وہ موکش (نجات) حاصل کرتا ہے۔

باب9۔راج وِدیا راج گوہیا یوگ(राज विद्या राज गुह्य योग)

اس باب میں یہ بات کہی گئی ہے کہ بھکتی سب سے اعلیٰ علم اور راز ہے۔ جو سچے دل سے بھگوان سے عقیدت رکھتا ہے، وہ نجات پاتا ہے۔

باب10 – وِبھوٹی یوگ (विभूति योग)

اس باب میں یہ بات کہی گئی ہے کہ بھگوان اپنی الوہی شکتیوں اور شانوں کا بیان کرتے ہیں۔ وہ ہر نیکی، علم، طاقت اور خوبی میں بسے ہوئے ہیں۔

باب11 – وشوروپ درشن یوگ (विश्वरूप दर्शन योग)

اس باب میں یہ بات کہی گئی ہے کہ شری کرشن ارجن کو اپنا کائناتی روپ دکھاتے ہیں۔ ارجن دیکھتا ہے کہ ساری دنیا بھگوان کے اندر سمائی ہوئی ہے۔

باب12 – بھکتی یوگ (भक्ति योग)

اس باب میں یہ بات کہی گئی ہے کہ سچی بھکتی (عقیدت) محبت اور سمرپن کا راستہ ہے۔ جو شخص ایشور سے دل سے جڑتا ہے، وہ موکش پاتا ہے۔

باب13 – کشیتر کشیتر جن یوگ (क्षेत्र क्षेत्रज्ञ योग)

اس باب میں یہ بات کہی گئی ہے کہ جسم (کشیتر) اور آتما (کشیتر جن) الگ ہیں۔ جو شخص اس فرق کو سمجھ لیتا ہے، وہ سچائی کو پالیتا ہے۔

باب14 – گن تر یہ وِبھاغ یوگ (गुणत्रय विभाग योग)

اس باب میں یہ بات کہی گئی ہے کہ پرکرتی کے تین گن سَت، رَج، تم انسان کے رویے اور قسمت کو بناتے ہیں۔ یوگی ان تینوں گنوں سے اوپر اٹھ کر برہمن میں قائم رہتا ہے۔

باب15 – پرشوتّم یوگ (पुरुषोत्तम योग)

اس باب میں یہ بات کہی گئی ہے کہ شری کرشن خود کو اعلیٰ ترین ہستی (پُرشوتّم) بتاتے ہیں۔ وہی نرگن اور سرگن برہمن کا سرچشمہ ہیں۔

باب16 – دیوآسر وِبھاغ یوگ (दैवासुर विभाग योग)

اس باب میں یہ بات کہی گئی ہے کہ نیکی (دیو) اور بدی (اسر) کی صفات انسان کی فطرت طے کرتی ہیں۔ دیوک گن والا شخص موکش پاتا ہے، جب کہ اسرک گن والا زوال کی طرف جاتا ہے۔

باب17-شرَدھاتری وِبھاغ یوگ(श्रद्धात्रय विभाग योग)

اس باب میں یہ بات کہی گئی ہے کہ ایمان (شرَدھا) کی تین قسمیں ہیں سَت، رَج، تم۔ جس کی شرَدھا جیسی ہوگی، اس کے کرم اور پھل ویسے ہی ہوں گے۔

باب18-موکش سنّیاس یوگ(मोक्ष संन्यास योग)

اس باب میں یہ بات کہی گئی ہے کہ پورے گیتا کا نچوڑ یہی ہے نِشکام کرم، علم اور بھکتی کے ذریعہ موکش (نجات) حاصل ہوتی ہے۔ جو سب کرم بھگوان کو سونپ دیتا ہے، وہ ابدی سکون پاتا ہے۔

(Mahabharata- Bhishma Parva (Adhyaya 23-42)
(Swami Vivekananda- Complete Works, Vol. 4)
(Gita Press, Gorakhpur Edition - Shrimad Bhagavad Gita)

یعنی شریمد بھگوت گیتا کے 18 ابواب انسان کو تین راستے سکھاتے ہیں کرما (عمل)، جنان (علم)، اور بھکتی (عقیدت)۔ یہ گرنتھ بتاتا ہے کہ سچائی، نیکی، اور نِشکام کرم سے ہی موکش (نجات) حاصل کی جاسکتی ہے۔

بھگوت گیتا کی اہم تعلیم

यदा यदा हि धर्मस्य ग्लानिर्भवति भारत।
अभ्युत्थानम् अधर्मस्य तदात्मानं सृजाम्यहम्॥

(بھگوت گیتا، ادھیائے 4، شلوک 7)

ترجمہ: اے بھارت! جب جب دھرم (نیکی) کا زوال اور اَدھرم (بدی) کا بڑھاؤ ہوتا ہے، تب تب میں (وشنو) خود اوتار لیتا ہوں، دھرم کی بحالی کے لیے۔

پُران (पुराण) کا تعارف

''پُران'' (पुराण) سنسکرت کا لفظ ہے جس کا مطلب ہے ''قدیم'' یا ''پرانا علم''۔ یہ ہندو دھرم کے اہم سمرتی گرنتھوں میں شمار ہوتے ہیں۔ پُران ویدوں، اپنشدوں، اور اتہاس (رامائن و مہابھارت) کے بعد لکھے گئے ایسے مذہبی، تاریخی اور فلسفیانہ گرنتھ ہیں جن میں کائنات کی تخلیق، دیوتاؤں کی کہانیاں، اوتاروں، رشیوں، منوؤں، یگوں، اور دھرم سے متعلق تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔ پُران (पुराण) کے لفظی معنیٰ اس طرح ہیں:

سنسکرت: पुराण کی جڑ (धातु) पुरा = پہلے کا، قدیم، پرانا اور لاحقہ (प्रत्यय) :ण۔ معنیٰ: قدیم یا پہلے کے واقعات کا بیان یا ایسا علم جو قدیم زمانے کی باتوں کو محفوظ رکھتا ہے۔

وشنو پُران میں پُران کی تعریف اس طرح آئی ہے:

सर्गश्च प्रतिसर्गश्च वंशो मन्वंतराणि च।
वंशानुचरितं चैव पुराणं पञ्चलक्षणम्॥

ترجمہ: پُران کے پانچ لچھن (خصوصیات) یہ ہیں سَرج (کائنات کی تخلیق)، پرتی سَرج (پھر سے تخلیق)، ونش (خاندانوں کی تاریخ)، منونتر (منوؤں کے عہد)، اور ونشانو چرت (راجاؤں و رشیوں کے کارنامے)۔ (وشنو پُران-3.6.27)

پُران (पुराण) ہندو دھرم کے قدیم سمرتی گرنتھ ہیں جن میں کائنات کی تخلیق، دیوتاؤں اور رشیوں کی کہانیاں، اوتاروں کے کارنامے، منوؤں کے یگ، اور دھرم کے اصول بیان کیے گئے ہیں۔ لفظ ''پُران'' کا مطلب ہے قدیم یا پرانے واقعات کا بیان۔ ان میں ویدوں کی گہری تعلیمات کو عام عوام کے لیے قصوں اور کہانیوں کی صورت میں پیش کیا گیا ہے تاکہ مذہب، اخلاق اور روحانیت کے اصول آسانی سے سمجھے جا سکیں۔ وشنو پران کے مطابق پُران کے پانچ لچھن (خصوصیات) ہیں: سَرج (تخلیق)، پرتی سَرج (دوبارہ

تخلیق)، ونش (خاندانوں کی تاریخ)، منوونتر (منوؤں کے عہد)، اور ونشانو چرت (راجاؤں کے کارنامے)۔ ہندو دھرم میں کل 18 مہاپُران اور 18 اُپپُران تسلیم کیے گئے ہیں، جن میں وشنو پران، شیو پران اور بھاگوت پران سب سے زیادہ مشہور ہیں۔

پُران(पुराण) کے مصنف

روایتی ہندو عقیدے کے مطابق ہندو مذہبی روایت کے مطابق، تمام 18 مہاپُران (महापुराण) اور 18 اُپپُران (उपपुराण) کے مصنف (रचयिता) مہارشی ویاس (महर्षि व्यास) ہیں، جنہیں ''ویاس دیو'' (व्यासदेव) یا ''کروشن دویپاین ویاس'' (कृष्ण द्वैपायन व्यास) کہا جاتا ہے جیسے:

पुराणं सर्वशास्त्राणां आधारभूतं प्रकीर्तितम्।व्यासो वाच

(अध्याय 4, अंश 3,विष्णु पुराण)

ترجمہ: ویاس جی نے کہا: پُران تمام شاستروں کی بنیاد ہیں۔

اسی پران میں آگے بیان آتا ہے کہ مہارشی ویاس (महर्षि व्यास) ویاس جی نے ویدوں کو چار حصوں میں تقسیم کیا اور پھر عوام کے لیے پُرانوں اور اتہاس (رامائن و مہابھارت) کی رچنا کی تاکہ عام لوگ بھی دھرم کی تعلیم سمجھ سکیں۔

● بھگوت پران (Bhāgavata Purāṇa) کا بیان:

पुराणं ब्रह्मणा प्रोक्तं ब्रह्मर्षये व्यासाय तेनादितम्।

(श्लोक 49,अध्याय 6, स्कंध 12,भागवत पुराण)

ترجمہ: پُران سب سے پہلے برہما نے بتایا، پھر انہوں نے یہ علم مہارشی ویاس کو دیا، اور ویاس نے اسے عام انسانوں تک پہنچایا۔

پُران(पुराण) کی تصنیف جدید محققین کے مطابق

جدید سنسکرتی، تاریخی اور لسانی تحقیق کے مطابق پُران (पुराण) کسی ایک شخص کی

تصنیف نہیں بلکہ طویل مدت میں مختلف رشیوں، آشرموں اور مذہبی اداروں میں رفتہ رفتہ مرتب کیے گئے۔ یعنی یہ گرنتھ مہارشی ویاس کی طرف منسوب ضرور ہیں، مگر حقیقت میں پُرانوں کی تشکیل چوتھی صدی قبل مسیح سے لے کر دسویں صدی عیسوی تک مختلف ادوار میں مختلف علاقوں میں ہوئی۔

● وِنٹرنِٹز (M. Winternitz) کے مطابق

The Puranas are not the work of a single author like Vyasa, they are compilations of religious legends, rituals and philosophies which grew through centuries, approximately from 4th century BC to 10th century AD.

(History of Indian Literature, Vol. I)

ترجمہ: پُران کسی ایک مصنف (جیسے ویاس) کا کام نہیں، بلکہ مذہبی داستانوں، رسوم اور فلسفوں کا ایسا مجموعہ ہیں جو صدیوں کے دوران (تقریباً 400 قبل مسیح سے 1000 عیسوی تک) ترقی پاتے رہے۔

● پی۔وی۔کین (P.V. Kane) کے مطابق

It is difficult to assign a definite date or single author to any Purana. Most of them were revised and expanded over time by various schools of thought.

(History of Dharmasastra, Vol. V)

ترجمہ: کسی ایک پُران کے لیے کوئی مخصوص زمانہ یا مصنف مقرر کرنا ممکن نہیں، کیونکہ زیادہ تر پُران مختلف فکری مکاتبِ فکر نے وقت کے ساتھ ساتھ ترمیم اور اضافہ کے ذریعے مرتب کیے۔

● اے۔بی۔کیتھ (A.B. Keith) کے مطابق

The Puranas are late developments of the Epic period, composed by numerous hands over centuries. preserving myths and traditions in popular form.

(Epic and Puranic Literature (Oxford University Press, 1915)

ترجمہ: پُران رزمیہ دور (Epic Period) کے بعد کی تصنیفات ہیں، جو مختلف مصنفین کے ہاتھوں صدیوں میں تشکیل پائیں، اور جن میں مذہبی کہانیاں اور دیومالائی روایات عوامی انداز میں محفوظ کی گئیں۔

● رالف ٹی۔ایچ۔گریفتھ (R.T.H. Griffith) کے مطابق

Vyasa is a symbolic name. the Puranas are collective creations of many anonymous poets and priests of later Hinduism.(The Puranas, Calcutta Oriental Series, 1896)

(The Puranas, Calcutta Oriental Series, 1896)

ترجمہ: ویاس کا نام محض علامتی ہے؛ پُران دراصل بعد کے ہندو مذہب کے کئی نامعلوم شاعر رشیوں اور پجاریوں کی اجتماعی تخلیق ہیں۔

پُران (पुराण) کی ترتیب کا طریقہ

پُرانوں کی ساخت (روپ-رچنا) قدیم سنسکرت روایت میں پانچ بنیادی حصوں پر مشتمل بتائی گئی ہے، جنہیں ''پانچ لچھن'' (पञ्चलक्षण) کہا جاتا ہے۔ یہ وضاحت وشنو پران (وشنو پُران:3.6.27) اور ماتسیہ پران (ماتسیہ پُران:53.65) میں ملتی ہے جیسے:

सर्गश्च प्रतिसर्गश्च वंशो मन्वंतराणि च।
वंशानुचरितं चैव पुराणं पञ्चलक्षणम्॥

ترجمہ: پُران کی پانچ خصوصیات (لچھن) یہ ہیں: (1) سرج (تخلیق)، (2) پرتی سرج (پھر سے تخلیق)، (3) ونش (خاندانوں کی تاریخ)، (4) منوونتر (منوؤں کے ادوار)، اور (5) ونشانو چرت (راجاؤں ورشیوں کے کارنامے)۔ (وشنو پُران:3.6.27)

پُران (पुराण) کے پانچ حصے (पञ्च लक्षण)

۱۔سَرگ (सर्ग تخلیقِ کائنات)

اس میں کائنات کی ابتدائی تخلیق کا بیان برہما، وِشنو اور شیو کے ذریعہ دنیا، دیوتاؤں، انسانوں اور عناصر کی تخلیق کا ذکر ہے۔

۲۔ پرتی سَرگ (प्रतिसर्ग دوبارہ تخلیق)

اس میں کائنات کے ہر یُگ کے خاتمے پر تباہی (پرتی سرج) اور پھر نئے چکر میں تخلیق کا بیان ہے۔

۳۔ وَنش (वंश خاندانوں کی تاریخ)

اس میں دیوتاؤں، رشیوں، منوؤں اور راجاؤں کے خاندان کی تفصیل ہے۔

۴۔ منوونتر (मन्वन्तर منوؤں کے دور)

اس میں منو (پہلے انسان و قانون دینے والے) کے مختلف عہد اور ان کے زیرِ حکومت یُگوں کی کہانیاں ہیں۔

۵۔ ونشانو چرت (वंशानुचरित کارنامے)

اس میں اہم راجاؤں، اوتاروں، رشیوں، اور دیوتاؤں کے کرم، اوتار، اور دھرم کی کہانیاں ہیں۔

پُرانوں کی دیگر ساختی خصوصیات

۱۔ دیوتا یا اوتار کا مرکزی مقام: ہر پُران کسی ایک دیوتا پر مرکوز ہوتا ہے جیسے وِشنو پران (وشنو)، شیو پران (شیو)، دیوی بھاگوت پران (دیوی)۔

۲۔ ادھیائے (अध्याय) میں تقسیم: ہر پُران متعدد ادھیائے (ابواب) پر مشتمل ہوتا ہے، جن کی تعداد مختلف پُرانوں میں 100 سے 300 تک ہو سکتی ہے۔

۳۔ کہانی کا اسلوب (कथारूप शैली): بیشتر پُران کہانی یا مکالمے (संवाद) کی صورت میں ہیں جیسے سُت جی (सूत:जी) اور شونک رشی (शौनक ऋषि) کے درمیان گفتگو۔

۴۔ مذہب و فلسفہ کا امتزاج: پُران صرف دیو مالائی قصے نہیں بلکہ ان میں یوگ، کرم، بھکتی،

دھرم، ویدانت، موکش، اور سنسار چکر (کائناتی نظام) کے فلسفے بیان کیے گئے ہیں۔

۵۔کویّہ (Poetic) اور پراکریت (Prose) انداز: زیادہ تر اشعار انوشٹُبھ چھند (अनुष्टुप् छंद) میں ہیں، جو ویدک رزمیہ شاعری کی روایتی بحر ہے۔

(Vishnu Purana 3.6.27, Matsya Purana 53.65, Bhagavata Purana Skandha 12)
(P.V. Kane- History of Dharmasastra, Vol. V)

پُران (पुराण) کی تعداد

ہندو دھرم کی روایتی روایت کے مطابق پُرانوں کی کل تعداد 18 مہا پُران (महापुराण) اور 18 اُپپُران (उपपुराण) بتائی گئی ہے جیسے:

पुराणं संहितां चैव इतिहासं तथैव च।
वेदानां वेदवेद्यं च सर्वं प्रोक्तं द्विजोत्तम॥
सर्गश्च प्रतिसर्गश्च वंशो मन्वंतराणि च।
वंशानुचरितं चैव पुराणं पञ्चलक्षणम्॥

(विष्णु पुराण, अंश 3,अध्याय 6,श्लोक 24-27)

ترجمہ: وشنو پران میں بیان کیا گیا ہے کہ پُران ان گرنتھوں کو کہتے ہیں جن میں تخلیق، دوبارہ تخلیق، خاندانوں کی تاریخ، منوؤں کے ادوار، اور رشیوں و راجاؤں کے کارنامے بیان ہوں اور ایسے کل 18 پُران ہیں۔

अष्टादश पुराणानि व्यासेन कथितानि वै।

(मात्स्य पुराण, अध्याय 53,श्लोक 65)

ترجمہ: ویاس جی نے کل اٹھارہ پُران رچے (لکھے)۔

18 مہا پُران (महापुराण) کے نام

۱۔وشنو پران	(विष्णु पुराण)
۲۔بھاگوت پران	(भागवत पुराण)
۳۔نارد پران	(नारद पुराण)

۴۔گرڑ پران (गरुड पुराण)

۵۔پدم پران (पद्म पुराण)

۶۔ورہ پران (वराह पुराण)

۷۔متسیہ پران (मत्स्य पुराण)

۸۔برہما پران (ब्रह्म पुराण)

۹۔برہمانڈ پران (ब्रह्माण्ड पुराण)

۱۰۔برہماویورت پران (ब्रह्मवैवर्त पुराण)

۱۱۔مارکنڈیہ پران (मार्कण्डेय पुराण)

۱۲۔بھوشیہ پران (भविष्य पुराण)

۱۳۔وامن پران (वामन पुराण)

۱۴۔شیو پران (शिव पुराण)

۱۵۔لِنگ پران (लिङ्ग पुराण)

۱۶۔اسکنڈ پران (स्कन्द पुराण)

۱۷۔اگنی پران (अग्नि पुराण)

۱۸۔وایو پران (वायु पुराण)

سبھی18 مہا پُران (अष्टादश महापुराण) کا مختصر تعارف درج ذیل ہے:

۱۔وِشنو پران (विष्णु पुराण)

یہ پران بھگوان وِشنو کے دس اوتاروں اور ان کی لیلا پر مرکوز ہے۔اس میں کائنات کی تخلیق، وِشنو کی شان، اور دھرم و بھکتی کی اہمیت بیان کی گئی ہے۔

۲۔بھاگوت پران (भागवत पुराण)

یہ سب سے مشہور بھکتی پران ہے۔اس میں کرشن بھگوان کی لیلا، نرسنگھ اور وامن

اوتار، اور بھکتی یوگ کا فلسفہ بیان کیا گیا ہے۔ یہ بھکتی، موکش اور نیکی کی تعلیم دیتا ہے۔

۳۔ نارَد پران (नारद पुराण)

یہ پران رشی نارد کے مکالمے پر مبنی ہے۔ اس میں وِشنو بھکتی، کرم یوگ، وید شاستر، سنگیت اور نرتیہ (رَسوں کی تعلیم) پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

۴۔ گرُڑ پران (गरुड पुराण)

یہ پران بھگوان گرُڑ اور وِشنو کے مکالمے پر مبنی ہے۔ اس میں آتما، نرک (دوزخ) اور سورگ (جنت) کا فلسفہ، موت کے بعد کی زندگی، اور کرم کے پھل کی تفصیل دی گئی ہے۔

۵۔ پدم پران (पद्म पुराण)

یہ وِشنو بھکتی پر مبنی ہے اور چھ کانڈوں میں منقسم ہے۔ اس میں تخلیق، برہمہ، شیو، لکشمی، اور مقدس تیرتھوں (پوتر استھلوں) کی وضاحت ہے۔

۶۔ ورہ پران (वराह पुराण)

یہ بھگوان وِشنو کے ورہ اوتار (سور اوتار) پر مرکوز ہے۔ اس میں زمین کو بچانے کی کہانی اور وِشنو کے دیگر اوتاروں کے کارنامے بیان کیے گئے ہیں۔

۷۔ متسیہ پران (मत्स्य पुराण)

یہ پران وِشنو کے متسیہ (مچھلی) اوتار کی کتھا بیان کرتا ہے۔ اس میں پرانوں کی تخلیق، جیوَ تاتوا، ویدوں کی حفاظت، اور سنسار چکر کی وضاحت کی گئی ہے۔

۸۔ برہما پران (ब्रह्म पुराण)

یہ سب سے قدیم پرانوں میں سے ہے۔ اس میں برہما کی تخلیقی طاقت، کائنات کی رچنا، اور پُرکرتی و پرش کا فلسفہ بیان کیا گیا ہے۔

۹۔ برہمانڈ پران (ब्रह्माण्ड पुराण)

اس میں کائنات کی ساخت، لوکوں کی تقسیم، اور برہما، وِشنو، شیو کی یکتا پر زور دیا گیا ہے۔ اسی میں ''للتا سہستر نام'' کا ذکر بھی آتا ہے۔

۱۰۔ برہماویورت پران (ब्रह्मवैवर्त पुराण)

یہ پران کرشن اور رادھا کی لیلا پر مرکوز ہے۔ اس میں وِشنو، برہما، اور دیوی لکشمی کے میل سے تخلیق کی کہانی بیان کی گئی ہے۔

۱۱۔ مارکنڈیہ پران (मार्कण्डेय पुराण)

یہ پران رشی مارکنڈیہ کے نام پر ہے۔ اس میں ''دیوی مہاتمیہ (दुर्गा सप्तशती)'' شامل ہے، جو دیوی دُرگا کی مہما اور شاکت دھرم کا مرکزی گرنتھ ہے۔

۱۲۔ بھوشیہ پران (भविष्य पुराण)

یہ پران ''مستقبل'' (بھوشیہ) کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اس میں مختلف یوگوں کے بعد کے ادوار اور آنے والے اوتاروں، راجاؤں اور دھرموں کی پیش گوئی کی گئی ہے۔

۱۳۔ وامن پران (वामन पुराण)

یہ وِشنو کے وامن اوتار (بونا برہمن روپ) پر مبنی ہے۔ اس میں بالی راجہ کی کہانی، وِشنو بھکتی، اور دھرم کی فتح کا بیان ہے۔

۱۴۔ شیو پران (शिव पुराण)

یہ شیو بھگوان کے اوتاروں، لیلا، اور ان کی پوجا کی مہما پر مبنی ہے۔ اس میں پاروتی، گنیش، اور کارتک کی کتھائیں بھی شامل ہیں۔

۱۵۔ لِنگ پران (लिङ्ग पुराण)

یہ شیو کے ''لِنگ روپ'' کی پوجا پر مرکوز ہے۔ اس میں شیو تتو، سنسار کی رچنا، یوگ، اور موکش کا فلسفہ بیان کیا گیا ہے۔

۱۶۔ اسکنڈ پران (स्कन्द पुराण)

یہ سب سے بڑا پران ہے، جس میں 80 ہزار سے زائد شلوک ہیں۔اس میں کارتک (اسکنڈ/مورتی) کی کہانیاں، تیرتھ یاترا کی مہما، اور شیو بھکتی کا بیان ہے۔

۱۷۔اگنی پران (अग्नि पुराण)

یہ بھگوان اگنی کے نام پر ہے۔اس میں وید شاستر، کرمکاند (رسوم)، راج نیتی، دھنُر وِدیا، وِدیا، اور آیُر وید جیسے موضوعات بیان کیے گئے ہیں۔

۱۸۔وایو پران (वायु पुराण)

یہ پران ہوا دیوتا وایو کے نام پر ہے۔اس میں کائنات کی تخلیق، وِشنو اور شیو کے فلسفے، ویدوں کا علم، اور دھرم کی بُنیاد بیان کی گئی ہے۔

(وشنو پُران:3.6.27)،(ماتسیہ پُران70-53.65)،(گیتا پریس، گورکھپور- महापुराण संहिता)

(History of DHarmasastra, Vol. V)

نوٹ: یہ تمام 18 مہاپُران ہندو دھرم کی مذہبی، تاریخی، فلسفیانہ، اور اخلاقی روایت کا ذخیرہ ہیں۔ان میں ویدوں کی روح، بھکتی کا جوہر، اور دھرم کی بنیاد کہانیوں، مکالموں، اور فلسفے کے ذریعہ پیش کی گئی ہے۔اسی لیے انہیں پانچواں وید (पञ्चम वेद) بھی کہا جاتا ہے۔

پُران (पुराण) کی اہم تعلیم

सत्यं वद धर्मं चर स्वाध्यायान्मा प्रमदः।

(श्लोक 28,अध्याय 7, खण्ड 6,विष्णु पुराण)

ترجمہ: سچ بولو، دھرم کا پالن کرو، اور علم و ویدوں کی ادھیائن (پڑھائی) سے کبھی غافل نہ رہو۔

● اسی طرح بھگوت پُران میں ہے:

स वै पुंसां परो धर्मो यतो भक्तिरधोक्षजे।
अहैतुकी अप्रतिहता ययाऽत्मा सुप्रसीदति॥

(श्लोक 6,अध्याय 2, स्कंध 1,भागवत पुराण)

ترجمہ: انسان کے لیے سب سے اعلیٰ دھرم وہ ہے جو بھگوان سے نِشکام بھکتی

پیدا کرے۔ایسی بھکتی جو کسی لالچ یا رکاوٹ کے بغیر ہو، اسی سے آتما (روح) کو سچا سکون ملتا ہے۔

● اسی طرح شیو پُران میں ہے:

शिवे रुष्टे गुरुस्त्राता गुरौ रुष्टे न कश्चन।
तस्मात् सर्वप्रयत्नेन गुरुं एव प्रसादयेत्॥

(शिव पुराण विद्येश्वर संहिता अध्याय 9 श्लोक 14)

ترجمہ: اگر شیو ناراض ہوں تو گرو (استاد) نجات دے سکتا ہے، لیکن اگر گرو ناراض ہو جائے تو کوئی نہیں بچا سکتا۔اس لیے ہمیشہ گرو کو خوش رکھنے کی کوشش کرو۔

● اسی طرح برہما پُران ذکر ہے:

धर्म एव हतो हन्ति धर्मो रक्षति रक्षितः।
तस्माद्धर्मो न हन्तव्यो मा नो धर्मो हतोऽवधीत्॥

(ब्रह्म पुराण अध्याय 218 श्लोक 2)

ترجمہ: دھرم کا ناش کرنے والا خود فنا ہوتا ہے، اور جو دھرم کی حفاظت کرتا ہے، دھرم اس کی حفاظت کرتا ہے۔اس لیے دھرم کو کبھی نہ چھوڑو، ورنہ وہ تمہیں چھوڑ دے گا۔

آگم (आगम) کا تعارف

آگم (आगम) ہندو دھرم کی وہ مذہبی اور روحانی کتابیں ہیں جو خاص طور پر عبادت، مندر، دیوی دیوتاؤں کی پوجا، یوگ، دھیان، منتر، تنتر اور روحانی سادھنا کے اصول بیان کرتی ہیں۔ لفظ ''آگم'' سنسکرت کے ''आ + गम्'' سے بنا ہے، جس کے معنیٰ ہیں: ''جو اوپر سے آیا'' یا ''الٰہی تعلیم''۔

لفظ ''آگم'' (आगम) سنسکرت دھات ''गम्'' (گم) سے نکلا ہے، جس کے معنی ہیں: ''جانا، پہنچنا، منتقل ہونا'' اس کے ساتھ ''आ'' کا اضافہ ہو تو معنیٰ بنتا ہے: ''وہ علم یا تعلیم

جو نسل در نسل منتقل ہو کر آئے' اسی لیے ہندو مذہب میں آگم ان مذہبی و روحانی تعلیمات کو کہا جاتا ہے جو روایت کے طور پر منتقل ہوئیں اور بعد میں کتابی شکل میں مرتب کی گئیں۔

یہ گرنتھ بنیادی طور پر شیومت، شکتی مت اور ویشنومت سے متعلق ہیں، اسی لیے ان کی بڑی قسمیں شیو آگم، شکتی آگم (تنتر) اور ویشنو آگم کہلاتی ہیں۔ آگموں میں مندر کی تعمیر، مورتی استھاپنا، پوجا پاٹ کے طریقے، دھارمک رسمیں، دھیان اور موکش (نجات) کے اصول تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں۔

ہندو روایت میں انہیں ویدوں کی تشریح اور عملی شکل سمجھا جاتا ہے، اس لیے اکثر علماء انہیں اسمرتی (स्मृति) ادب کے تحت شمار کرتے ہیں، اگرچہ بعض فرقے انہیں ویدوں کے برابر مقدس مانتے ہیں۔

آگم (आगम) کا تاریخی پس منظر

آگم (आगम) کا تاریخی پس منظر ویدک دور کے بعد ہندو مذہب میں پیدا ہونے والی اُن مذہبی و روحانی تحریکوں سے وابستہ ہے جن میں مندر، مورتی پوجا، بھکتی، یوگ اور تنتر کو مرکزی حیثیت حاصل ہوئی۔

ابتدائی ویدک مذہب زیادہ تر یگیہ (قربانی) اور ویدی منتروں پر مبنی تھا، لیکن بعد کے زمانے میں عوامی عبادت اور دیوی دیوتاؤں کی شخصی پرستش نے ایک منظم مذہبی نظام کی شکل اختیار کی۔ انہی ضروریات کے تحت آگم گرنتھ مرتب ہوئے۔

● مشہور محقق پنڈت ہزاری پرساد دویدی لکھتے ہیں:

"आगम ग्रन्थों में मंदिर-पूजा, मूर्ति-स्थापना, मंत्र, तंत्र, योग और साधना की विस्तृत विधियाँ दी गई हैं।"

(हजारीप्रसाद द्विवेदी، भारतीय संस्कृति की रूपरेखा ، पृष्ठ 132)

ترجمہ: آگم گرنتھوں میں مندر کی پوجا، مورتی استھاپنا، منتر، تنتر، یوگ اور

سادھنا کے تفصیلی طریقے بیان کیے گئے ہیں‘‘۔

● اسی طرح ہندو مذہب کے معروف اسکالر S. Radhakrishnan لکھتے ہیں:

The Agamas are theological treatises and practical manuals of divine worship. *(Indian Philosophy, Vol. II, Page 28)*

ترجمہ: آگم مذہبی عقائد اور عملی عبادت کے اصولوں پر مشتمل کتابیں ہیں۔

● مؤرخین کے مطابق آگموں کی تدوین تقریباً 500 قبل مسیح سے 1200 عیسوی کے درمیان مختلف ادوار میں ہوئی۔ مشہور محقق A.L. Basham لکھتے ہیں:

The Agamas and Tantras developed during the post-Vedic age when temple worship became prominent in Hinduism. (The Wonder That Was India, page 309)

ترجمہ: آگم اور تنتر ویدک دور کے بعد اُس زمانے میں ترقی پائے جب ہندو مذہب میں مندر کی عبادت کو اہمیت حاصل ہوئی۔

● اسی طرح S. Radhakrishnan اپنی کتاب Indian Philosophy میں لکھتے ہیں:

The Agamas represent the development of Hindu worship, temple ritual, and theology in the post-Vedic age. (Indian Philosophy, Vol. II, Page 28)

ترجمہ: آگم ویدک دور کے بعد ہندو عبادت، مندر کی رسومات اور مذہبی عقائد کی ترقی کی نمائندگی کرتے ہیں۔

جنوبی ہند میں چول، پالوا اور پانڈیا ادوار میں آگموں کو خاص فروغ ملا اور مندروں کی تعمیر وعبادت انہی اصولوں کے مطابق ہونے لگی۔ آج بھی بیشتر ہندو مندروں میں پوجا، آرتی، مورتی استھاپنا اور مذہبی رسومات آگم گرنتھوں کے مطابق انجام دی جاتی ہیں۔

آگم کی اقسام

آگم (आगम) ہندو مذہب کی ایک وسیع مذہبی اور روحانی روایت ہے، جس میں

عبادت، مندر، یوگ، تنتر، منتر، مورتی پوجا اور روحانی سادھنا کے اصول بیان کیے گئے ہیں۔مختلف ہندو فرقوں میں آگموں کی تعداد مختلف بیان کی جاتی ہے،لیکن مجموعی طور پر انہیں تین بڑی قسموں میں تقسیم کیا جاتا ہے:شَیو آگم (शैव आगम)، ویشنوآگم (वैष्णव आगम) اور شاکت آگم (शाक्त आगम)۔

شَیو آگم (शैव आगम)

یہ وہ گرنتھ ہیں جو بھگوان شیو کی عبادت، شیو مندر، لنگ پوجا، یوگ، دھیان اور روحانی نجات کے اصول بیان کرتے ہیں۔شیو مت میں عموماً 28 بنیادی شَیو آگم مانے جاتے ہیں، جیسے: अजित आगम، करण आगम،कामिक आगम وغیرہ۔ان کتابوں میں شیو کی پوجا، مندر کی تعمیر، مورتی استھاپنا، منتر، تنتر، دھیان اور موکش کے طریقے تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں۔جنوبی ہند کے اکثر شیو مندروں کا نظام انہی آگموں پر قائم ہے۔

ویشنوآگم (वैष्णव आगम)

یہ بھگوان وشنو اور ان کے اوتاروں، خصوصاً رام اور کرشن، کی عبادت سے متعلق ہیں۔ان میں دو بڑی روایتیں مشہور ہیں: پانچراتر (पाञ्चरात्र) اور ویکھانس (वैखानस)۔ ان گرنتھوں میں وشنو کی مورتی پوجا، مندر کی رسومات، بھکتی، منتر، ورت (روزے)، تہوار اور عبادت کے اصول بیان کیے گئے ہیں۔جنوبی بھارت کے مشہور وشنو مندروں، جیسے تروپتی بالاجی، میں آج بھی انہی آگمی اصولوں کے مطابق پوجا کی جاتی ہے۔

شاکت آگم (शाक्त आगम)

اس کو عموماً ''تنتر'' بھی کہا جاتا ہے۔یہ دیوی یا شکتی کی عبادت سے متعلق ہیں، جیسے درگا، کالی، لکشمی اور سرسوتی۔ان میں شکتی پوجا، منتر، ینتر، تنتر، یوگ، دھیان اور خفیہ روحانی سادھناؤں کا بیان ملتا ہے۔شاکت آگموں میں روحانی طاقت، کُنڈلنی یوگ،

مخصوص عبادات اور بعض پراسرار مذہبی اعمال کی تفصیل بھی موجود ہے۔ بنگال اور آسام وغیرہ میں شکتی مت کی عبادات پران آگموں کا گہرا اثر پایا جاتا ہے۔

● مشہور ہندو مفکر S. Radhakrishnan لکھتے ہیں:

The Agamas are manuals of worship and spiritual discipline connected with Shaiva, Vaishnava and Shakta traditions. *(Indian Philosophy, Vol. II, Page 28)*

ترجمہ: آگم عبادت اور روحانی تربیت کی وہ کتابیں ہیں جو شیو، وشنو اور شکتی روایات سے متعلق ہیں۔

آگم کی ساخت

آگم (आगम) گرنتھوں کی ساخت عموماً چار بنیادی حصوں پر مشتمل ہوتی ہے، جنہیں ''پاد'' (पाद) کہا جاتا ہے۔ ہر حصہ مذہبی اور روحانی زندگی کے ایک خاص پہلو کی وضاحت کرتا ہے۔

۱۔ گیان پاد (ज्ञानपाद)

یہ آگم کا نظریاتی اور فلسفیانہ حصہ ہے۔ اس میں خدا، روح (आत्मा)، کائنات، تخلیقِ عالم، بندھن ونجات (मोक्ष) اور ہندو فلسفے کے بنیادی عقائد بیان کیے جاتے ہیں۔ یہی حصہ آگم کی فکری بنیاد فراہم کرتا ہے اور انسان کو یہ سمجھاتا ہے کہ خدا، انسان اور کائنات کا آپس میں کیا تعلق ہے۔

۲۔ یوگ پاد (योगपाद)

یہ حصہ روحانی تربیت اور باطنی ریاضت سے متعلق ہے۔ اس میں دھیان (ध्यान)، مراقبہ، سانس کی مشقیں (प्राणायाम)، یوگ، منتر اور روحانی سادھنا کے طریقے بیان کیے جاتے ہیں۔ اس کا مقصد انسان کے ذہن اور روح کو پاک ومضبوط بنانا اور اسے روحانی ترقی کی طرف لے جانا ہے۔

٣۔ کریا پاد (क्रियापाद)

یہ آگم کا سب سے اہم عملی حصہ سمجھا جاتا ہے۔ اس میں مندر سازی، مورتی کی تنصیب، پوجا پاٹ، آرتی، ہَوَن، مذہبی رسومات، تہوار اور عبادت کے مکمل طریقے بیان کیے جاتے ہیں۔ ہندو مندروں میں آج بھی عبادت اور رسومات کے اکثر اصول اسی حصے سے لیے جاتے ہیں۔

۴۔ چریا پاد (चर्यापाद)

یہ حصہ روزمرہ مذہبی اور اخلاقی زندگی سے متعلق ہے۔ اس میں عبادتی آداب، اخلاق، لباس، طہارت، سماجی رویے، مذہبی نظم وضبط اور ایک مذہبی انسان کی عملی زندگی کے اصول بیان کیے جاتے ہیں۔ اس کا مقصد انسان کو مذہبی تعلیمات کے مطابق ایک پاکیزہ اور منظم زندگی گزارنے کی رہنمائی دینا ہے۔

آگم کے اہم موضوعات

١۔ مندر سازی (मंदिर निर्माण):

آگم گرنتھوں میں مندر کی سمت، دروازوں، گنبد، ستون، مورتی کی جگہ، مقدس تناسب، عبادت گاہ کی پاکیزگی کے اصول، یگیہ شالہ اور مندر کے اندرونی و بیرونی نقشہ کے اصول بیان کیے گئے ہیں، جو واستوشاستر (वास्तुशास्त्र) اور دیو آرادھنا سے متعلق ہیں۔

٢۔ مورتی پوجا (मूर्ति पूजा):

آگموں میں مورتی کے ناپ، شکل، دھات یا پتھر کے انتخاب، مورتی سازی، پران پرتشٹھا (प्राण प्रतिष्ठा)، تنصیب، روزانہ پوجا، آرتی، ابھشیک اور اس سے متعلق منتروں و مذہبی رسومات کے تفصیلی اصول بیان کیے گئے ہیں۔

٣۔ منتر اور تنتر (मंत्र और तंत्र):

خصوصاً شاکت آگموں میں بیج منتر، خفیہ منتر، تنتر سادھنا، ینتر (यंत्र)، روحانی

طاقت، جادوئی عملیات، دیوی دیوتاؤں کی خاص عبادات اور روحانی اثرات پیدا کرنے کے طریقوں کی تفصیل ملتی ہے۔

۴۔ یوگ اور دھیان(योग और ध्यान):

آگموں میں دھیان، مراقبہ، پرانایام، آسن، چکر(चक्र)، کنڈلنی(कुण्डलिनी)، روحانی پاکیزگی، نفس کی تربیت اور خدا سے قرب حاصل کرنے کے طریقوں کو روحانی ترقی اور موکش(मुक्ति) کا ذریعہ بتایا گیا ہے۔

۵۔ بھکتی(भक्ति):

آگم میں خدا سے محبت، مسلسل عبادت، منتر جپ، بھجن، کیرتن، مندر حاضری، دیوی دیوتاؤں کی عقیدت، روزہ، ورت(व्रत) اور مذہبی تہواروں کو نجات اور روحانی ترقی کا اہم ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔

۶۔ پوجا پاٹھ اور رسومات(पूजा-पाठ और धार्मिक संस्कार):

آگم گرنتھوں میں روزانہ پوجا(पूजा)، آرتی(आरती)، ہون(हवन)، یگیہ(यज्ञ)، ابھشیک(अभिषेक)، تہواروں کی عبادات، دیوی دیوتاؤں کے خصوصی ورت اور مذہبی تقریبات کے مکمل طریقے بیان کیے گئے ہیں۔

۷۔ دیوی دیوتاؤں کی عبادت(देवताओं की उपासना):

ہر آگم مخصوص دیوتا جیسے شِو(शिव)، وشنو(विष्णु) یا شکتی(शक्ति) کی عبادت کے اصول بیان کرتا ہے، جن میں ان کے منتر، استوتی، پوجا کے اوقات اور روحانی مقامات کی تفصیل شامل ہوتی ہے۔

۸۔ روحانی و باطنی علوم(आध्यात्मिक और गूढ़ विद्याएँ):

آگموں میں روحانی طاقت، باطنی معرفت، گیان(ज्ञान)، آتما کی پاکیزگی، کرم، جنم و مرن، موکش اور الوہی حقیقت تک پہنچنے کے طریقے بھی بیان کیے گئے ہیں۔

درشن (दर्शन) کا تعارف

لفظ درشن (दर्शन) سنسکرت زبان کا لفظ ہے، جس کے معنیٰ ہیں: ''دیکھنا''، ''مشاہدہ کرنا'' یا ''حقیقت کو سمجھنے کا نظریہ''۔ ہندو مذہب میں ''درشن'' سے مراد وہ فلسفیانہ مکاتبِ فکر ہیں جو کائنات، روح، خدا، زندگی، موت، نجات (मोक्ष)، کرم (कर्म) اور انسانی حقیقت کے بارے میں بحث کرتے ہیں۔ یہ ہندو فلسفے کی باقاعدہ اور منظم علمی شاخیں ہیں، جن میں عقل، دلیل، مراقبہ اور روحانی تجربات کے ذریعے حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

درشنوں کی تاریخی حیثیت

ہندو فلسفہ میں چھ بنیادی فلسفیانہ نظام پائے جاتے ہیں جنہیں ''شڈ درشن (षड्दर्शन)'' یعنی ''چھ فلسفے'' کہا جاتا ہے۔ یہ فلسفیانہ مکاتب تقریباً 600 قبل مسیح سے 400 عیسوی کے درمیان مختلف رِشیوں اور فلسفیوں کے ذریعہ مرتب اور منظم کیے گئے۔ اگرچہ ان کی بنیاد ویدوں اور اُپنشدوں کی تعلیمات پر قائم ہے، لیکن یہ خود اسمرتی (स्मृति) کے تحت شمار کیے جاتے ہیں، کیونکہ یہ براہِ راست الہامی متن نہیں بلکہ قدیم رِشیوں، مفکرین اور فلسفیوں کی تشریحات، توضیحات اور عقلی مباحث پر مشتمل ہیں۔ ان درشنوں میں کائنات، روح، خدا، کرم، نجات اور انسانی زندگی کے مقصد جیسے اہم موضوعات پر تفصیلی فلسفیانہ بحث کی گئی ہے، اور یہی نظام بعد میں ہندو فلسفے کی بنیاد بنے۔

(Dr. S. Radhakrishnan, Indian Philosophy, Vol. II, George Allen Unwin, London, page 18-25)

(Surendranath Dasgupta, A History of Indian Philosophy, Vol. I, Cambridge University Press, page 55-70)

درشنوں کا بنیادی مقصد

ہندو فلسفہ کے درشنوں (षड्दर्शन) کا بنیادی مقصد انسان کو کائنات اور زندگی کی حقیقت سے آگاہ کرنا ہے۔ ان فلسفیانہ نظاموں میں اس بات پر غور کیا گیا ہے کہ:

کائنات کی اصل حقیقت کیا ہے؟ انسان کون ہے؟ روح (आत्मन्) کیا ہے؟ خدا یا برہمن (ब्रह्मन्) کی حقیقت کیا ہے؟ انسان دکھ، پریشانی اور مصیبت میں کیوں مبتلا ہوتا ہے؟ کرم (कर्म) اور جنم و آواگون (पुनर्जन्म) کا نظام کیسے کام کرتا ہے؟ اور آخر کار موکش (मोक्ष) یعنی نجات کیسے حاصل ہو سکتی ہے؟

درشنوں کے مطابق انسانی زندگی کا اصل مقصد صرف دنیاوی آسائش نہیں بلکہ حقیقتِ مطلقہ کو پہچاننا، روح کی پاکیزگی حاصل کرنا، جہالت (अविद्या) سے نجات پانا اور پیدائش و موت کے مسلسل چکر سے آزاد ہونا ہے۔ بعض درشن عقل و منطق کے ذریعے حقیقت تک پہنچنے کو اہم سمجھتے ہیں، بعض مراقبہ، یوگ اور روحانی ریاضت کو ذریعہ قرار دیتے ہیں، جبکہ بعض ویدک اعمال، یگیہ اور بھکتی کو نجات کا راستہ بتاتے ہیں۔

(Dr. S. Radhakrishnan, Indian Philosophy, Vol. I, George AllenUnwin, pp. 36-52)

درشن کی تعداد

ہندو فلسفہ میں بنیادی طور پر چھ درشن (षड्दर्शन) مانے جاتے ہیں، جنہیں ''شڈ درشن'' کہا جاتا ہے۔ یہ درج ذیل ہیں:

۱۔ نیایہ درشن (न्याय दर्शन)	منطق اور دلیل کا فلسفہ
۲۔ ویشیشک درشن (वैशेषिक दर्शन)	مادّہ اور ایٹم کا نظریہ
۳۔ سانکھیا درشن (सांख्य दर्शन)	روح اور مادہ کا فلسفہ
۴۔ یوگ درشن (योग दर्शन)	دھیان، مراقبہ اور روحانی ریاضت
۵۔ میمانسا درشن (मीमांसा दर्शन)	ویدک اعمال اور یگیہ کی تشریح
۶۔ ویدانت درشن (वेदान्त दर्शन)	برہمن، آتما اور موکش کا فلسفہ

انہیں مجموعی طور پر شڈ درشن (षड्दर्शन) یعنی ''چھ فلسفیانہ نظام'' کہا جاتا ہے۔ بعض علماء ہندو فلسفے کے دیگر غیر ویدک مکاتب، جیسے: بدھ مت (बौद्ध दर्शन)، جین مت

(जैन दर्शन)اور چارواک (चार्वाक)کو بھی فلسفیانہ درشنوں میں شمار کرتے ہیں، لیکن روایتی ہندو فلسفے میں اصل اور مستند درشن یہی چھ مانے جاتے ہیں۔

۱۔ نیایہ درشن (न्याय दर्शन)

اس کے بانی مہرشی گوتم (महर्षि गौतम) مانے جاتے ہیں۔ اس درشن کا بنیادی موضوع منطق، عقل اور دلیل ہے۔ نیایہ ہندو فلسفے کا ایک منطقی اور استدلالی نظام ہے جو اس بات کی تعلیم دیتا ہے کہ انسان صحیح علم تک صرف اندھی تقلید سے نہیں بلکہ عقل، مشاہدہ، تجربہ اور مضبوط دلیل کے ذریعے پہنچ سکتا ہے۔

اہم تعلیمات:

صحیح علم نجات کا ذریعہ ہے۔ غلط علم انسان کو دکھ میں مبتلا کرتا ہے۔ ہر دعویٰ دلیل سے ثابت ہونا چاہیے۔ حقیقت کو جاننے کے لیے منطق ضروری ہے۔

علم حاصل کرنے کے چار ذرائع: نیایہ فلسفہ چار بنیادی ذرائعِ علم بیان کرتا ہے:

۱۔ پرتیاکش (प्रत्यक्ष)--مشاہدہ

۲۔ انومان (अनुमान)--قیاس

۳۔ اُپمان (उपमान)--مثال

۴۔ شبد (शब्द)--معتبر گواہی

اہم کتاب: نیایہ سوترا (न्यायसूत्र) ہے۔

۲۔ ویشیشک درشن (वैशेषिक दर्शन)

ویشیشک درشن (वैशेषिक दर्शन) ہندو فلسفے کا ایک اہم فلسفیانہ نظام ہے جس کے بانی مہرشی کناد (कणाद) مانے جاتے ہیں۔ اس فلسفے کا بنیادی موضوع مادہ، ایٹم اور کائنات کی حقیقت ہے۔ ویشیشک فلسفہ کے مطابق یہ پوری کائنات نہایت باریک ذرات یعنی

ایٹموں (परमाणु) سے بنی ہوئی ہے، اور مختلف اشیاء انہی ایٹموں کے اجتماع سے وجود میں آتی ہیں۔ یہ فلسفہ دنیا کی مادی ساخت، اشیاء کی خصوصیات، حرکت، زمان و مکان اور روح کی حقیقت پر تفصیلی بحث کرتا ہے۔ ویشیشک درشن اس بات پر زور دیتا ہے کہ کائنات ایک منظم نظام کے تحت چل رہی ہے اور ہر شے کی اپنی مخصوص خصوصیت (विशेष) ہے۔ اسی وجہ سے بعض محققین اسے ''ہندو ایٹمی فلسفہ'' بھی کہتے ہیں۔

اہم تعلیمات:

کائنات ایٹموں سے بنی ہے۔ ہر چیز کی الگ خصوصیت ہوتی ہے۔ روح مادہ سے الگ حقیقت ہے۔ خدا کائنات کا منتظم ہے۔

سات بنیادی عناصر:

ویشیشک فلسفہ سات بنیادی حقائق بیان کرتا ہے:

(۱) درویہ(द्रव्य) ۔مادّہ

(۲) گُن(गुण) ۔صفت

(۳) کرم(कर्म) ۔حرکت

(۴) سامانیہ(सामान्य) ۔عموم

(۵) وِشیش(विशेष) ۔خصوصیت

(۶) سَماوایہ(समवाय) ۔تعلق

(۷) اَبھاوَ(अभाव) ۔عدم

اہم کتاب: ویشیشک سوترا(वैशेषिकसूत्र)

۳۔سانکھیا درشن (सांख्य दर्शन)

سانکھیا درشن (सांख्य दर्शन) ہندو فلسفہ کا قدیم ترین اور اہم فلسفیانہ نظام سمجھا جاتا ہے، جس کے بانی مہرشی کپل (महर्षि कपिल) مانے جاتے ہیں۔ اس فلسفے کا بنیادی موضوع

روح اور مادہ کی حقیقت ہے۔ سانکھیا فلسفہ کے مطابق کائنات دو ازلی اور بنیادی حقیقتوں پر قائم ہے: پروش (पुरुष) یعنی روح، جو شعور، ادراک اور ابدی حقیقت ہے، اور پرکرتی (प्रकृति) یعنی مادہ، جو کائنات کی تمام مادی اشیاء اور تغیرات کا سرچشمہ ہے۔ اس فلسفے کے مطابق انسان کے دکھ اور بندھن کی اصل وجہ روح کا اپنے آپ کو مادہ سے وابستہ سمجھنا ہے، جبکہ حقیقی نجات اسی وقت حاصل ہوتی ہے جب روح اپنی اصل حقیقت کو پہچان لے اور مادہ سے اپنی جدائی کا شعور حاصل کر لے۔

اہم تعلیمات:

روح ہمیشہ پاک اور مستقل ہے۔ مادہ تغیر پذیر ہے۔ دکھ کی وجہ روح کا مادہ سے تعلق سمجھنا ہے۔ نجات تب ملتی ہے جب روح اپنی اصل حقیقت پہچان لے۔

25 تتو (तत्त्व): سانکھیا فلسفہ کائنات کے 25 بنیادی عناصر بیان کرتا ہے۔

خدا کے بارے میں نظریہ: قدیم سانکھیا فلسفہ میں خدا کا تصور واضح نہیں۔

اہم کتاب: سانکھیا کارِکا (सांख्यकारिका)

۴۔ یوگ درشن (योग दर्शन)

یوگ درشن (योग दर्शन) ہندو فلسفہ کا ایک اہم روحانی نظام ہے جس کے بانی مہرشی پتن جلی (पतञ्जलि) مانے جاتے ہیں۔ اس فلسفے کا بنیادی موضوع یوگ، دھیان، مراقبہ اور روحانی ریاضت ہے۔ یوگ فلسفہ دراصل سانکھیا کے نظریات پر قائم ہے، لیکن اس میں عملی روحانی مشقوں اور نفس کی تربیت کو خاص اہمیت دی گئی ہے۔ اس فلسفے کے مطابق انسان ذہنی پاکیزگی، دھیان، پرانایام، ضبطِ نفس اور مسلسل روحانی ریاضت کے ذریعے روحانی سکون اور موکش حاصل کر سکتا ہے۔ پتنجلی نے یوگ کے آٹھ بنیادی مراحل بیان کیے ہیں جن میں یم، نیم، آسن، پرانایام، دھیان اور سمادھی شامل ہیں، اور ان کا مقصد انسان کو باطنی پاکیزگی اور خدا سے قرب تک پہنچانا ہے۔

مقصد:

ذہنی پاکیزگی، روحانی سکون، خدا سے قرب، موکش۔

آٹھ بنیادی مراحل(अष्टाङ्ग योग): پتن جلی یوگ کے آٹھ مراحل بیان کرتے ہیں:

۱۔ یم (यम)

۲۔ نیم (नियम)

۳۔ آسن (आसन)

۴۔ پرانایام (प्राणायाम)

۵۔ پرتیہار (प्रत्याहार)

۶۔ دھرنا (धारणा)

۷۔ دھیان (ध्यान)

۸۔ سمادھی (समाधि)

اہم کتاب: یوگ سوترا (योगसूत्र)

۵۔میمانسا درشن (मीमांसा दर्शन)

میمانسا درشن (मीमांसा दर्शन) ہندو فلسفہ کا ایک اہم نظام ہے جس کے بانی مہرشی جیمنی (जैमिनि) مانے جاتے ہیں۔ اس فلسفے کا بنیادی موضوع ویدک عبادات، یگیہ، قربانی اور مذہبی رسومات کی تشریح ہے۔ میمانسا فلسفہ کے مطابق وید ازلی اور مقدس ہیں، اور ان میں بیان کردہ احکام وعبادات پر عمل کرنا انسان کی مذہبی ذمہ داری ہے۔ یہ فلسفہ خاص طور پر کرم، یگیہ اور مذہبی اعمال کی اہمیت پر زور دیتا ہے اور انہیں روحانی فلاح اور نجات کا ذریعہ قرار دیتا ہے۔

اہم تعلیمات:

وید ازلی اور ابدی ہیں۔ مذہبی اعمال ضروری ہیں۔ کرم کے مطابق انسان کو پھل ملتا ہے۔ یگیہ روحانی ترقی کا ذریعہ ہے۔

اہم کتاب: میمانسا سوترا (मीमांसासूत्र)

۶۔ ویدانت درشن (वेदान्त दर्शन)

ویدانت درشن (वेदान्त दर्शन) ہندو فلسفے کا سب سے مشہور اور اثر انگیز فلسفیانہ نظام ہے، جس کے بانی بادَرائن یا ویاس (व्यास/बादरायण) مانے جاتے ہیں۔ اس فلسفے کا بنیادی موضوع برہمن (خدا)، آتما (روح) اور موکش (نجات) ہے۔ لفظ ''ویدانت'' دو لفظوں سے مل کر بنا ہے: ''وید'' اور ''انت''، یعنی ویدوں کا آخری حصہ، جس سے مراد اُپنشد ہیں۔ اسی لیے ویدانت کو ''اُپنشدوں کی فلسفیانہ تشریح'' کہا جاتا ہے۔

یہ فلسفہ اس بات پر زور دیتا ہے کہ برہمن ہی اصل اور ابدی حقیقت ہے، روح اسی کا حصہ ہے، اور حقیقی نجات اس وقت حاصل ہوتی ہے جب انسان اپنی روحانی حقیقت کو پہچان کر برہمن سے اتحاد حاصل کر لے۔

بنیادی تعلیمات:

برہمن (خدا) ہی اصل حقیقت ہے۔ آتما خدا کا حصہ یا پرتو ہے۔ دنیا عارضی ہے۔ موکش سب سے بڑی کامیابی ہے۔

ویدانت کی مشہور شاخیں:

۱۔ ادویت (अद्वैत) --شنکر آچاریہ

۲۔ وِشِشت ادویت (विशिष्टाद्वैत) --رامانج

۳۔ دویت (द्वैत) --مادھو آچاریہ

اہم کتاب: برہم سوترا (ब्रह्मसूत्र)

درشن اور شروتی کا تعلق

اگرچہ ہندو فلسفے کے درشن اسمرتی ادب میں شمار کیے جاتے ہیں، لیکن ان کی فکری

بنیاد شروتی متون پر قائم ہے۔ یہ فلسفیانہ نظام اپنے نظریات اور تعلیمات کے لیے وید، برہمن، آرنیک اور اُپنشد جیسے مقدس متون سے رہنمائی حاصل کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے درشن محض فلسفیانہ خیالات نہیں بلکہ ویدک تعلیمات کی عقلی اور فکری تشریح سمجھے جاتے ہیں، خصوصاً ویدانت کو اُپنشدوں کی فلسفیانہ توضیح کہا جاتا ہے۔

آستک اور ناستک درشن

ہندو فلسفے میں دو بڑی تقسیم بھی ملتی ہے:

۱۔آستک (आस्तिक) یعنی وہ فلسفے جو ویدوں کو مانتے ہیں۔ مثلاً:

(۱) نیایہ (۲) ویشیشک (۳) سانکھیا (۴) یوگ (۵) میمانسا (۶) ویدانت۔

۲۔ناستک (नास्तिक) یعنی وہ فلسفے جو ویدوں کو حتمی (authority) نہیں مانتے، مثلاً

(۱) بدھ مت (۲) جین مت (۳) چارواک فلسفہ

❁❁❁

حصّہ چہارم

ہندو دھرم کے فرقوں کا تعارف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہندو دھرم کی مختصر تاریخ

ہندو دھرم کی بنیاد قدیم وادیِ سندھ (Indus Valley Civilization) اور ویدک تہذیب میں تلاش کی جاتی ہے۔ بعض ماہرین کا خیال ہے کہ ہندو مذہب کی جڑیں تقریباً 2500 تا 2000 قبل مسیح کے درمیان کی سندھو گھاٹی کی تہذیب (Indus Valley Civilization) سے ملتی ہیں، جو آج کے پاکستان اور شمالی ہندوستان کے علاقوں میں آباد تھی۔

البتہ زیادہ تر محققین (جیسے اینسائیکلو پیڈیا برٹانیکا، آر۔ سی۔ مظمدار، آر۔ کے۔ نارایَن) کے مطابق ہندو دھرم کی منظم صورت میں ابتدا ویدک دور سے ہوئی، جو تقریباً 1500 قبل مسیح سے 600 قبل مسیح تک پھیلا ہوا تھا۔ اسی زمانے میں آریاؤں نے ویدیں مرتب کیں جن میں Rig Veda (رگ وید) سب سے قدیم ہے۔

تاہم کچھ ماہرینِ آثارِ قدیمہ اور ہندوستانی روایات کے مطابق ہندو دھرم کی جڑیں اس سے بھی قدیم یعنی 4000 تا 5000 قبل مسیح کے درمیان پائی جاتی ہیں۔ ان کے مطابق ویدک تہذیب دراصل سندھو تہذیب کا تسلسل تھی، اور اس کے مذہبی خیالات وقت کے ساتھ ہندو دھرم میں ڈھل گئے۔

ہندو دھرم دنیا کے قدیم ترین مذاہب میں سے ایک ہے جس کی ابتدا ویدک دور (تقریباً 1500 قبل مسیح) میں ہوئی، جب رگ وید اور دیگر ویدیں مرتب کی گئیں۔ ابتدائی دور میں لوگ قدرتی طاقتوں جیسے آگ، سورج، ہوا، اندرا وغیرہ کی پوجا کرتے تھے اور قربانی

(یگیہ) کو مذہبی عبادت کا حصہ سمجھتے تھے۔ بعد میں جب اپنشدی دور آیا تو مذہب میں فلسفیانہ رجحان بڑھا، اور آتما (روح)، برہمن (کائناتی حقیقت) اور موکش (نجات) جیسے نظریات سامنے آئے۔ وقت گزرنے کے ساتھ پرانک دور میں ہندو دھرم میں مختلف دیوتاؤں اور ان کے اوتاروں کی پوجا کا تصور عام ہوا، اور متعدد فرقے وجود میں آئے۔ آج ہندو دھرم ایک وسیع تہذیبی اور روحانی نظام ہے جس میں مختلف عقائد، رسومات اور فلسفے شامل ہیں۔

ہندو دھرم کے فرقے

ہندو دھرم صدیوں پر محیط ایک قدیم مذہب ہے جس میں عقائد اور عبادات کی مختلف صورتیں پائی جاتی ہیں۔ وقت کے ساتھ اس کے اندر کئی ذیلی فرقے وجود میں آئے، مگر بنیادی طور پر ہندو دھرم تین بڑے فرقوں میں تقسیم ہے:

۱۔ شیو فرقہ (Shaivism شیو پنتھ) (शिव सम्प्रदाय)

۲۔ وشنو فرقہ (Vaishnavism وشنو پنتھ) (वैष्णव सम्प्रदाय)

شاکت فرقہ (Shaktism شکتی پنتھ) (शाक्त सम्प्रदाय)

سناتن دھرم کا تعارف

''سناتن''، سنسکرت لفظ ہے، جس کا مطلب ہے ازلی، قدیم، ہمیشہ رہنے والا، ابدی۔ ''دھرم'' کا مطلب ہے قانون، اصولِ زندگی، راستۂ حق، نیکی اور عدل کا نظام۔

لہٰذا ''سناتن دھرم'' کا مفہوم ہے: ''ازلی و ابدی مذہب'' وہ مذہب جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، یعنی ایسا ابدی راستہ جو انسان کو سچائی، نیکی اور روحانی پاکیزگی کی طرف لے جائے۔

سناتن دھرم کی تعریف

سناتن دھرم کی مختلف تعریف کی گئی ہیں جو درج ذیل ہیں:

ویدک تعریف

ترجمہ: ''سچائی اور نظام (دھرم) ازلی اصولوں کے ساتھ پیدا ہوئے؛ یہ وہ قانون ہے جو کائنات کے نظم کو قائم رکھتا ہے''۔(Rigveda 10/1901-2)

تعریف: ویدک دور میں سناتن دھرم سے مراد وہ ازلی سچائی اور قدرتی قانون تھا جو کائنات اور انسان کی زندگی کو توازن اور عدل پر قائم رکھتا ہے۔

منواسمرتی کی تعریف

ترجمہ: ''وید، اسمرتی، اچھا چلن (سچّے لوگوں کا طریقہ) اور ضمیر کی آواز یہی دھرم کے چار ستون ہیں''۔(منوسمرتی، ادھیائے باب 2، شلوک 6)

تعریف: منو کے مطابق سناتن دھرم وہ مذہب ہے جس کی بنیاد ویدوں، سچّے لوگوں کے اعمال اور الٰہی ضمیر پر ہو۔ یہ ازلی اور ناقابلِ تغیر اصول ہے جو ہر زمانے میں سچائی پر قائم رہتا ہے۔

بھگوت گیتا کی تعریف

ترجمہ: ''جب جب دھرم کمزور ہوتا ہے اور ادھرم (بدی) بڑھتی ہے، تب تب میں (پرماتما) دھرم کے قیام کے لیے جنم لیتا ہوں''۔(بھگوت گیتا، ادھیائے 4 شلوک 7-8)

تعریف: کرشن جی کے مطابق سناتن دھرم ابدی سچائی اور نیکی کا راستہ ہے، جو ہر زمانے میں دوبارہ زندہ کیا جاتا ہے تاکہ عدل، نیکی اور روحانی توازن قائم رہے۔

آدی شنکراچاریہ کی تعریف

ترجمہ: ''سناتن دھرم صرف رسومات کا مجموعہ نہیں، بلکہ وہ ابدی علمِ روحانی (آتم وِدیا) ہے جو برہمن (حقیقتِ مطلقہ) کی پہچان کراتا ہے''۔
(بھاشیہ برہما سوتر، ادھیائے 1)

تعریف: شنکراچاریہ کے نزدیک سناتن دھرم کوئی ظاہری مذہب نہیں بلکہ روحانی معرفت (روح کی پہچان) ہے وہ سچائی جو ازل سے ہے اور ابد تک رہے گی۔

سوامی دیانند سرسوتی کی تعریف

ترجمہ: ''سناتن دھرم وہ ہے جو ویدوں میں بیان ہوا ہے، اور جو ازل سے ابد تک سچائی پر قائم ہے''۔ (ستیارتھ پرکاش، چیپٹر-4)

تعریف: دیانند سرسوتی کے نزدیک سناتن دھرم کا مطلب ہے ویدک سچائی یعنی ایسا مذہب جو خدا کی ازلی وحی (وید) پر مبنی ہو اور جس میں بت پرستی یا بدعت کی گنجائش نہ ہو۔

سوامی وویکانند کی تعریف

ترجمہ: ''سناتن دھرم وہ ابدی مذہب ہے جو تمام راستوں کو ایک ہی سچائی تک پہنچانے والا مانتا ہے''۔

(Complete Works of Swami Vivekananda, Vol.3, P. 188)

تعریف: وویکانند کے مطابق سناتن دھرم آفاقی مذہب (Universal Religion) ہے، جو تمام مذاہب میں پائی جانے والی سچائیوں کو تسلیم کرتا ہے اور انسانیت کی روحانی وحدت پر زور دیتا ہے۔

مہاتما گاندھی کی تعریف

ترجمہ: ''سناتن دھرم سچائی، عدمِ تشدد، محبت اور تمام مذاہب کے احترام کی تعلیم دیتا ہے''۔ *(Young India -1927)*

تعریف: گاندھی جی کے مطابق سناتن دھرم ایک اخلاقی و روحانی طرزِ حیات ہے، جو انسان کو امن، سچائی اور رواداری کی راہ دکھاتا ہے۔

ڈاکٹر رادھا کرشنن کی تعریف

ترجمہ: ''سناتن دھرم کوئی محدود مذہب نہیں بلکہ ایک ابدی روحانی تجربہ ہے جو انسان کو خدا سے جوڑتا ہے''۔(Indian Philosophy, Volume I, P. 30)

تعریف: رادھا کرشنن کے مطابق سناتن دھرم محض رسموں کا مجموعہ نہیں، بلکہ وہ روحانی سچائی ہے جو ہر انسان کو پرماتما سے جوڑنے کا ذریعہ ہے۔

سناتن دھرم کا تاریخی پس منظر

سناتن دھرم وہ نام ہے جو ہندو مذہب کے پیروکاروں نے اپنے مذہب کے لیے خود اختیار کیا۔لفظ ''ہندو'' دراصل ایران اور عرب کے لوگوں نے سندھ دریا کے مشرق میں رہنے والوں کے لیے استعمال کیا۔اس سے پہلے ویدک مذہب کو ہی ''سناتن دھرم'' کہا جاتا تھا۔ویدوں (Atharva, Yajur, Sama,Rig) کو سناتن دھرم کی الہامی کتابیں سمجھا جاتا ہے۔ویدک دور (1500 ق م تا 600 ق م) میں یہ مذہب عبادتِ خدا، قربانی (یگیہ)، اور اخلاقی اصولوں پر مبنی تھا۔بعد کے زمانے میں اس میں مورتی پوجا، اوتار واد، اور رسومات شامل ہوگئیں۔

سناتن دھرم، جسے آج عام طور پر ہندو دھرم کہا جاتا ہے، دنیا کا قدیم مذہب مانا جاتا ہے۔اس کا آغاز ویدک دور (تقریباً 1500 قبلِ مسیح تا 600 قبلِ مسیح) میں ہوا، جب آریہ قوم برصغیر میں داخل ہوئی اور انہوں نے ویدوں کے ذریعے مذہبی و اخلاقی تعلیمات کو منظم کیا۔اس دور میں وید (رگ وید، سام وید، یجر وید، اتھرو وید) الہامی اور بنیادی مذہبی کتابیں سمجھی جاتی تھیں۔ویدک زمانے میں سناتن دھرم کا مرکز ایک خدا کی عبادت، قربانی (یگیہ)اور سچائی و اخلاق پر تھا۔اُس وقت بت پرستی، اوتار واد، یا مورتی پوجا کا وجود نہیں تھا۔

وقت گزرنے کے ساتھ، برہمنوں کے اثر و رسوخ اور سماجی رسومات کے بڑھنے سے سناتن دھرم میں مختلف تبدیلیاں آئیں۔مورتی پوجا، اوتار واد، کرم کانڈ، ورن آشرم

(ذات پات کا نظام) اور متعدد دیوتاؤں کی پرستش رائج ہوئی۔ یہی دور پُرانک دھرم کہلایا۔ بعد میں بدھ مت اور جین مت کی اصلاحی تحریکوں نے اس نظام کی مخالفت کی، جس کے نتیجے میں ہندو سماج میں فکری بیداری آئی۔

قرونِ وسطیٰ میں بھگتی تحریک (رامانند، کبیر، میرا بائی، چیتنیہ مہا پربھو وغیرہ) نے سناتن دھرم کو دوبارہ روحانیت، محبت اور توحید کی طرف متوجہ کیا۔ انیسویں صدی میں سوامی دیانند سرسوتی (آریہ سماج) اور سوامی وویکانند جیسے مصلحین نے ویدک اصولوں کی روشنی میں سناتن دھرم کو ''سائنسی، اخلاقی اور عالمی مذہب'' کے طور پر پیش کیا۔

یوں سناتن دھرم ہزاروں برسوں میں مختلف ادوار سے گزرتا ہوا ویدک دھرم پُرانک دھرم بھگتی دھرم جدید ہندوازم کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ اس کی بنیاد آج بھی ویدوں کی الہامی تعلیمات، کرم (عمل)، آواگون (پُنر جنم)، موکش (نجات) اور دھرم (فرض و عدل) پر قائم ہے۔

سناتن دھرم کا نظریاتی مفہوم

سناتن دھرم کسی ایک بانی یا نبی سے منسوب نہیں۔ یہ زندگی کا راستہ (Way of Life) ہے، جو مذہب، اخلاق، قانون، عبادت، اور فلسفہ سب کو شامل کرتا ہے۔ اس کا مقصد موکش (نجات) حاصل کرنا ہے، یعنی روح کو دوبارہ جنم کے چکر سے آزاد کرنا۔ اس کی بنیاد کرم (عمل) اور دھرم (فرض) پر ہے۔

موجودہ دور میں سناتن دھرم کا سیاسی مفہوم

آج کے بھارت (ہندوستان) میں ''سناتن دھرم'' صرف ایک مذہبی یا روحانی اصطلاح نہیں رہی بلکہ اس نے سیاسی و سماجی مفہوم بھی اختیار کر لیا ہے۔ ابتدا میں یہ لفظ محض ہندو مذہب کے قدیم اور ابدی اصولوں کی نمائندگی کرتا تھا، لیکن آزادی کے بعد سے خاص

طور پر بیسویں صدی کے آخری عشروں میں اس کا استعمال سیاسی شناخت (Political Identity) کے طور پر بڑھا ہے۔

سیاسی پس منظر

انیسویں صدی میں ہندونشاۃِ ثانیہ(Hindu Renaissance) کی تحریکوں جیسے آریہ سماج، رام کرشن مشن اور بعد میں ہندومہاسبھا نے سناتن دھرم کوایک قوم پرستانہ مذہبی تصور کے طور پر پیش کیا۔ ان تحریکوں کا مقصد ہندوسماج کو دوبارہ متحد کرنا اور مسلم وعیسائی اثرات کے مقابلے میں ایک مضبوط مذہبی وثقافتی شناخت قائم کرنا تھا۔

آزادی کے بعد، بھارتی جمہوریت نے سیکولرآئین کواختیار کیا، مگر 1980 کے بعد سے ہندوتوا(Hindutva) یا ہندوقوم پرستی کی تحریک نے''سناتن دھرم'' کے نام کو سیاسی نعروں اور پارٹی پالیسیوں میں شامل کیا۔

بھارتی جنتا پارٹی(BJP)، راشٹریہ سویم سیوک سنگھ(RSS) اور دیگر ہندو تنظیمیں سناتن دھرم کو ہندوستانی تہذیب، اخلاقی اقدار اور ثقافتی ورثے کی علامت کے طور پر پیش کرتی ہیں۔

موجودہ مفہوم

۱۔ سیاسی طور پر''سناتن دھرم'' کوایک قوم پرست نظریہ(Nationalist Ideology) کے طور پر استعمال کیا جارہا ہے، جو''ہندوراشٹر''(Hindu Nation) کے تصور سے جڑا ہے۔
۲۔ ثقافتی طور پراسے بھارتی سنسکرتی(Indian Civilization) اور ویدک روایت کی بقا کی علامت سمجھا جاتا ہے۔
۳۔ مخالف نقطۂ نظر سے بعض دانشوروں اور سیکولرطبقات کا کہنا ہے کہ''سناتن دھرم'' کا سیاسی استعمال دراصل ہندوستان کے کثیرالمذہبی کردار کومحدود کرنے کی کوشش ہے، کیونکہ یہ

تصور غیر ہندو برادریوں کو ثقافتی طور پر ''دوسرا'' (Other) بنا دیتا ہے۔

خلاصہ

موجودہ ہندوستان میں سناتن دھرم کا مطلب صرف مذہبی یا روحانی نہیں رہا بلکہ یہ ایک سیاسی، ثقافتی اور قومی شناخت کا مظہر بن گیا ہے۔ ایک طرف یہ لفظ ''بھارتی تہذیب اور قدیم اقدار'' کی علامت کے طور پر پیش کیا جاتا ہے، جبکہ دوسری طرف اس کا سیاسی استعمال ہندو قوم پرستی اور سیکولرازم کے درمیان کشمکش کی صورت اختیار کر چکا ہے۔

آج کے بھارت میں ''سناتن دھرم'' ایک ایسا مذہبی و سیاسی نظریہ ہے جو ہندو تہذیب کی برتری، قومی شناخت، اور سیاسی طاقت کے مرکز کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے، مگر اس کے ساتھ ہی یہ جمہوری و سیکولر نظام کے لیے فکری بحث اور اختلاف کا موضوع بھی بن چکا ہے۔

سناتن دھرم کی اہم شاخیں

سناتن دھرم کے اندر مختلف فرقے اور دھارائیں (Streams) ہیں، جو ایک ہی بنیاد پر مختلف دیوتاؤں کی پوجا کرتے ہیں۔

۱۔ وِشنومت (Vaishnavism) وِشنو، رام، کرشن کی پوجا۔

۲۔ شیومت (Shaivism) شیو اور پاروتی کی پوجا۔

۳۔ شاکت مت (Shaktism) دیوی (درگا، کالی، لکشمی) کی پوجا۔

۴۔ اسمارت مت (Smartism) پانچ دیوتاؤں (شیو، وِشنو، گنیش، دیوی، سورج) کی اجتماعی پوجا۔

ان سب کو مجموعی طور پر سناتن دھرم کے مختلف روپ کہا جاتا ہے۔

سناتن دھرم کے بنیادی عقائد

۱۔ ایک ابدی خدا (پرمیشور) کا وجود جو سب میں موجود ہے۔

۲۔کرم (عمل) ہر عمل کا نتیجہ ضرور ملتا ہے۔
۳۔آوا گون (پُنر جنم) روح بار بار جنم لیتی ہے۔
۴۔موکش (نجات) نیک کرموں سے جنم کے چکر سے نجات۔
۵۔دھرم (فرض) ہر فرد کا اخلاقی وسماجی فریضہ۔
۶۔ویدوں پر ایمان وید خدا کی ازلی تعلیم ہیں۔

❁❁❁

شیوفرقہ (Shaivism) کا تعارف

شیوفرقہ ہندو دھرم کے قدیم ترین اور بڑے فرقوں میں سے ایک ہے۔اس فرقے کے ماننے والے بھگوان شیو (مہادیو) کو پر ماتما (سب سے اعلیٰ اور ازلی ہستی) مانتے ہیں۔ان کے نزدیک شیو ہی کائنات کے خالق، محافظ، اور ناش کرنے والے ہیں۔شیو کو ''مہیشور، ردر، نتراج، بھولے ناتھ'' وغیرہ کے ناموں سے پکارا جاتا ہے۔یہ فرقہ خاص طور پر جنوبی ہند (تمیل ناڈو، کرناٹک، آندھرا) اور ہمالیہ کے علاقوں میں زیادہ رائج ہے۔شیو کو مہادیو (بڑا دیوتا)، ناتراج (رقص کے دیوتا) اور بھولے ناتھ کے القاب سے پکارا جاتا ہے۔

شیوفرقہ کے عقائد

مرکزی عقیدہ: شیو ہی پرمیشور (سب سے اعلیٰ ہستی) ہیں۔وہ کائنات کے تین اہم اصولوں کے مالک ہیں جیسے: ا۔سرِشٹی (सृष्टि)--تخلیق ۳۔ستھیتی (स्थिति)--بقا ۳۔سنہار (संहार)--فنا/خاتمہ

सृष्टिस्थितिलयानां कर्ता शि वः परिकीर्तितः।

ترجمہ: تخلیق، بقا اور فنا ان تینوں کا کرنے والا شیو ہی کہلاتا ہے۔(شیو پران، وایدھک کھنڈ 16.1)

ا۔شیو ہی پر ماتما ہیں: تمام دیوتا، برہما اور وشنو بھی شیو سے پیدا ہوئے ہیں۔

शिवात् ब्रह्मा समुत्पन्नः, शिवाद् विष्णुरजायत।

ترجمہ: شیو ہی سے برہما پیدا ہوا، اور شیو ہی سے وشنو ظہور میں آئے۔

(لنگ پُران 1.17.6-8)

۲۔شیو لنگ کی پوجا: شیو کی عبادت عموماً ''لِنگ'' (Lingam) کی شکل میں کی جاتی ہے، جو

تخلیقی طاقت، ازلیت اور لامحدود حقیقت کی علامت ہے، نہ کہ محض جسمانی علامت۔

लिङ्गं शिवस्य चिन्हं स्यात् ब्रह्माण्डस्य च कारणम्।

ترجمہ: لِنگ شیو کی علامت ہے اور کائنات کے سبب کی نشانی ہے۔

(لنگ پُران 1.8.11)

۳۔ اردھ نارِیشور کا عقیدہ: شیو کو اردھ نارِیشور (نصف مرد، نصف عورت) مانا جاتا ہے، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نر (پورُش) اور مادہ (پراکرتی) دونوں اصول شیو میں متحد ہیں۔

अर्धनारीश्वरः शिवः प्रकृतिपुरुषात्मकः।

ترجمہ: شیو اردھ نارِیشور ہیں، جن میں نر اور مادہ دونوں اصول یکجا ہیں۔

(شیو پران، رودر سَمہِتا 5.9)

۴۔ تپسیا اور یوگ: شیو کو یوگی راج کہا جاتا ہے، اس لیے ان کے بھکت (ماننے والے) یوگ، مراقبہ، ریاضت اور ترکِ دنیا پر زور دیتے ہیں۔ یعنی شیو کے ماننے والے یوگ، دھیان، تپسیا، سنیاس اور ترکِ دنیا پر زور دیتے ہیں۔

योगिनां पतिरित्युक्तः शिवो लोकमहेश्वरः।

ترجمہ: شیو کو تمام یوگیوں کا سردار اور دنیا کا عظیم ایشور کہا گیا ہے۔

(مہابھارت، شانتی پرب 349.65)

۵۔ کرم اور موکش کا نظریہ: شیو فرقہ کے مطابق انسان کرم (اعمال)، گیان (علم) اور بھکتی (عقیدت) کے ذریعے موکش (نجات) حاصل کر سکتا ہے، اور شیو کی کرپا سے بندھن ٹوٹ جاتے ہیں۔

चैतन्यमात्मा।

ترجمہ: چیتنا (الٰہی شعور) ہی آتما ہے۔ (شیو سُوتر 1.1)

اہم مذہبی علامتیں (Religious Symbols)

شِو لِنگم (शिवलिंग)

شِولِنگم شیو کی پوجا کی سب سے معروف علامت ہے۔ یہ تخلیق (Creation)، الوہیت کی ازلیت (Eternity) اور الٰہی توانائی (Cosmic Energy) کی علامت سمجھا جاتا ہے، نہ کہ محض جسمانی یا جنسی نشان۔

लिङ्गं शिवस्य चिन्हं स्यात् ब्रह्माण्डस्य च कारणम्।

ترجمہ: لِنگ شیو کی علامت ہے اور کائنات کے سبب (اصل وجہ) کی نشانی ہے۔ (لِنگ پران 1.8.11)

شیو لِنگ کو "अनादि अनन्त" (بے آغاز و بے انتہا) کہا گیا ہے۔

(شیو پران، وایدھک کھنڈ 1.7)

تریشول (त्रिशूल)

تریشول شیو کا مشہور ہتھیار ہے، جو کائنات کے تین بنیادی اصولوں کی علامت ہے:

۱۔ سرِشٹی (सृष्टि)--تخلیق

۳۔ ستھیتی (स्थिति)--بقا

۳۔ سنہار (संहार)--فنا/خاتمہ

سنگھار (संहार-فنا)

کچھ روایات میں یہ ستو، رَجَس، تَمَس (تین گُن) کی علامت بھی ہے۔

त्रिशूलधारी महादेवः सृष्टिस्थितिलयकारकः।

ترجمہ: تریشول تھامنے والا مہادیو ہی تخلیق، بقا اور فنا کا کرنے والا ہے۔

(شیو پران، رودر سَمہتا 2.23)

ناگ (नाग)

شیو کے گلے میں لپٹا ہوا سانپ ناگ کہلاتا ہے۔ یہ موت پر اختیار، حیات وفنا کی گردش، خوف سے آزادی اور کُنڈلنی شکتی (روحانی طاقت) کی علامت ہے۔

नागभूषणधारी शिवः कालमृत्युविनाशकः।

ترجمہ: سانپ کو زیور کی طرح دھارن کرنے والا شیو، وقت اور موت پر قابو رکھنے والا ہے۔ (شیو پران، وایدھک کھنڈ 2.12)

گنگا (गंगा)

ہندو روایت کے مطابق دریائے گنگا آسمان سے اتری اور اس کی شدید طاقت کو شیو نے اپنی جٹاؤں (بالوں) میں سمیٹ لیا، تاکہ زمین تباہ نہ ہو۔ گنگا یہاں پاکیزگی، کرپا اور روحانی تطہیر کی علامت ہے۔

जटाजूटसमुद्भूता गङ्गा शिवशिरोऽधिगा।

ترجمہ: گنگا شیو کی جٹاؤں سے نکل کر زمین پر آئی۔ (رامائن(، بال کانڈ 43.14-15)

اسی طرح گنگا کو ''وشنو کے قدموں سے نکلی اور شیو کی جٹا میں ٹھہری'' کہا گیا ہے۔ (بھگوت پران 5.17.1)

شیو فرقہ کی اہم مذہبی کتب

۱۔ شیو آگم (शिव आगम): شیو کی عبادت، یوگ اور روحانیت کے بنیادی اصولوں پر مشتمل مقدس صحیفے۔

۲۔ شیو پوران (शिव पुराण): شیو کی زندگی، اوتار، تعلیمات اور پوجا کے طریقوں کی تفصیل۔

۳۔ لِنگا پوران (लिङ्ग पुराण): شیو لِنگ کی اہمیت، عبادت اور اس سے متعلقہ فلسفے کی وضاحت۔

۴۔ وایتیا شور سنہِتا (वात्याश्वर संहिता): شیو پوجا، مندر کے اصول اور مذہبی رسومات کی رہنمائی۔

۵۔ رُدرا یامل تنتر (रुद्र यामल तंत्र): شیو اور پاروتی کے مکالموں پر مبنی روحانی و تانترک

تعلیمات۔

۶۔ وِگیان بھیرَو تنتر (विज्ञान भैरव तंत्र): مراقبہ اور آتما کی بیداری کے 112 طریقوں کی تعلیم۔

۷۔کامِک آگم (कामिक आगम): شیومندر، پوجا اور یگیہ کے تفصیلی ضابطے۔

۸۔متسیندر آگم (मत्स्येन्द्र आगम): یوگ اور تانترک روحانیت کے اصولوں پر مبنی متن، جس میں مراقبہ، سادھنا اور باطنی روحانی طاقتوں کے طریقے بیان کیے گئے ہیں۔

۹۔شیو گِتا (शिव गीता): بھگوت گیتا کی طرح شیو کی تعلیمات اور نجات کے راستے کی وضاحت۔

۱۰۔شیو سوتر (शिव सूत्र): کشمیر شیو ازم کی بنیادی فلسفیانہ تعلیمات پر مشتمل مختصر سنہری اقوال۔

اہم شیومندر

(۱) کاشی وشوناتھ (بنارس/ وارانسی)

(۲) کیدارناتھ (ہمالیہ)

(۳) سومناتھ (گجرات)

(۴) رمناتھ سوامی (تمل ناڈو)

(۵) امرناتھ (کشمیر)

یہ پانچ بڑے شیومندروں کو پانچ جوتِرلنگ (पंच ज्योतिर्लिंग) کہا جاتا ہے۔

پہچان اور ظاہری علامتیں

۱۔ترِی پُنڈ (त्रिपुण्ड्र) تین افقی لکیریں

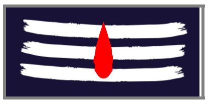

شیو بھکت ماتھے پر راکھ (بھسم) سے تین افقی لکیریں لگاتے ہیں، جو تین گُن (ستّو، رجس، تمس) اور فنا پذیری کی یاددہانی ہیں۔

भस्मना त्रिपुण्ड्रं धारयेत् शिवभक्तः।

ترجمہ: شیو بھکت راکھ سے تری پُنڈ لگاتا ہے۔(شیو پران، وایدھِک کھنڈ 2.16)

۲۔رُدرکش مالا(रुद्राक्ष माला)

شیو بھکت رُدرکش کی مالا پہنتے ہیں، جو شیو کی آنکھ (رُدر+اکش) سے منسوب اور بھکتی کی علامت ہے۔

रुद्राक्षधारणात् पापक्षयः।

ترجمہ: رُدرکش پہننے سے گناہوں کا زوال ہوتا ہے۔(شیو پران، وایدھِک کھنڈ 2.25)

۳۔جٹادھاری اور بھسم لگانا

شیو کو یوگی راج مانتے ہوئے، بھکت اکثر جٹائیں رکھتے اور جسم پر بھسم لگاتے ہیں یہ ترکِ دنیا اور موت کی یاد کی علامت ہے۔

''जटाधरः शिवः......''''شیو جٹادھاری ہیں''۔(شیو پران، رودر سَمہِتا 1.22)

۴۔منتر: ''اوم نمہ شوایہ'' ॐ नमः शिवाय

ترجمہ: شیو کو میں نمن کرتا ہوں (یعنی سجدہ ریز ہوتا ہوں)۔(تَیتریہ آرانیک 10.24)

عبادت میں شیو بھکت پنچاکشری منتر''ॐ नमः शिवाय'' بار بار دہراتے ہیں، جو شیو سے سرنڈر اور پاکیزگی کی دعا ہے، اور ہندو عقیدے کے مطابق اس منتر کے جاپ سے ذہنی سکون، روحانی طاقت اور باطنی طہارت حاصل ہوتی ہے۔

اہم تہوار

شیو فرقے کے اہم تہواروں میں مہا شیوراتری سب سے بڑا اور مقدس تہوار ہے، جو فالگُن مہینے کی چودھویں رات کو منایا جاتا ہے، اس رات بھگوان شیو کی پاروتی سے

شادی ہوئی تھی۔اس دن شیو لِنگ پر دودھ، بیل پتّے اور گنگا جل چڑھایا جاتا ہے۔ساون مہینہ (جولائی-اگست) بھی شیو کی عبادت کے لیے خاص سمجھا جاتا ہے، جس میں ہر پیر کو روزہ رکھ کر پوجا کی جاتی ہے۔اس کے علاوہ پردوش ورت (ہر پندرھویں دن)، کارتک پُورنما، نندی جینتی، گنگا دستکاور ہرِ تالیکا تیج جیسے تہوار بھی شیو بھکت عقیدت سے مناتے ہیں۔ ان تہواروں میں شیو لِنگ کی پوجا، بھجن، منتر ''اوم نمہ شیوائے'' کا جپ، اور رات بھر جاگ کر عبادت کرنا عام روایت ہے۔

ا۔مہاشیوراتری

یہ شیو فرقہ کا سب سے بڑا اور مقدس تہوار ہے، جو فالگُن مہینے کی کرشن پکش کی چودھویں رات کو منایا جاتا ہے۔روایات کے مطابق اسی رات شیو اور پاروتی کا بیاہ ہوا اور بعض متون کے مطابق شیو نے لِنگ روپ میں ظہور فرمایا۔

फाल्गुनकृष्णचतुर्दश्यां शि वरात्रिः प्रकीर्तिता।

ترجمہ: فالگُن کی چودھویں رات شیوراتری کہلاتی ہے۔(شیو پران، وایدھک کھنڈ 2.24)

اس دن شیو لِنگ پر دودھ، گنگا جل، بیل پتّے چڑھائے جاتے ہیں اور رات بھر جاگ کر پوجا کی جاتی ہے۔

۲۔ساون (شراون) مہینہ

شراون مہینہ (جولائی-اگست) شیو کی عبادت کے لیے خاص سمجھا جاتا ہے۔ہر پیر (سوموار) کو روزہ اور شیو لِنگ کی پوجا کی جاتی ہے۔

श्रावणे मासि सोमव्रतं शि वप्रियं स्मृतम्।

ترجمہ: شراون میں سوموار کا ورت شیو کو بہت پسند ہے۔(اسکند پران، کاشی کھنڈ 23.5)

۳ پردوش ورت (प्रदोष व्रत)

یہ ورت ہر قمری مہینے کی تیرھویں تاریخ (تیرس) کو شام کے وقت رکھا جاتا ہے اور

شیو کی خاص پوجا کی جاتی ہے۔

प्रदोषव्रतपूजया शि वः शीघ्रं प्रसीदति।

ترجمہ: پردوش ورت کی پوجا سے شیو جلد راضی ہوتے ہیں۔(شیو پران، رودر سَمہِتا 2.30)

۴۔کارتک پُورنِما

کارتک مہینے کی پورنیما شیو بھکتوں کے لیے مقدس دن ہے، اس دن گنگا اسنان اور شیو پوجا کی جاتی ہے۔کارتک پورنیما کو شیو پوجا کا خاص پھل بتایا گیا ہے۔

(اسکند پران، وشنو کھنڈ 6.12)

۵۔نندی جینتی

یہ تہوار نندی (شیو کے واہن) کی پیدائش کی خوشی میں منایا جاتا ہے۔

''نندی کو شیو کا اعظم گن اور بھکت کہا گیا ہے''۔(شیو پران، شتر ُدر سَمہِتا 3.18)

٦۔گنگا دَشہرا

یہ دن دریائے گنگا کے زمین پر اوترن کی یاد میں منایا جاتا ہے، جسے شیو نے اپنی جٹا میں سمیٹا۔(رامائن، بال کانڈ 15-43.14)

जटाजूटसमुद्भूता गङ्गा शिवशिरोऽधिगा।

ترجمہ: گنگا شیو کی جٹاؤں کے گچھے سے نکل کر بہی اور شیو کے سر پر ٹھہری (زمین پر اتری)۔

اہم رسوم و عبادات

● شیو راتری: سب سے بڑا تہوار، جس میں شیو کی ساری رات پوجا کی جاتی ہے۔شیو لنگ پر دودھ، پانی، بیل پتہ، گلاب، سندل، اور بھنگ چڑھانا۔

● پانچ وقت ''اوم نمہ شوایہ'' کا جاپ کیا جاتا ہے اور سوموار (پیر) کو شیو کے لیے

خاص دن مانا جاتا ہے۔

● کاشی، امرناتھ، کیدارناتھ وغیرہ کی یاترا کومقدس سمجھا جاتا ہے۔

ذیلی فرقے (Sub-sects)

شیوفرقہ کے کئی ذیلی فرقے بھی وجود میں آگئے ہیں جو درج ذیل ہیں:

ا۔ پاشوپت فرقہ:

پاشوپت فرقہ (पाशुपत सम्प्रदाय) ہندو مذہب کے قدیم ترین شیوفرقوں میں شمار ہوتا ہے۔اس فرقے کے بانی کے طور پر عموماً لکُلیش (लकुलीश) کو مانا جاتا ہے، جو تاریخی طور پر گجرات اور شمالی ہند میں فعال رہے۔''پاشوپت'' لفظ پشوپتی سے نکلا ہے، جو شیو کا لقب ہے اور جس کے معنیٰ ہیں ''تمام جانداروں کا مالک''۔ پاشوپت شیو کو اعلیٰ ترین حقیقت مانتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ کائنات، روح اور نجات سب کچھ شیو کی مرضی اور کرپا سے وابستہ ہے۔ان کے نزدیک شیو کبھی نرگن (بےصورت) اور کبھی ساگن (صفات وروپ کے ساتھ) ظاہر ہوتا ہے، اس لیے وہ شیو کی علامتی عبادت بھی کرتے ہیں اور اس کے مطلق وجود پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔

پاشوپت فرقے کی مذہبی زندگی میں ترکِ دنیا، تپسیا، یوگ اور سخت ضبطِ نفس کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ان کے مخصوص مذہبی اعمال میں راکھ (بھسم) لگانا، مندر یا شمشان کے آس پاس رہنا، اور سماجی بندھنوں سے حد درجہ دوری اختیار کرنا شامل رہا ہے، جس کا مقصد اہم (انا) کا خاتمہ اور روحانی آزادی (موکش) کا حصول تھا۔پاشوپت مت کے مطابق انسان جب اپنے نفس اور دنیاوی خواہشات پر قابو پالیتا ہے تو وہ شیو سے قربت حاصل کرلیتا ہے، اور یہی قربت نجات کی اصل راہ ہے۔اس طرح پاشوپت فرقہ شیو بھکتی کو صرف پوجا تک محدود نہیں رکھتا بلکہ اسے ایک سخت روحانی ریاضت اور عملی تزکیہ کا راستہ سمجھتا ہے۔

پاشوپت شیومت کا قدیم ترین فرقہ سمجھا جاتا ہے۔ یہ لوگ صرف شیو کی عبادت

کرتے ہیں۔شیو کو نرگن (بے صورت) اور ساگن (صورت کے ساتھ) دونوں مانتے ہیں۔شیو کو پشوپتی (تمام جانداروں کے آقا) کہا جاتا ہے۔

पाशुपतो महादेवः सर्वभूतपति स्मृतः।

ترجمہ: مہادیو شیو کو پاشوپت کہا گیا ہے، جو تمام مخلوقات کے مالک ہیں۔(مہابھارت،شانتی پرب 64-349-66)

۲۔لِنگایت فرقہ:

لِنگایت فرقہ (वीरशैव सम्प्रदाय/लिंगायत) ہندو مذہب کا ایک نمایاں شیومت فرقہ ہے، جو بنیادی طور پر بارہویں صدی میں کرناٹک کے علاقے میں ابھرا۔اس فرقے کے بانی کے طور پر عموماً بسَوَنّا (बसवन्ना) کو مانا جاتا ہے، جو ایک عظیم سماجی مصلح اور روحانی رہنما تھے۔ لِنگایت لفظ لِنگ سے نکلا ہے، جس سے مراد شیو کی علامت ہے؛ اس فرقے کے پیروکار شیو کو اعلیٰ ترین حقیقت مانتے ہیں اور شیو لِنگ کو اپنے ایمان کی مرکزی علامت سمجھتے ہیں۔ لِنگایت روایت کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ ہر پیروکار ذاتی لِنگ (ایشٹ لِنگ) اپنے ساتھ رکھتا ہے، جو خدا سے براہِ راست اور ذاتی تعلق کی علامت ہے، اور اس کی عبادت گھر اور مندر دونوں میں کی جاتی ہے۔

لِنگایت فرقہ نے سماجی سطح پر ذات پات، مورتی پوجا کی رسمی شکلوں، برہمن اجارہ داری اور پیچیدہ یگیہ رسومات کی سخت مخالفت کی۔ یہ لوگ بھکتی، اخلاقی پاکیزگی، محنت کی کمائی (کایکا) اور خدمتِ خلق (داسوہا) پر زور دیتے ہیں اور موکش کو شیو سے قربت اور باطنی یکجائی کے طور پر سمجھتے ہیں۔ لِنگایتوں میں سنیاسی اور گھریلو دونوں طرزِ حیات کو قبول کیا جاتا ہے، اور ان کی مذہبی تعلیمات وچن ساہتیہ (Vachana literature) میں محفوظ ہیں، جو سادہ زبان میں توحیدی مزاج، مساوات اور عملی دینداری کی تلقین کرتی ہیں۔اس طرح لِنگایت فرقہ شیو بھکتی کو ایک انفرادی، سماجی اور اخلاقی اصلاحی تحریک کی صورت میں

پیش کرتا ہے۔

یہ لوگ ''لِنگ'' کوشیو کی علامت مان کر پوجتے ہیں۔

تین طرح کے لِنگ مانے جاتے ہیں:

(١) بھاوَ لِنگ (دل میں تصور)

(٢) پران لِنگ (زندہ علامت)

(٣) اِیشٹ لِنگ (عبادت میں استعمال ہونے والا)

یہ لوگ گوشت، شراب وغیرہ سے پرہیز کرتے ہیں۔ ''اوم نمہ شوایہ'' ان کا مقدس منتر ہے۔اس فرقے کی بنیاد بسَو نا نے 12ویں صدی میں کرناٹک میں رکھی۔ یہ لوگ شیو لِنگ کوشیو کی براہِ راست علامت مان کر پوجتے ہیں۔تین اقسام کے لِنگ مانے جاتے ہیں:

(١) بھاو لِنگ۔دل میں شیو کا تصور

(٢) پران لِنگ۔زندہ روحانی علامت

(٣) اِیشٹ لِنگ۔ذاتی عبادت کا لِنگ

گوشت، شراب اور نشہ آور اشیاء سے پرہیز کرتے ہیں۔

ان کا بنیادی منتر: ॐ नमः शिवाय (بسَو پُران، ادھیائے 31)

٣۔دیرشیوَ نام فرقہ:

دیرشیو نام فرقہ(दीरशैव नामक संप्रदाय یہ वीरशैव روایت کی ایک شاخ ہے) شیومت کا ایک اصلاحی اور سخت گیر ذیلی فرقہ سمجھا جاتا ہے، جو بنیادی طور پر جنوبی ہند، خصوصاً کرناٹک میں رائج رہا ہے۔اس فرقے کا تعلق مجموعی طور پر ویرشیو/ لِنگایت روایت سے جوڑا جاتا ہے، مگر دیرشیو نام پیروکار اپنے طرزِ عبادت اور سماجی رویّوں میں زیادہ سادہ، بے ساختہ اور غیر رسم پرست کہلاتے ہیں۔ یہ لوگ شیو کو اعلیٰ ترین حقیقت مانتے ہیں اور شیو لِنگ کو اس کی علامت سمجھتے ہیں، تاہم رسمی پوجا پاٹ، یگیہ اور

برہمن رسوم کو ضروری نہیں سمجھتے۔

عقائد اور طرزِ عمل کے اعتبار سے دیر شیو نام فرقہ ذات پات کے نظام، تیرتھ یاترا، رسمی یگیہ اور ظاہری مذہبی دکھاوے کو رڈ کرتا ہے۔ان کے نزدیک نجات (موکش) کا راستہ باطنی بھکتی، اخلاقی زندگی، شیو نام کا جپ اور انا کے خاتمے سے ہو کر گزرتا ہے۔ایک نمایاں سماجی امتیاز یہ ہے کہ یہ لوگ میت کو جلانے کے بجائے دفناتے ہیں، کیونکہ ان کے نزدیک جسم کو خاک میں ملانا فطری اور سادگی کی علامت ہے۔اکثر پیروکار اپنے ساتھ چھوٹا شیو لِنگ رکھتے ہیں، جو شیو سے مسلسل باطنی تعلق کی نشانی سمجھا جاتا ہے۔اس طرح دیر شیو نام فرقہ شیو بھکتی کو ایک اندرونی، اصلاحی اور مساوات پر مبنی روحانی راستہ قرار دیتا ہے، نہ کہ محض ظاہری رسومات کا مجموعہ۔

اہم اعمال

یہ فرقہ خاص طور پر کرناٹک میں رائج ہے۔یہ میت کو دفناتے ہیں، جلاتے نہیں۔ یہ لوگ ذات پات، یگیہ (قربانی) اور تیرتھ یاترا کو نہیں مانتے۔ہر پیروکار ہمیشہ ایک چھوٹا شیو لِنگ (اِیشٹ لِنگ) اپنے ساتھ رکھتا ہے۔

(S.K. Sharma, Philosophy of Virashaivism, Page 44)

۴۔ناتھ فرقہ (नाथ सम्प्रदाय)

ہندو مذہب کا ایک قدیم شیومت سے وابستہ یوگی فرقہ ہے، جس کی جڑیں ہند کے مختلف حصوں میں پھیلی ہوئی ہیں۔اس فرقے کے بانیوں میں روایتی طور پر مچھندر ناتھ (متسیندر ناتھ) اور ان کے شاگرد گورکھ ناتھ کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔"ناتھ" کا مطلب ہے آقا یا مہا گرو، اور ناتھ یوگی شیو کو آدی گرو مانتے ہیں۔

یہ فرقہ بنیادی طور پر ہٹھ یوگ، تپسیا، پرانا یام، کنڈلنی جاگرتی اور باطنی ریاضت پر زور دیتا ہے۔ناتھ روایت میں شیو کو نرگن اور سا گن دونوں حیثیتوں میں مانا جاتا ہے، اور مقصد

یہ ہے کہ یوگ کے ذریعے جسم و ذہن کو پاک کر کے موکش (نجات) حاصل کی جائے۔

(R. G. Bhandarkar, Vaishnavism, Shaivism and Minor Religious , Delhi: Asian Educational Services, 1995); (Encyclopaedia Britannica - Nāth)

اہم اعمال

ناتھ فرقہ سماجی طور پر ذات پات، رسم پرستی اور ظاہری یگیہ کی سختی سے پابندی نہیں کرتا اور سادگی و ترکِ دنیا کو ترجیح دیتا ہے۔ ناتھ یوگی اکثر کانوں میں مُندرا (کُنڈل)، جسم پر بھسم، اور مخصوص یوگیانہ لباس اختیار کرتے ہیں۔ ان کی تعلیمات مختلف یوگی متون میں محفوظ ہیں، جن میں ہٹھ یوگ پردیپکا، گورکھ بانی اور سدھ سدھانتا پدھتی نمایاں ہیں۔ ناتھ فرقے نے نہ صرف ہندو یوگ روایت کو متاثر کیا بلکہ بعد کی سنت تحریکوں (جیسے کبیر اور دادو) پر بھی گہرا اثر ڈالا۔ اس طرح ناتھ فرقہ شیو بھکتی اور یوگ کو ایک عملی، باطنی اور اصلاحی روحانی راستہ کے طور پر پیش کرتا ہے۔

हठयोग प्रदीपिका: ہٹھ یوگ اور ناتھ یوگی روایت کی مشہور سنسکرت کتاب۔

Encyclopaedia of Religion ناتھ سمپر دایہ، یوگ اور ہندو روحانی روایات پر مستند معلومات۔

(G. W. Briggs, Gorakhnath and the Kanphata Yogis,Calcutta: YMCA Publishing House, 1938)

ناتھ فرقہ کے عقائد

(۱) ان کے یہاں شیو کو آدی گرو (پہلا استاد) مانا جاتا ہے۔
(۲) نجات (موکش) کا اصل راستہ یوگ اور سادھنا ہے، نہ کہ صرف رسمیں۔
(۳) ہٹھ یوگ، پرانایام اور دھیان پر خاص زور دیا جاتا ہے۔
(۴) جسم کو روحانی ترقی کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے، رکاوٹ نہیں۔
(۵) کنڈلنی شکتی کے جاگنے سے اعلیٰ شعور حاصل ہوتا ہے۔
(۶) شیو کو نرگن (بے صورت) اور ساگن (صفات کے ساتھ) دونوں مانتے ہیں۔
(۷) ذات پات اور ظاہری رسم پرستی کو نجات کے لیے ضروری نہیں سمجھتے۔

(۸) سادگی، ترکِ دنیا اور ضبطِ نفس کو روحانی زندگی کا حصہ مانتے ہیں۔
(۹) گرو۔ششیہ روایت کو لازم سمجھتے ہیں۔مقصد شیو سے قربت اور موکش (روحانی آزادی) کا حصول ہے۔

(G. W. Briggs, Gorakhnath and the Kanphata Yogis, Oxford University Press)

۵۔اوگھڑ فرقہ (औघड़ पंथ)

اوگھڑ فرقہ شیومت کی ایک قدیم اور انتہائی سخت گیر (ascetic) روایت ہے، جو بنیادی طور پر شیو کے اوگھڑ/بھیرَ وروپ سے منسوب کی جاتی ہے۔لفظ ''اوگھڑ'' کے معنیٰ ہیں بے خوف، بے قید اور سماجی بندھنوں سے آزاد۔اوگھڑ سادھو شیو کو کائنات کی واحد حقیقت مانتے ہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ کائنات میں کچھ بھی ناپاک یا نجس نہیں، بلکہ ہر چیز اسی ایک حقیقت کا مظہر ہے۔اس فرقے کی تاریخی جڑیں بنارس (کاشی)، ہمالیائی علاقوں اور شمالی ہند میں ملتی ہیں، اور روایتی طور پر اسے کاپالک اور شیو یوگی روایات کا تسلسل سمجھا جاتا ہے۔

اوگھڑ فرقہ کی روحانی زندگی میں ترکِ دنیا، شدید تپسیا اور ادویت (غیر دوئی) کو مرکزی مقام حاصل ہے۔اوگھڑ سادھو اکثر شمشان (جلانے کے میدان) میں رہتے ہیں، جسم پر بھسم (راکھ) لگاتے ہیں اور سماجی رسم و رواج، ذات پات اور پاک۔ناپاک کی تقسیم کو ردّ کرتے ہیں۔ان کا مقصد خوف، نفرت اور انا کو ختم کر کے ہر شے میں شیو کی موجودگی کا ادراک حاصل کرنا ہے، تاکہ انسان موکش (نجات) تک پہنچ سکے۔اس طرح اوگھڑ فرقہ شیو بھکتی کو محض عبادت نہیں بلکہ ایک انتہائی عملی، سخت اور باطنی روحانی ریاضت کے طور پر پیش کرتا ہے، جس میں انسان کو سماجی حدود سے اوپر اٹھ کر حقیقتِ واحد کا تجربہ کرنا سکھایا جاتا ہے۔

اوگھڑ فرقہ کے عقائد

۱۔شیو ہی واحد اور اعلیٰ ترین حقیقت ہیں۔
۲۔کائنات میں کوئی شے ناپاک یا نجس نہیں؛ سب کچھ شیو کا ہی مظہر ہے۔

٣۔ادویت (غیر دوئی) پر ایمان: خالق اور مخلوق میں حقیقی فرق نہیں۔
٤۔ترکِ دنیا اور شدید تپسیا روحانی ترقی کا راستہ ہے۔
٥۔شمشان (جلانے کی جگہ) میں رہنا خوف اور انا کو ختم کرنے کی ریاضت ہے۔
٦۔جسم پر بھسم (راکھ) لگانا فنا اور حقیقت کی یاددہانی ہے۔
٧۔ذات پات، سماجی اونچ نیچ اور رسم پرستی کی نفی کی جاتی ہے۔
٨۔خوف، کراہت اور نفرت پر قابو پا کر سچائی تک پہنچنا مقصد ہے۔
٩۔گرو۔ششیہ روایت کے ذریعے باطنی علم منتقل ہوتا ہے۔
١٠۔مقصد موکش (روحانی آزادی) اور شیو کے ساتھ یکتائی ہے۔

(Dr. Robert E. Svoboda, Aghora: At the Left Hand of God,Brotherhood of Life Publications)

٦۔ناگ پنتھی فرقہ (नाग पंथी संप्रदाय)

ناگ پنتھی فرقہ (नागा संन्यासी सम्प्रदाय / नागा पंथ) ہندو مذہب کی شیومت روایت سے وابستہ ایک سخت گیر سنیاسی فرقہ ہے، جو بنیادی طور پر شیو کو اعلیٰ ترین حقیقت مانتا ہے۔"ناگ" لفظ سنسکرت کے ناگ (سانپ) سے بھی منسوب کیا جاتا ہے اور اس کا مفہوم ننگا، بے خوف اور ترکِ دنیا بھی لیا جاتا ہے، کیونکہ ناگ سنیاسی اکثر کم یا بغیر لباس کے رہتے ہیں۔اس فرقے کی جڑیں قدیم شیو یوگی روایات میں ملتی ہیں اور تاریخی طور پر یہ فرقہ دھرم کی حفاظت، تپسیا اور ریاضت کے لیے جانا جاتا ہے۔ناگ پنتھی زیادہ تر اکھاڑوں (अखाड़े) میں منظم ہوتے ہیں اور کمبھ میلے میں ان کی شرکت نمایاں ہوتی ہے۔

ناگ پنتھی سنیاسی سخت تپسیا، یوگ، ضبطِ نفس اور ترکِ سماج کو روحانی زندگی کی بنیاد سمجھتے ہیں۔ان کی ظاہری علامتوں میں جسم پر بھسم (راکھ) لگانا، جٹا (بال)، ترشول یا لٹھ رکھنا شامل ہے۔ذات پات، خاندانی رشتے اور دنیاوی وابستگیاں ترک کر کے یہ لوگ شیو سے قربت اور موکش (نجات) کے حصول کی کوشش کرتے ہیں۔بعض تاریخی ادوار میں

ناگ سنیاسیوں نے مذہبی مقامات کے تحفظ اور سماجی نظم کے لیے عسکری کردار بھی ادا کیا۔ اس طرح ناگ پنتھی فرقہ شیو بھکتی کو ایک سخت، عملی اور منظم سنیاسی روایت کے طور پر پیش کرتا ہے، جہاں جسمانی مشقت اور روحانی ضبط دونوں کو یکساں اہمیت حاصل ہے۔

ناگ پنتھی فرقہ کے عقائد

(۱) شیو کو اعلیٰ ترین اور واحد پرمیشور مانا جاتا ہے۔
(۲) ترکِ دنیا (سنیاس) اور خاندانی رشتوں سے مکمل علیحدگی ضروری سمجھی جاتی ہے۔
(۳) تپسیا، یوگ اور ضبطِ نفس نجات کے بنیادی ذرائع ہیں۔
(۴) جسم پر بھسم (راکھ) لگانا فنا اور بے ثباتی کی علامت ہے۔
(۵) کم یا بغیر لباس کے رہنا دنیاوی لذتوں سے بے رغبتی کی علامت سمجھا جاتا ہے۔
(۶) ذات پات، سماجی مرتبہ اور دنیاوی شناخت ترک کر دی جاتی ہے۔
(۷) اکھاڑہ نظام کے تحت اجتماعی نظم اور گرو کی اطاعت لازم ہے۔
(۸) گرو۔ششیہ روایت کے ذریعے روحانی علم منتقل ہوتا ہے۔
(۹) موکش (نجات) کا مقصد شیو سے قربت اور یکتائی حاصل کرنا ہے۔
(۱۰) بعض ادوار میں دھرم اور تیرتھوں کے تحفظ کو بھی مذہبی فرض سمجھا گیا۔

(William Pinch, Warrior Ascetics and Indian Empires, Cambridge University Press)

❀❀❀

وِشنوفرقہ(वैष्णव सम्प्रदाय)کا تعارف

وِشنوفرقہ ہندو مذہب کے اہم اور بڑے فرقوں میں سے ایک ہے۔اس فرقہ کے ماننے والے وِشنو جی کو کائنات کا محافظ، پالنے والا اور نجات دہندہ (پرماتما) مانتے ہیں۔یہ فرقہ گُپت عہد (320ء تا 550ء) میں اپنے عروج پر پہنچا۔اسی زمانے میں اوتار واد (अवतारवाद) اور مورتی پوجا (بت پرستی) کا رواج عام ہوا۔وِشنو کو ماننے والے اسے پالن ہار سمجھتے ہیں جو برہما (خالق) اور شیو (فنا کرنے والا) کے ساتھ مل کر تری مورتی بناتا ہے۔

عقائد(Beliefs)

۱۔وِشنو ہی پرمیشور ہیں:

وِشنو کو کائنات کا محافظ (Preserver) اور سب سے اعلیٰ دیوتا مانا جاتا ہے جیسے:

विष्णुरेव जगत्सर्वं विष्णुः सर्वमिदं जगत्।

ترجمہ: یہ ساری کائنات وِشنو ہی ہے اور سب کچھ وِشنو میں قائم ہے۔

(وشنو پران 1.2.15)

۲۔اوتار واد:

وِشنو دھرم کی حفاظت کے لیے مختلف اوتار لیتا ہے، جیسے رام، کرشن، بدھ اور کلکی جیسے:

यदा यदा हि धर्मस्य ग्लानिर्भवति......

ترجمہ: جب جب دھرم کمزور ہوتا ہے، میں (ایشور) اوتار لیتا ہوں۔

(بھگودگیتا 8-4.7)

۳۔بھکتی (عقیدت):

نجات کا اصل راستہ وِشنو کی محبت اور خالص عبادت ہے، محض علم یا عمل کافی نہیں جیسے:

सा त्वस्मिन्परमप्रेमरूपा।

ترجمہ: بھکتی خدا سے اعلیٰ ترین محبت کا نام ہے۔(ناردا بھکتی سوتر 1)

۴۔موکش (نجات):

بھکتی اور نیک کرموں سے آتما جنم مرن کے چکر سے آزاد ہو کر وِشنو میں مل جاتی ہے جیسے:

मामुपेत्य पुनर्जन्म दुःखालयमशाश्वतम् नाप्नुवन्ति।

ترجمہ: مجھے پا لینے کے بعد دوبارہ جنم نہیں ہوتا۔(بھگود گیتا 8.15)

۵۔کرم اور پُنر جنم:

انسان اپنے اعمال کے مطابق اگلا جنم پاتا ہے جیسے:

यथाकर्म यथाश्रुतम्।

ترجمہ: انسان اپنے کرموں کے مطابق بنتا ہے۔(برہدارنیک اُپنشد 4.4.5)

۶۔تری مورتی عقیدہ:

برہما، وِشنو اور شیو تینوں اہم ہیں، مگر وِشنو کو اعلیٰ مانا جاتا ہے جیسے:

''وِشنو کو برہما اور شیو کا اصل سبب بتایا گیا ہے''۔(وشنو پران 1.2.23)

۷۔مورتی پوجا:

وِشنو، رام یا کرشن کی مورتیاں عبادت کے لیے ذریعہ (وسیلہ) مانی جاتی ہیں۔ مورتی پوجا کو بھکتی کا ذریعہ کہا گیا ہے۔(پادما پران، اُتر کھنڈ 72.25)

۸۔اہم منتر:

ان کا سب سے اہم منتر درج ذیل ہے:

ॐ नमो नारायणाय ۔وِشنو کی عبادت کا بنیادی منتر۔(نارائن اُپنشد 1)

۹۔اہم مقصد:

وِشنو کی رضا حاصل کرنا اور آتما کا وِشنو میں ویلیَن (اتحاد) یعنی بھکتی کے ذریعے

وِشنو میں لیَن ہونے کا ذکر۔(وشنو پران 6.7.61)

۱۰۔اہم عبادات:

وِشنو، رام اور کرشن کی پوجا، گیتا کا پاٹھ، بھجن اور کیرتن ہے جیسے:

स वै पुंसां परो धर्मो......

ترجمہ: سب سے اعلیٰ دھرم وہ ہے جس سے وِشنو کی بے لوث بھکتی پیدا ہو۔(بھگوت پران 1.2.6)

عقائد کا خلاصہ ایک نظر میں

۱۔وِشنو پرمیشور ہے:

وِشنو کو کائنات کا محافظ اور سب سے بڑا دیوتا مانا جاتا ہے۔

۲۔اوتار واد:

وِشنو مختلف جنم (اوتار) لے کر دھرم کی حفاظت کرتا ہے، جیسے رام، کرشن، بدھ، کلکی وغیرہ۔

۳۔بھکتی (عقیدت):

نجات کا راستہ وِشنو کی محبت اور عبادت میں ہے، نہ کہ صرف علم یا عمل میں۔

۴۔موکش (نجات):

بھکتی اور نیک کرموں سے روح دوبارہ جنم کے چکر سے آزاد ہو کر وِشنو میں مل جاتی ہے۔

۵۔کرم اور پُنر جنم:

ہر انسان اپنے اعمال کے مطابق اگلا جنم پاتا ہے۔

۶۔تری مورتی عقیدہ:

برہما (خالق)، وِشنو (محافظ) اور شیو (فنا کرنے والا) تینوں اہم ہستیاں، مگر

وِشنو سب سے اعلیٰ۔
۷۔مورتی پوجا: وِشنو، رام یا کرشن کی مورتیاں عبادت کے لیے وسیلہ مانی جاتی ہیں۔
۸۔اہم منتر: ''اوم نموں ناردائنائے'' وِشنو کی عبادت کا مقدس منتر۔
۹۔اہم مقصد: وِشنو کی رضا اور آتما کا وِشنو میں وِلَین (اتحاد) حاصل کرنا۔
۱۰۔اہم عبادت: وِشنو، رام اور کرشن کی مورتیوں کی پوجا، گیتا کا پاٹھ، بھجن اور کیرتن۔

وِشنو کے دس اوتار (दशावतार)

۱۔متسیہ اوتار (मत्स्य مچھلی)

یہ پہلا اوتار ہے، جس میں وِشنو نے مچھلی کی صورت اختیار کر کے پرلے (عظیم سیلاب) سے ویدوں اور منو کو بچایا۔ (وشنو پران 1.3.8)

۲۔کچھپ/کُورم اوتار (कूर्म کچھوا)

دیوتاؤں اور اسوروں کے سمندر منتھن کے وقت وِشنو نے کچھوے کا روپ لے کر مندَر پہاڑ کو سہارا دیا۔ (وشنو پران 1.3.9)

۳۔وراہ اوتار (वराह سور)

زمین (پرتھوی) کو پانی سے نکالنے کے لیے وشنو، سور کے روپ میں آئے۔ (وشنو پران 1.3.10)

۴۔وامن اوتار (वामन بونا)

وِشنو نے بونے برہمن کا روپ لے کر راجا بلی سے تین قدم زمین مانگی اور تین قدموں میں پوری کائنات ناپ لی۔ (وشنو پران 1.3.12)

۵۔پرشورام اوتار (परशुराम)

یہ اوتار کشترِیوں کے ظلم کے خاتمے کے لیے آیا۔ پرشورام کو کلہاڑی (پَرَشُ) والا رام کہا جاتا ہے۔ (وشنو پران 1.3.13)

۶۔رام اوتار(राम)

ایودھیا کے راجا رام،جنہوں نے راون کو مار کر دھرم کی بحالی کی۔(والمیکی رامائن)

۷۔بلرام اوتار(बलराम)

کرشن کے بڑے بھائی،جنہیں بعض روایتوں میں کنکھ/ہل سے منسوب کیا گیا۔(بھگوت پران10.2.6)

۸۔بدھ اوتار(बुद्ध)

وِشنو نے بدھ کا روپ لے کر لوگوں کو اہنسا اور غلط یگیوں سے روکا۔

(بھگوت پُران1.3.24)

ततः कलौ सम्प्रवृत्ते सम्मोहाय सुरद्विषाम्
बुद्धो नाम्ना अञ्जनसुतः कीकटेषु भविष्यति।

۹۔کرشن اوتار(कृष्ण)

کرشن کو پورن اوتار مانا جاتا ہے۔انہوں نے بھگود گیتا کے ذریعے دھرم اور کرم کی تعلیم دی۔(بھگوت پران10واں اسکندھ)

۱۰۔کلکی اوتار(कल्कि آنے والا اوتار)

یہ اوتار کلی یگ کے آخر میں آئے گا،بدی کا خاتمہ کرے گا اور نیا ست یگ قائم کرے گا۔(وشنو پران4.24.30-33)(بھگوت پران 12.2.18-20)

وِشنو فرقہ کی مذہبی علامتیں

۱۔تِلک(तिलक)

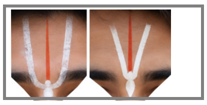

پیشانی پر U یا Y شکل کا تلک لگایا جاتا ہے،جو وِشنو کے چرنوں میں سرنڈر کی علامت ہے۔(پدم پران،اُتر کھنڈ،ادھیائے72)(تلک کو وشنو بھکتی کی پہچان بتایا گیا ہے)

۲۔شنکھ (शंख/ شنکھ)

شنکھ پاکیزگی، منگل اور پوجا کے آغاز کی علامت ہے۔(وشنو پران، ادھیائے 1، شلوک 9)(شنکھ کو وشنو کے چار الٰہی ہتھیاروں میں شمار کیا گیا ہے)

۳۔چکر (سُدرشن چکر)

سدرشن چکر عدل، طاقت اور ادھرم کے خاتمے کی علامت ہے۔(مہابھارت، سبھا پرب)(کرشن/وشنو کے چکر سے ادھرم کے وناش کا ذکر)

۴۔گدا (गदा)

گدا قوت، انصاف اور برائی کے مقابلے کی نشانی ہے۔)وشنو پران، ادھیائے 1)(وشنو کو گدادھاری بتایا گیا ہے)

۵۔پدم (کنول)

کنول پاکیزگی، حسن اور روحانی بیداری کی علامت ہے۔(بھگوت پران، اسکندھ 1)(وشنو کو کنول سے منسوب کیا گیا ہے)

۶۔تلسی (तुलसी)

تلسی مقدس پودا ہے، جو وشنو کو نہایت عزیز ہے اور بھکتی و برکت کی علامت ہے۔(پدم پران، اُترکھنڈ)(تلسی کو وشنو کی محبوب بھکتی کہا گیا ہے)

۷۔مورتی (मूर्ति)

وِشنو، کرشن یا رام کی مورتیاں عبادت کے لیے وسیلہ مانی جاتی ہیں۔(ناردا پنچراتر)(مورتی پوجا کو بھکتی کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے)

۸۔اُوم (ॐ)

اُوم کو الوہی طاقت اور عبادت کا بنیادی منتر مانا جاتا ہے۔(مانڈوکیا اُپنشد، منتر 1)(اُوم کو برہم کی علامت کہا گیا ہے)

۹۔گرُڑ (गरुड)

گرُڑ وِشنو کی سواری ہے، جو وفاداری، طاقت اور برائی پر فتح کی علامت ہے۔(وشنو پران، ادھیائے 1) (گرُڑ کو وشنو کا واہن بتایا گیا ہے)

۱۰۔رنگ (نیلا اور زعفرانی)

نیلا رنگ: وِشنو کی وسعت اور لامحدودیت کی علامت ہے۔

زعفرانی رنگ: تیاگ، پاکیزگی اور عقیدت کی نشانی ہے۔

(بھگوت پران، اسکندھ 10) (کرشن کے نیل رنگ اور بھکتوں کے زعفرانی وستر کا ذکر)

مذہبی کتب

وِشنو فرقہ کی مقدس کتب بنیادی طور پر وہ ہیں جو وِشنو، کرشن یا رام کی تعلیمات بیان کرتی ہیں:

۱۔وِشنو پران (विष्णु पुराण): اس میں وِشنو کی تخلیق، اوتار اور کرموں کی تفصیل ہے۔

۲۔بھگوت گیتا (भगवद्गीता): اس میں کرشن کی تعلیمات اور نجات کا فلسفہ ہے۔

۳۔بھگوت پران (भागवत पुराण): اس میں کرشن بھگتی پر مبنی سب سے مشہور کتاب ہے۔

۴۔مہابھارت (महाभारत): اس میں کرشن کے مرکزی کردار کا ذکر ہے۔

۵۔رامائن (रामायण): اس میں رام چندر جی کی زندگی اور ان کے دھرم پر مبنی تعلیمات ہیں۔

وِشنو فرقہ کے مشہور مندر

(۱) تیروپتی بالاجی مندر (آندھرا پردیش)

(۲) جگن ناتھ مندر (اڑیسہ)

(۳) بدری ناتھ مندر (اترا کھنڈ)

(۴) دوارکادھیش مندر (گجرات)

(۵) رانگناتھ سوامی مندر (تمل ناڈو)

رسم ورواج (Practices)

- روزانہ وِشنو یا کرشن کی مورتی کے سامنے پوجا اور بھجن گانا۔
- گیتا اور بھگوت پران کا پاٹھ۔
- ''جنما شٹمی'' (کرشن جنم دن) اور ''رام نوَمی'' بڑے تہوار۔
- مورتیوں پر پھول، تلسی کے پتے، اور دودھ چڑھانا۔
- بعض ویشنوی سادھو (سنیاسی) دنیاوی زندگی چھوڑ کر صرف بھکتی میں لگ جاتے ہیں۔

وشنو فرقے کے اہم تہوار

وِشنو فرقے کے اہم تہواروں میں جنما شٹمی سب سے مشہور ہے، جو بھگوان کرشن کے جنم دن کے طور پر منایا جاتا ہے۔ اس دن روزہ، بھجن، گیتا پاٹھ اور آدھی رات کو کرشن کی مورتی کی پوجا کی جاتی ہے۔ اسی طرح رام نوَمی بھگوان رام کے جنم دن کا تہوار ہے، جس میں رامائن کا پاٹھ اور جلوس نکالا جاتا ہے۔

جنما شٹمی (کرشن جنم دن)

جنما شٹمی وِشنو فرقہ کا ایک بڑا تہوار ہے، جو بھگوان کرشن کے جنم دن پر منایا جاتا ہے۔ اس دن روزہ، بھجن، کیرتن اور آدھی رات کو کرشن کی مورتی کی پوجا کی جاتی ہے، کیونکہ عقیدے کے مطابق کرشن کا جنم آدھی رات کو ہوا تھا۔ (بھگوان کرشن کے جنم کا مفصل بیان)۔ (شریمد بھاگوت پران، اسکندھ 10، ادھیائے 3)

رام نوَمی (رام جنم دن)

رام نوَمی بھگوان رام چندر جی کے جنم دن کی یاد میں منایا جاتا ہے۔ اس موقع پر رامائن کا پاٹھ، بھجن اور بعض مقامات پر جلوس نکالے جاتے ہیں۔

(بھگوان رام کے جنم کا بیان) (والمیکی رامائن، بال کانڈ)

دیوالی

دیوالی وِشنو بھکتوں کے لیے اس لیے اہم ہے کہ اسی دن بھگوان رام چندر جی راون پر فتح کے بعد ایودھیا واپس آئے۔ خوشی میں ایودھیا کے لوگوں نے دیے جلائے، جو بعد میں دیوالی کی روایت بن گئی۔ (والمیکی رامائن، یدھ کانڈ؛ پدم پران، اُتر کھنڈ)

ہولی

ہولی کا تعلق خاص طور پر بھگوان کرشن کی لیلاؤں اور برج کی خوشیوں سے جوڑا جاتا ہے۔ یہ تہوار خوشی، محبت اور بھکتی کی علامت سمجھا جاتا ہے۔
(شریمد بھاگوت پران، اسکندھ 10 (کرشن لیلا بیان)

وِنکٹیشورا برہموتسو (تیروپتی بالا جی)

یہ عظیم تہوار تیروپتی بالا جی (وِنکٹیشورا، وِشنو کا روپ) کے مندر میں سالانہ منایا جاتا ہے، جس میں جلوس، پوجا اور بھجن ہوتے ہیں۔ (اسکند پران، وینکٹیش مہاتمیہ)

نرسمہا جینتی

یہ تہوار وِشنو کے نرسمہا اوتار کی یاد میں منایا جاتا ہے، جب انہوں نے پرہلاد کی حفاظت اور ہرنیاکشیپو کا وِناش کیا۔ (وشنو پران 3.1، بھاگوت پران 7.8)

بدھ پورنیما

بدھ پورنیما کو بعض وِشنو بھکت بدھ اوتار سے منسوب کرتے ہیں، جسے وِشنو کا ایک اوتار مانا گیا ہے۔ (شریمد بھاگوت پران 1.3.24)

ذیلی فرقے (Sub-sects)

(۱) وارکاری فرقہ

وارکاری فرقہ مہاراشٹر میں ابھرنے والی ایک عوامی بھکتی تحریک ہے، جس کی بنیاد

سادگی، اخلاقی زندگی اور اجتماعی عبادت پر ہے۔اس فرقے کے پیروکار کرشن کو وِٹھل یا وِٹھوبا کے نام سے پوجتے ہیں، اور پنڈھر پور کو اپنا سب سے مقدس تیرتھ مانتے ہیں۔

وارکری فرقہ (वारकरी संप्रदाय) مہاراشٹر میں پیدا ہونے والی ہندو بھکتی تحریک ہے، جس کی بنیاد سادگی، اخلاقی زندگی اور خالص عقیدت پر ہے۔

اس فرقے کے پیروکار بھگوان کرشن کو وِٹھل یا وِٹھوبا کے نام سے پوجتے ہیں اور پنڈھر پور کو اپنا سب سے مقدس مرکز مانتے ہیں۔ وارکری روایت میں ذات پات، رسم پرستی اور ظاہری دکھاوے کے بجائے نام سمرن، بھجن، کیرتن اور خدمتِ خلق کو نجات کا راستہ سمجھا جاتا ہے۔اس فرقے کی نمایاں پہچان سالانہ واری یاترا ہے، جس میں بھکت پیدل چل کر پنڈھر پور پہنچتے ہیں۔وارکری دھرم کی فکری بنیاد بھگود گیتا اور شریمد بھاگوت پران پر ہے، اور اس تحریک نے عام لوگوں میں بھکتی، مساوات اور اخلاقی اصلاح کا پیغام عام کیا۔

بنیادی عقائد

۱۔وِٹھوبا = کرشن/ وشنو کا مقامی روپ سمجھا جاتا ہے۔
۲۔نجات کا راستہ: بھکتی، نام سمرن اور اخلاقی زندگی۔
۳۔ذات پات، رسم پرستی اور پیچیدہ یگیہ کی مخالفت کرتے ہیں۔
۴۔سالانہ واری یاترا (پیدل یاترا) ایک نمایاں عبادتی عمل ہے۔

مذہبی متون

- شریمد بھاگوت پران --بھکتی یوگ کی بنیاد ہے۔
- بھگود گیتا-- کرشن بھکتی اور کرم یوگ ہے۔

ذیلی شاخیں

۱۔چیتنیہ فرقہ - चैतन्य संप्रदाय

۲۔سوروپ فرقہ – स्वरूप संप्रदाय

۳۔آنند فرقہ – आनंद संप्रदाय

۴۔پرکاش فرقہ – प्रकाश संप्रदाय (شریمد بھاگوت پران1.2.6)

R.G. Bhandarkar, Vaishnavism, Shaivism and Minor Religious System, Page 140

(۲) رام داسی فرقہ

رام داسی فرقہ کی بنیاد سوامی رام داس (1608-1681) نے رکھی، جو مشہور مراٹھی حکمران شیوا جی مہاراج کے روحانی استاد تھے۔ یہ فرقہ رام بھکتی کے ساتھ ساتھ عملی اصلاح اور اخلاقی مضبوطی پر زور دیتا ہے۔

رام داسی فرقہ وِشنو بھکتی کی ایک اصلاحی روایت ہے جس کی بنیاد سوامی رام داس (1608-1681) نے مہاراشٹر میں رکھی۔ یہ فرقہ بھگوان رام چندر جی کو وِشنو کا اعلیٰ اوتار مان کر ان کی بھکتی کو نجات کا بنیادی راستہ سمجھتا ہے۔ رام داس جی نہ صرف ایک روحانی رہنما تھے بلکہ مراٹھا حکمران شیوا جی مہاراج کے استاد بھی رہے، اسی لیے اس فرقے میں روحانیت کے ساتھ اخلاقی مضبوطی، نظم و ضبط اور عملی زندگی پر بھی زور دیا جاتا ہے۔

رام داسی روایت میں بھگود گیتا کو مرکزی مذہبی متن مانا جاتا ہے، اور اس میں گھریلو بھکت (گرہست) اور سنیاسی دونوں شامل ہیں۔ بعض روایات میں رام داس جی کو ہنومان کا اوتار سمجھا جاتا ہے، جس کی وجہ سے اس فرقے میں رام بھکتی کے ساتھ ہنومان سے خاص عقیدت بھی پائی جاتی ہے۔

بنیادی عقائد

(۱) رام چندر جی کو وِشنو کا اعلیٰ اوتار ماننا۔

(۲) رام داس کو بعض روایتوں میں ہنومان کا اوتار سمجھا جاتا ہے۔

(۳) گیتا کو روحانی و اخلاقی رہنمائی کی کتاب ماننا۔

(۴) گھریلو بھکت (گرہست) اور سنیاسی دونوں کو قبول کرنا۔

اہم تصنیف

داس بودھ (दासबोध / Dasbodh) اخلاق، بھکتی اور سماجی ذمہ داریوں پر مبنی کتاب ہے۔ (S. Radhakrishnan, Indian Philosophy, Vol. 2, Page 45)

(۳) دتّا ترے فرقہ

یہ فرقہ دتّا ترے کو وِشنو کا اوتار مانتا ہے۔ دتّا ترے کو برہما، وِشنو اور شیو تینوں صفات کا حامل سمجھا جاتا ہے، اسی لیے اس فرقے کو مہانُبھا وَ پنتھ بھی کہا جاتا ہے۔

دتّا ترے فرقہ (दत्तात्रेय संप्रदाय) وِشنو بھکتی کی ایک قدیم اور منفرد روایت ہے، جس میں دتّا ترے کو وِشنو کا اوتار مانا جاتا ہے۔ دتّا ترے کو اکثر برہما، وِشنو اور شیو تینوں صفات کا جامع تصور کیا جاتا ہے، اسی لیے یہ فرقہ فکری طور پر ہمہ گیر اور اصلاحی مزاج رکھتا ہے۔ بعض علاقوں میں اس روایت کو مہانُبھا وَ پنتھ بھی کہا جاتا ہے۔ اس فرقے میں سادگی، ترکِ دنیا، اخلاقی پاکیزگی اور کرشن بھکتی پر خاص زور دیا جاتا ہے، اور رسمی رسومات یا برہمن اجارہ داری کو اہم نہیں سمجھا جاتا۔

دتّا ترے فرقے کی ایک نمایاں سماجی خصوصیت یہ ہے کہ یہاں میت کو جلانے کے بجائے دفنایا جاتا ہے، جو عام ہندو روایت سے مختلف ہے۔ مذہبی اعتبار سے بھگود گیتا کو اس فرقے کی مرکزی کتاب مانا جاتا ہے اور نجات (موکش) کو خدا سے باطنی قربت اور انا کے خاتمے کے طور پر سمجھا جاتا ہے۔ اس طرح دتّا ترے فرقہ وِشنو بھکتی کو ایک سادہ، غیر رسمی اور اخلاقی اصلاح پر مبنی روحانی راستہ کے طور پر پیش کرتا ہے۔

بنیادی عقائد

- دتّا ترے = وِشنو اوتار۔ ان کے یہاں خاص زور کرشن بھکتی پر ہے۔

● رسم پرستی، مورتی پوجا اور ذات پات کی نفی کی جاتی ہے۔
● سادگی اور ضبطِ نفس پر زور دیا جاتا ہے۔

مذہبی خصوصیات

● بھگود گیتا۔ان کی مرکزی مذہبی کتاب ہے۔
● ان کے یہاں میت کو دفنایا جاتا ہے (جلایا نہیں جاتا) جو ہندو سماج میں منفرد عمل ہے۔

(وِشنو پران 3.1 (اوتارواد)
(Encyclopaedia of Indian Religions, Mahanubhava Sect)
(R.G. Bhandarkar, Early History of the Deccan, Page 92)

❀❀❀

شاکت فرقہ (Shaktism) کا تعارف

شاکت فرقہ ہندو مذہب کا ایک بڑا اور قدیم فرقہ ہے، جس میں ماتر دیوی (شَکتی) کو کائنات کی اصل، اعلیٰ اور مطلق طاقت مانا جاتا ہے۔۔لفظ شاکت سنسکرت لفظ شَکتی سے نکلا ہے، جس کا مطلب ہے طاقت یا الٰہی توانائی۔ان کے نزدیک شیو، وِشنو اور برہما سب اپنی اپنی طاقت (شکتی) کے بغیر کچھ نہیں۔اسی لیے وہ شیو کی شکتی کو پاروتی/درگا/کالی/اُما، وِشنو کی شکتی کو لکشمی، اور برہما کی شکتی کو سرسوتی کے طور پر پوجتے ہیں۔شاکت عقیدے کے مطابق شیو، وِشنو اور برہما سب اپنی اپنی شکتی کے بغیر غیر فعال ہیں؛ اسی لیے شیو کی شکتی پاروتی / درگا/کالی/اُما، وِشنو کی شکتی لکشمی اور برہما کی شکتی سرسوتی کے طور پر پوجی جاتی ہے۔(دیوی مہاتمیہ (مارکنڈے پران) 57-1.55)، (دیوی بھاگوت پران 1.8)

عقائد (Beliefs)

۱۔شکتی ہی پرمیشوری ہے:

شاکتوں کے نزدیک شکتی ہی سب سے بڑی اور اعلیٰ ہستی ہے، اور تمام دیوتا اسی سے طاقت پاتے ہیں۔

सर्वशक्तिस्वरूपा देवी।

ترجمہ: دیوی تمام طاقتوں کا سرچشمہ ہے۔(دیوی مہاتمیہ 1.2)

۲۔شیو اور شکتی ایک ہیں:

شیو شکتی کے بغیر بے جان اور غیر فعال ہیں؛ دونوں کی یکتائی سے ہی کائنات کا نظام چلتا ہے۔

शिवः शक्त्या युक्तो यदि भवति शक्तः।

ترجمہ: شیو جب شکتی سے جُڑتا ہے تب ہی فعال ہوتا ہے۔(کولارنو تنتر 1.7)

۳۔ماتر دیوی کی پوجا(دیوی کے مختلف روپ):

या देवी सर्वभूतेषु मातृरूपेण संस्थिता।
नमस्तस्यै नमस्तस्यै नमस्तस्यै नमो नमः॥

ترجمہ: وہ دیوی جو تمام جانداروں میں ماں کے روپ میں موجود ہے، اس دیوی کو بار بار ہمارا نمسکار رہے۔(دیوی مہاتمیہ (مارکنڈے پران)5.18)

۴۔دیوی کے ناموں(جپ) کی فضیلت:

तस्याः नामसहस्रस्य पाठोऽस्ति विफलः क्वचित्।
सर्वपापप्रशमनं सर्वकामफलप्रदम्॥

ترجمہ: دیوی کے ہزار ناموں کا پاٹھ کبھی بے فائدہ نہیں جاتا، یہ تمام گناہوں کو مٹانے والا اور ہر خواہش کو پورا کرنے والا ہے۔(للتا سہسر نام، پھل شروتی)

108 دیویوں پر ایمان:

شاکت روایت میں دیوی کے 108 ناموں (یا روپوں) کے جپ کو باعثِ برکت، روحانی پاکیزگی اور گناہوں کے زوال کا ذریعہ مانا جاتا ہے۔ دیوی کے ناموں کے ذکر اور بھکتی کی فضیلت کا بیان مختلف متون میں ملتا ہے، جن میں دیوی سہسر نام (देवी सहस्रनाम) بھی مشہور ہے، جسے بعض روایات میں پدم پُران سے منسوب کیا جاتا ہے۔

۵۔بھکتی اور تانترک پوجا:

मन्त्रहीनं क्रियाहीनं भक्तिहीनं सुरेश्वरि।
यत्पूजितं मया देवि परिपूर्णं तदस्तु मे॥

ترجمہ: اے دیوی! اگر میری پوجا منتر، رسم یا بھکتی سے خالی ہو، تو بھی اے ایشوری! اسے مکمل مان لیجیے۔(دیوی اپرادھ کشما پرارتھنا(देव्यपराध क्षमापन स्तोत्र)

٦۔بھیرواورہنومان(دیوی کے محافظ):

कालभैरवः पालयति सर्वदा देवीसन्निधौ।

ترجمہ: کال بھیرو ہر وقت دیوی کے قرب میں رہ کر حفاظت کرتا ہے۔

(شیو پران، رودر سَمہِتا)

۷۔دیگر دیوتا بھی دیوی کے تحت:

त्वमेव विष्णुस्त्वमेव रुद्रस्त्वमेव ब्रह्मा।

त्वमेव सर्वं मम देवि देवि॥

ترجمہ: اے دیوی! تم ہی وشنو ہو، تم ہی رودر (شیو) ہو، تم ہی برہما ہو، اور تم ہی سب کچھ ہو۔(دیوی بھاگوت پُران، اسکندھ 1، ادھیائے 3)

۸۔موکش (نجات) دیوی کی بھکتی سے:

मुक्तिर्भवति भक्तानां देवीज्ञानप्रसादतः।

ترجمہ: ''دیوی کے گیان اور کرپا سے ہی بھکتوں کو موکش (نجات) حاصل ہوتی ہے''۔(دیوی گیتا (دیوی بھاگوت پران، اسکندھ 7)

اس طرح شاکت دھرم میں دیوی کی پوجا، نام جپ، بھکتی، تانترک اوپاسنا اور موکش۔سب کی بنیاد دیوی مہاتمیہ، دیوی بھاگوت پران، للِتا سہسر نام اور تانترک گرنتھوں پر ہے، جہاں شکتی کو مطلق حقیقت مانا گیا ہے:

خلاصہ:

۱۔شکتی ہی پرمیشوری (عظیم طاقت) ہے تمام دیوتاؤں سے بڑی۔

۲۔شیو شکتی ایک ہیں: شیو بغیر شکتی کے بے جان اور غیر فعال ہے۔

۳۔ماتر دیوی کی پوجا: درگا، پاروتی، لکشمی، سرسوتی، بھوانی، للیتا وغیرہ کے ناموں سے دیوی کی پرستش۔

۴۔108 دیویوں پر ایمان: ان کے ناموں کے سننے یا جپ کرنے سے گناہ مٹنے کا عقیدہ۔

۵۔بھگتی اور تانترک پوجا: عبادت میں منتر، یگیہ، اور بعض اوقات تانترک رسومات شامل۔
۶۔بھیرو اور ہنومان: ہنومان کو دیوی کا پیشکار، اور بھیرو کو حفاظت کرنے والا دیوتا مانتے ہیں۔
۷۔دیگر دیوتا: وِشنو، شیو، گنیش اور سورج کی بھی پوجا کی جاتی ہے۔
۸۔موکش کا عقیدہ: دیوی کی بھگتی اور خدمت سے نجات حاصل ہوتی ہے۔

مذہبی کتب

● دُرگا بھاگوت پران: سب سے اہم کتاب؛ 108 دیویوں کا ذکر اور ان کی پوجا کے اصول۔
● دیو بھاگوت پران: دیوی کی عظمت اور شکتی کے فلسفے پر مبنی۔
● دیوی مہاتمیا (چنڈی پاٹھ): درگا اور کالی کی پوجا کے طریقے۔
● لِلیتا سہستر نام: دیوی للیتا کے 1000 ناموں پر مشتمل مقدس منتر۔
● تنتر اشاستر: تانترک پوجا اور منتر ودیا پر مبنی صحیفے۔

مشہور عبادت گاہیں (مندر)

● کالی گھاٹ مندر (کلکتہ)
● کمکھیا دیوی مندر (آسام)
● درگا مندر (بنارس)
● امباجی مندر (گاندھی نگر، گجرات) شاکت فرقے کا ایک اہم مندر
● ویش نو دیوی (جموں)
● میناکشی مندر (مدورائی)

مذہبی ظاہری علامتیں (IdentitySymbols)

ا۔علامت: تری شُول (त्रिशूल) اور کمل کا پھول طاقت اور پاکیزگی کی نشانی۔
۲۔رنگ: لال رنگ دیوی کی توانائی اور شجاعت کی علامت۔

۳۔منتر:''اوم دُرگائے نمہ''(ॐ दुर्गायै नमः)یا''جے ماتا دی''(जय माता दी)۔

۴۔پہچان:ماتھے پر سرخ تلک یا سندور کی لکیریں۔

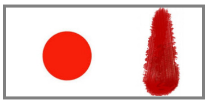

۵۔پھول:لال چنبیلی،ہبسکس (جبا/Hibiscus Flower)یا کنول دیوی کو چڑھائے جاتے ہیں۔

اہم رسومات وتہوار

۱۔نوراتری

نوراتری نو دنوں پر مشتمل مقدس تہوار ہے جس میں دیوی درگا کی مختلف صورتوں کی پوجا،روزے،بھجن،کیرتن اور رقص (گربا/ڈانڈیا) کیے جاتے ہیں۔یہ دن دیوی کی نو شکتیوں (नवदुर्गा) کی عبادت کے لیے مخصوص ہیں۔

नवदुर्गाः समाख्याता रात्रयः नव एव च।
तासां पूजाफलं देवी सर्वपापप्रणाशनम्॥

ترجمہ: نوراتیں دیوی کی نو درگا شکتیوں کے نام سے جانی جاتی ہیں،اور ان کی پوجا کا پھل تمام گناہوں کے زوال کا سبب بنتا ہے۔(دیوی پران،ادھیائے22)

۲۔درگا پوجا

درگا پوجا خاص طور پر مغربی بنگال میں شاکت فرقہ کا سب سے بڑا تہوار ہے۔یہ تہوار مہیشا سُرمردنی یعنی دیوی درگا کی بدی پر فتح کی یاد میں منایا جاتا ہے۔

या देवी सर्वभूतेषु शक्तिरूपेण संस्थिता।
नमस्तस्यै नमस्तस्यै नमस्तस्यै नमो नमः॥

ترجمہ: وہ دیوی جو تمام مخلوقات میں طاقت کے روپ میں موجود ہے،اس دیوی کو بار بار ہمارا نمسکار ہے۔(دیوی مہاتمیہ(مارکنڈے پران)5.20)

۳۔کالی پوجا

کالی پوجا میں دیوی کالی کی عبادت کی جاتی ہے، جو وقت، فنا اور بدی کے خاتمے کی علامت ہیں۔ یہ تہوار خاص طور پر بنگال اور آسام میں دیوالی کی رات منایا جاتا ہے۔

कालिका कालरूपा च सर्वसंहारकारिणी।
भक्तानां भयहारिणी नमस्ते कालिके शुभे॥

ترجمہ: اے کالی! تو وقت کی صورت اور سب کا فنا کرنے والی ہے، اور اپنے بھکتوں کے خوف کو دور کرنے والی ہے، تجھے سلام ہے۔ (کالیکا پران، ادھیائے 68)

۴۔دیوی جاگرن

دیوی جاگرن میں رات بھر جاگ کر دیوی کے بھجن، منتر اور کیرتن کیے جاتے ہیں۔ یہ رسم خاص طور پر نوراتری اور درگا پوجا میں ادا کی جاتی ہے۔

जागरितव्रतं कृत्वा या देवीं सम्प्रपूजयेत्।
तस्याः प्रसादो भवति सर्वसिद्धिप्रदायिनी॥

ترجمہ: جو شخص رات بھر جاگ کر دیوی کی پوجا کرتا ہے، اس پر دیوی کی کرپا ہوتی ہے اور وہ تمام کامیابیاں پاتا ہے۔ (دیوی پران، ادھیائے 14)

۵۔شکتی پوجا/نذر

بعض شاکت مندروں میں قدیم روایت کے مطابق پشو بلی (جانور کی قربانی) یا پھل و ناریل کی نذر دی جاتی ہے۔ یہ رسم خاص طور پر تانترک شاکت روایت سے وابستہ ہے، اگرچہ جدید دور میں اکثر مقامات پر علامتی یا سبزی نذر رائج ہے۔

बलिदानेन देवेशि प्रीयते परमेश्वरी।
देशकालविधानेन श्रद्धया यः समाचरेत्॥

ترجمہ: اے دیوی! مقررہ طریقے، وقت اور خلوص کے ساتھ دی گئی نذر سے پرمیشوری خوش ہوتی ہے۔ (کالیکا پران 67.45)

وضاحت: قدیم تانترک روایت میں جانور کی قربانی کا ذکر ملتا ہے، جبکہ موجودہ دور میں اکثر مقامات پر ناریل، پھل یا کدو کی علامتی نذر دی جاتی ہے۔

ذیلی فرقے (Sub-sects)

۱۔شری وِدیا پنتھ

شری وِدیا پنتھ (श्रीविद्या पन्थ) شاکت دھرم کی ایک نہایت قدیم، مہذب اور فلسفیانہ روایت ہے، جس میں دیوی لِلتا تریپورسندری کو اعلیٰ ترین حقیقت اور کائنات کی حاکم شکتی مانا جاتا ہے۔ ''شری وِدیا'' کا مطلب ہے الٰہی علم، اور اس پنتھ میں دیوی کی عبادت محض جذباتی بھکتی تک محدود نہیں بلکہ گیان، یوگ اور منتر سادھنا کا جامع راستہ ہے۔

شری وِدیا روایت کا مرکز شری چکر (श्री यन्त्र) ہے، جسے کائناتی ساخت اور دیوی کی تجلی کا علامتی نقشہ سمجھا جاتا ہے۔ اس پنتھ کی جڑیں ویدک و اپنشدک فکر، تانترک متون اور دیوی بھاگوت پران میں ملتی ہیں، اور اسے شاکت دھرم کی سب سے منظم اور باوقار روایت سمجھا جاتا ہے۔

شری وِدیا پنتھ کی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ اس میں گھریلو بھکت (گرہست) اور سادھو دونوں کے لیے روحانی راستہ موجود ہے۔ یہاں ترکِ دنیا کے بجائے پاکیزہ گھریلو زندگی کے ساتھ باطنی سادھنا کو اہمیت دی جاتی ہے۔ اس پنتھ میں لِلتا سہسر نام، شری ودیا منتر، یوگ، دھیان اور گرو۔ششیہ روایت کو مرکزی حیثیت حاصل ہے، اور مقصد یہ ہے کہ انسان دیوی کی کرپا سے اَہم (انا) کو مٹا کر موکش (نجات) حاصل کرے۔ اس طرح شری وِدیا پنتھ شاکت دھرم کو ایک متوازن، باطنی اور علمی روحانی نظام کی صورت میں پیش کرتا ہے، جہاں بھکتی اور گیان دونوں یکجا ہو جاتے ہیں۔

شری وِدیا شاکت دھرم کی ایک نہایت مہذب اور فلسفیانہ شاخ ہے، جس میں دیوی للیتا تریپورسندری کی پوجا، شری چکر (श्री यन्त्र) اور یوگ و گیان پر خاص زور دیا جاتا ہے۔

श्रीविद्या परमं ब्रह्म तस्याः पूजा विमुक्तये।

ترجمہ: شری وِدیا اعلیٰ برہمن (حقیقت) ہے، اور اس کی پوجا موکش (نجات) کا ذریعہ ہے۔(للِتا سہسرنام(ललिता सहस्रनाम)، پھل شروتی/(फलश्रुति)

۲۔ کالی کُلا

کالی کُلا (काली कुल) شاکت دھرم کی ایک قدیم اور طاقتور تانترک روایت ہے، جس میں دیوی کالی کو کائنات کی اعلیٰ ترین شکتی اور وقت (کال) کی مجسم صورت مانا جاتا ہے۔ ''کالی کُلا'' کا مطلب ہے کالی کی روایت یا خاندان، اور اس پنتھ میں دیوی کو صرف خوفناک دیوی نہیں بلکہ حقیقتِ مطلق، ادویت اور مکتی دینے والی ماں سمجھا جاتا ہے۔

کالی کُلا کی جڑیں بنگال، آسام، اڑیسہ اور نیپال میں ملتی ہیں، اور اس کی بنیاد تانترک گرنتھوں جیسے کالیکا پران، کالی تنتر اور دیگر شاکت متون میں پائی جاتی ہے۔ اس روایت میں کالی کو زمان و مکان سے ماورا، پیدائش وفنا کی حاکم اور ہر بندھن کو کاٹ دینے والی شکتی کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔

کالی کُلا کی سادھنا میں شدید بھکتی، منتر جپ، دھیان، یوگ اور تانترک ریاضت کو خاص مقام حاصل ہے۔ اس پنتھ میں بعض علامتی یا قدیم رسومات بھی جیسے شمشان سے وابستگی، خوف پر قابو پانے کی مشق اور سماجی پابندیوں سے آزادی بھی کا مقصد انسان کو دوئی، کراہت اور انا سے آزاد کرنا ہوتا ہے، نہ کہ محض ظاہری اعمال۔

کالی کُلا کے نزدیک نجات (موکش) کا مطلب دنیا سے فرار نہیں بلکہ ہر شے میں دیوی کالی کی موجودگی کا ادراک ہے۔ اس طرح کالی کُلا شاکت دھرم کو ایک گہرا، باطنی اور ادویتی روحانی راستہ بنا کر پیش کرتا ہے، جہاں تباہی دراصل نئے شعور اور آزادی کی راہ ہموار کرتی ہے۔

کالی کُلا میں دیوی کالی کو شکتی کا شدید (उग्र) روپ مانا جاتا ہے۔ یہ شاخ خاص طور

پر تانترک پوجا، منتر، اور سادھنا سے وابستہ ہے۔

कालिका कालरूपा च शक्तिः सर्वार्थसाधिनी।

ترجمہ: کالی وقت کی صورت اور ایسی شکتی ہے جو ہر مقصد کو پورا کرنے والی ہے۔ (کالیکا پران، ادھیائے 68)

۳۔ درگا پنتھ

درگا پنتھ (दुर्गा पन्थ) شاکت دھرم کی ایک نہایت مقبول اور عوامی روایت ہے، جس میں دیوی درگا کو بدی پر نیکی کی فاتح، محافظ اور کائنات کی طاقتور ماں مانا جاتا ہے۔ اس پنتھ کی بنیاد دیوی مہاتمیہ (مارکنڈے پران) میں ملتی ہے، جہاں درگا کو مہیشاسُر مردنی کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ درگا پنتھ میں دیوی کو صرف جنگجو دیوی نہیں بلکہ دھرم کی رکھشا کرنے والی، مصیبتوں کو دور کرنے والی اور بھکتوں کی رکشا کرنے والی ماں سمجھا جاتا ہے۔ یہ روایت خاص طور پر شمالی اور مشرقی بھارت (بنگال، بہار، اڑیسہ، اتر پردیش) میں وسیع پیمانے پر پھیلی ہوئی ہے۔

درگا پنتھ کی عبادت میں سادہ بھکتی، ورت، پوجا، بھجن اور تہوار کو مرکزی حیثیت حاصل ہے، جن میں نوراتری اور درگا پوجا سب سے اہم ہیں۔ اس پنتھ میں گھریلو بھکتوں کی بڑی تعداد پائی جاتی ہے اور سخت تانترک رسومات کے بجائے عقیدت، اخلاقی زندگی اور دیوی پر بھروسا کو نجات کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ درگا پنتھ کے نزدیک موکش (نجات) دیوی کی کرپا سے حاصل ہوتی ہے، اور دیوی درگا کو کائنات کی ایسی ماں مانا جاتا ہے جو اپنے بھکتوں کو خوف، بدی اور دکھ سے نجات دلاتی ہے۔ اس طرح درگا پنتھ شاکت دھرم کو ایک مہربان، عوامی اور اخلاقی روحانی راستہ کے طور پر پیش کرتا ہے۔

درگا پنتھ میں دیوی درگا کو بدی پر نیکی کی فاتح اور مہیشاسُر مردنی مان کر عبادت کی جاتی ہے۔ یہ شاکت دھرم کی سب سے عوامی اور وسیع شاخ ہے۔

दुर्गा दुर्गार्तिशमनी दुर्गापद्विनिवारिणी।

ترجمہ: درگا مصیبتوں کو دور کرنے والی اور ہر مشکل سے بچانے والی ہے۔

(مارکنڈے پُران، دیوی مہاتمیہ (देवीमाहात्म्य)، ادھیائے 11، شلوک 11)

۴۔ کامکھیا پنتھ

کامکھیا پنتھ (कामाख्या पन्थ) شاکت دھرم کی ایک نہایت قدیم اور تانترک روایت ہے، جس کا مرکز آسام میں واقع کامکھیا دیوی مندر ہے۔ اس پنتھ میں دیوی کامکھیا کو کائنات کی تخلیقی شکتی اور خواہش (کاما) کی دیوی مانا جاتا ہے، جو زندگی، پیدائش اور افزائش کی اصل بنیاد ہے۔ کامکھیا پنتھ کی فکری جڑیں کالیکا پران، یوگنی تنتر اور دیگر تانترک گرنتھوں میں ملتی ہیں، جہاں دیوی کو یونی (تخلیق کے منبع) کی علامت کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ اس روایت میں تخلیق، زندگی اور مادّی دنیا کو ناپاک نہیں بلکہ الٰہی حقیقت کا حصہ سمجھا جاتا ہے۔

کامکھیا پنتھ کی عبادات میں تانترک منتر، یوگ، دھیان اور مخصوص رسومات کو خاص مقام حاصل ہے۔ اس پنتھ کا سب سے مشہور تہوار امبُو باچی میلہ ہے، جو دیوی کی تخلیقی قوت اور نسوانی طاقت کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ یہاں نجات (موکش) کا تصور دنیا سے فرار کے بجائے زندگی اور فطرت کے ساتھ ہم آہنگی میں پایا جاتا ہے، اور مقصد یہ ہے کہ انسان تخلیقی شکتی کے ذریعے روحانی بیداری حاصل کرے۔ اس طرح کامکھیا پنتھ شاکت دھرم کو ایک گہرا تانترک، تخلیقی اور فطرت دوست روحانی راستہ بنا کر پیش کرتا ہے۔

یہ پنتھ آسام کے کامکھیا دیوی مندر سے وابستہ ہے، جہاں دیوی کو سرِشٹی (تخلیق) کی شکتی مانا جاتا ہے۔ یہ شاکت تانترک روایت کا نہایت قدیم مرکز ہے۔

कामाख्या सर्वशक्तीनां योनिरेव न संशयः।

ترجمہ: کامکھیا تمام طاقتوں کی یُونی (منبع) ہے، اس میں کوئی شک نہیں۔

(کالیکا پران، ادھیائے 63)

❁❁❁

اسمارت فرقہ(स्मार्त संप्रदाय)

اسمارت مت(Smartism)ہندو دھرم کی ایک قدیم اور فلسفیانہ شاخ ہے،جس کی بنیاد آدی شنکراچاریہ (आदि शङ्कराचार्य) نے 8ویں صدی عیسوی میں رکھی۔لفظ ''اسمارت''(स्मार्त)سنسکرت کے لفظ''اسمرتی''(स्मृति) سے نکلا ہے،جس کا مطلب ہے ''یادرکھی ہوئی تعلیم''یاروایتی وشاستری دھرم۔

اسمارت مت کو''سناتن دھرم'' کا عقلی و معتدل روپ سمجھا جاتا ہے۔یہ مذہب ویدوں،اُپنشدوں اور سمرتی شاستروں پر ایمان رکھتا ہے،اور ہندو دھرم کے مختلف فرقوں کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

اسمارت فرقہ کے عقائد(Beliefs)

۱۔ایک برہمن(ब्रह्मन्):

ان کے نزدیک اصل حقیقت صرف ایک ابدی خدا(برہمن)ہے،جو ہر شے میں موجود ہے یہی ادویت واد(अद्वैत वेदान्त) کا نظریہ ہے۔یعنی''خدا اور مخلوق ایک ہی حقیقت کے مختلف روپ ہیں''۔

۲۔پانچ دیوتا پوجا(पंचायतन पूजा):

اسمارت مت کے ماننے والے پانچ بڑے دیوتاؤں کی یکساں پوجا کرتے ہیں:

- شیو(शिव)
- وشنو(विष्णु)
- دیوی(درگا/پاروتی)(पार्वती/दुर्गा/देवी)

● سورج (सूर्य)
● گنیش (गणेश)

ان کے نزدیک یہ سب ایک ہی برہمن کے مختلف روپ ہیں۔

۳۔ برداشت وہم آہنگی:

یہ فرقہ ہندو مذہب کی مختلف شاخوں (شیو، ویشنوُ، شاکت) کو ایک ہی مذہب کی شکلیں مانتا ہے۔

۴۔ مورتی پوجا علامتی ہے:

مورتی (بت) کو اصل خدا نہیں بلکہ خدا کی علامت (Symbol) سمجھا جاتا ہے۔

۵۔ مکمل نجات (موکش):

انسان کا مقصد آتمن (روح) کو برہمن (خدا) سے ایک جاننا ہے یعنی ''جیو برہم ایک''۔जीव ब्रह्म एक (روح اور خدا ایک ہیں)۔

مذہبی کتب

اسمارت مت ویدک ادب پر ایمان رکھتا ہے اور درج ذیل کتابوں کو مقدس مانتا ہے:

۱۔ چاروں وید (वेद) جیسے: رِگ وید، سام وید، یجر وید، اَتھروَوید۔

۲۔ اُپنشد (उपनिषद्):

ویدوں کی فلسفیانہ تشریحات برہمن اور آتمان کے رشتے کی وضاحت کرتی ہیں۔

۳۔ برہما سوتر (ब्रह्मसूत्र):

شنکراچاریہ نے اس پر مشہور بھاشیہ (تبصرہ) لکھا، جو ادویت فلسفے کی بنیاد ہے۔

۴۔ بھگوت گیتا (भगवद्गीता):

کرشن جی کے اقوال پر مبنی الہامی کتاب، جو عقل، عمل اور عبادت کے راستے کو جوڑتی ہے۔

۵۔اسمرتی شاستر (स्मृति शास्त्र):

جیسے منو اسمرتی، دھرم شاستر، روزمرہ کے مذہبی اصولوں کی رہنمائی کے لیے۔

مذہبی رسومات

۱۔پنچائتن پوجا (पंचायतन पूजन):

یہ ان کی سب سے مشہور عبادت ہے، جس میں پانچ دیوتاؤں کی پوجا ایک ساتھ کی جاتی ہے اس سے ''ایک خدا، مختلف روپ'' کا عقیدہ ظاہر ہوتا ہے۔

۲۔گیان، دھیان اور سیوا:

ان کے نزدیک صرف پوجا کافی نہیں؛ بلکہ گیان (علم)، دھیان (مراقبہ) اور سیوا (خدمت) نجات کے تین ستون ہیں۔

۳۔یگیہ (قربانی):

ویدک روایت کے مطابق یگیہ (آگ میں قربانی) کو پاکیزگی اور عبادت کی علامت سمجھا جاتا ہے۔

۴۔موکش کی تلاش:

آخری مقصد آتماں اور برہمن کا اتحاد یعنی ''میں خدا سے جدا نہیں ہوں''۔

فلسفیانہ بنیاد (Philosophical Basis)

اسمارت مت (स्मार्त मत) کا بنیادی فلسفہ ادویت ویدانت (अद्वैत वेदान्त) ہے، جسے خصوصاً आदि शंकराचार्य نے منظم اور مستحکم شکل دی۔ اس فلسفے کے مطابق حقیقتِ مطلقہ صرف ایک ہے، جسے برہمن (ब्रह्म) کہا جاتا ہے، جبکہ مختلف دیوتا اسی ایک حقیقت کے مختلف مظاہر اور علامتی صورتیں سمجھے جاتے ہیں۔ اسی تصور کی تائید میں رِگ وید کا مشہور منتر پیش کیا جاتا ہے:

एकं सद् विप्रा बहुधा वदन्ति

अग्निं यमं मातरिश्वानमाहुः॥ (ऋग्वेद 1.164.46)

ترجمہ: ''حقیقت ایک ہی ہے، مگر دانا لوگ اسے مختلف ناموں سے پکارتے ہیں''۔(رگ وید، منڈل 1، سوکت 164، منتر 46)

یہ فلسفہ اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ شیو، وشنو، شکتی، سورج، گنیش اور دیگر دیوتا دراصل الگ الگ خداؤں کی حیثیت نہیں رکھتے بلکہ ایک ہی اعلیٰ حقیقت یعنی برہمن کے مختلف مظاہر ہیں۔ اسی بنا پر اسمارت روایت میں مختلف دیوتاؤں کی مشترکہ عبادت یعنی पञ्चायतन पूजन (پنچایتن پوجن) کو اہم مقام حاصل ہے۔

اس فلسفے کے مطابق عبادت کے مختلف راستے اور مختلف دیوی دیوتا (देवी-देवता) بالآخر ایک ہی روحانی حقیقت کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔

اہم خصوصیات

- **وسعتِ نظر:** تمام دیوتاؤں اور فلسفوں کو صحیح ماننا۔
- **عقلی مذہب:** منطق، فلسفہ اور یوگ پر زور۔
- **عدمِ تعصب:** شیومتی، ویشنومت اور شاکت مت میں اتحاد کی کوشش۔
- **علم پر زور:** علمِ وید، گیان یوگ، اور سچائی کی جستجو۔
- **ادویت واد:** خدا، روح اور کائنات تینوں دراصل ایک ہی حقیقت کے مظاہر ہیں۔

اہم مراکز و پیروکار

شری شنگری مٹھ (Sringeri Sharada Peetham) –(کرناٹک) کو خاص مقام حاصل ہے۔

اس کے علاوہ کاشی، کنچی، بدری ناتھ، دوارکا اور جگن ناتھ پوری وغیرہ بھی اہم مذہبی و روحانی مراکز شمار ہوتے ہیں۔

روایت کے مطابق آدि शंकराचार्य (Adi Shankaracharya) نے ہندوستان کے چاروں اطراف میں چار بڑے مٹھ (पीठ/Math) قائم کیے، جنہیں ادویت ویدانت کی ترویج کا مرکز سمجھا جاتا ہے۔اسمارت مت کے زیادہ تر پیروکار جنوبی بھارت، خصوصاً کیرالہ، تمل ناڈو اور کرناٹک میں پائے جاتے ہیں، اگرچہ اس کے ماننے والے پورے بھارت میں موجود ہیں۔

❁❁❁

ہندو مذہب کے دیگر اہم فرقے

ہندو مذہب کے تین اہم فرقے شیو، وشنو اور شاکت کے ذیلی فرقوں کے علاوہ چند اہم فرقے ہیں جیسے رادھا سوامی فرقہ، کبیر پنتھ، دادو پنتھ، سوامی نارائن فرقہ، آریہ سماج، برہمو سماج، پرارتھنا سماج، رام کرشن مشن، آنند مارگی، پرجاپتا برھما کماری مت، جے گرودیو مت، نرنکاری مشن، گائیتری سماج، سرنامت، تھیوسوفیکل سوسائٹی۔ جن میں کچھ روایتی فرقے (सम्प्रदाय / पंथ) ہیں، کچھ اصلاحی تحریکیں (Reform Movements)، اور کچھ جدید روحانی/فکری تحریکیں (Modern Spiritual Movements) ہیں۔ ذیل میں میں انہیں درست علمی زمرہ بندی کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے:

روایتی مذہبی فرقے (सम्प्रदाय/पंथ)

یہ وہ جماعتیں ہیں جن کا مرکز کسی گرو، بھگوان یا مخصوص بھکتی روایت پر ہے اور باقاعدہ مذہبی شناخت رکھتی ہیں۔

۱۔ رادھا سوامی فرقہ (राधा स्वामी संप्रदाय)

۲۔ کبیر پنتھ (कबीर पंथ)

۳۔ دادو پنتھ (दादू पंथ)

۴۔ سوامی نارائن فرقہ (स्वामीनारायण संप्रदाय)

۵۔ جے گرودیو مت (जय गुरुदेव मत)

۶۔ سرنامی/سرنامت (सतनामी/सरनामी परंपरा-روایت)

نوٹ: یہ سب فرقے بھی ہیں اور جزوی طور پر تحریک بھی، مگر بنیادی طور پر مذہبی پنتھ کہلاتے ہیں۔

اصلاحی تحریکیں (Religious Reform Movements)

یہ تحریکیں ہندو سماج اور مذہبی افکار میں پائی جانے والی خرابیوں، توہمات، بدعات کا خاتمہ اور غیر ضروری رسومات کی اصلاح کے لیے وجود میں آئیں۔ ان کا مقصد مذہب کو عقلی، اخلاقی اور سماجی بنیادوں پر ازسرِ نو مرتب کرنا، مذہبی شعور بیدار کرنا اور معاشرتی اصلاح کو فروغ دینا تھا جیسے:

۱۔ آریہ سماج (आर्य समाज)

۲۔ برہم سماج (ब्रह्म समाज)

۳۔ پرتھنا سماج (प्रार्थना समाज)

۴۔ نرنکاری مشن (निरंकारी मिशन)۔ (سکھ روایت کے اندر اصلاحی تحریک)

نوٹ: یہ فرقے نہیں بلکہ اصلاحی تحریکیں ہیں۔

جدید روحانی وفکری تحریکیں

(Philosophical Movements/Modern Spiritual)

یہ تحریکیں کسی ایک مذہب تک محدود نہیں بلکہ عالمی روحانیت، اخلاق، یوگ، مراقبہ یا فلسفہ کو فروغ دیتی ہیں جیسے:

۱۔ رام کرشن مشن (रामकृष्ण मिशन)

۲۔ آنند مارگی فرقہ (आनंद मार्ग संप्रदाय)

۳۔ پراجاپتا برہما کماری مت (प्रजापिता ब्रह्माकुमारी मत)

۴۔ گایتری سماج (गायत्री समाज)

۵۔ تھیوسوفیکل سوسائٹی (थियोसोफिकल सोसाइटी)

نوٹ: یہ فرقے کم اور روحانی وفکری تحریکیں زیادہ ہیں۔

روایتی مذہبی فرقے (सम्प्रदाय/पंथ)

یہ وہ جماعتیں ہیں جن کا مرکز کسی گرو، بھگوان یا مخصوص بھکتی روایت پر ہے اور باقاعدہ مذہبی شناخت رکھتی ہیں جیسے:

رادھا سوامی فرقہ کا تعارف

رادھا سوامی فرقہ انیسویں صدی عیسوی میں شمالی ہند میں وجود میں آیا۔ اس کے بانی ست گرو شِو دیال سنگھ (المعروف سوامی جی مہاراج) تھے جنہوں نے 1861ء میں آگرہ میں اس مت کی بنیاد رکھی۔ ''رادھا سوامی'' کے الفاظ میں ''رادھا'' سے مراد روحِ انسانی اور ''سوامی'' سے مراد اعلیٰ مطلق ہستی یا ربّانی حقیقت ہے۔ اس فرقے کا بنیادی مقصد انسان کو ظاہری رسوم و رواج سے نکال کر باطنی روحانی سلوک کی طرف متوجہ کرنا ہے، تاکہ سالک اپنے اندر موجود الٰہی نور سے براہِ راست رابطہ قائم کر سکے۔

رادھا سوامی مت کے عقائد میں ست گرو (زندہ کامل مرشد) کی مرکزی حیثیت ہے۔ اس عقیدے کے مطابق نجات اور روحانی ارتقا صرف ایسے زندہ گرو کی رہنمائی میں ممکن ہے جو خود حق تک پہنچ چکا ہو۔ یہ فرقہ ویدوں، اپنشدوں، بھگود گیتا اور سنت مت (خصوصاً کبیر اور نانک) کی تعلیمات سے متاثر ہے، مگر کسی ایک صحیفے تک محدود نہیں۔ رادھا سوامی مت میں خدا کو "انامی" یا بے نام، بےصورت حقیقت مانا جاتا ہے، جو صوت (شبد/نام) کے ذریعے کائنات میں ظاہر ہوتی ہے۔

عبادات کے لحاظ سے رادھا سوامی فرقہ میں سورت شبد یوگ بنیادی عمل ہے۔ اس میں سالک ظاہری پوجا، مورتی پرستی اور سخت جسمانی ریاضت کے بجائے اندرونی

دھیان، سمراں (نام کا ورد) اور شبد کی سماعت کے ذریعے روحانی سفر طے کرتا ہے۔ سادگی، عدمِ تشدد، سبزی خوری، نشہ آور اشیاء سے پرہیز اور اخلاقی پاکیزگی کو عملی زندگی کا لازمی حصہ سمجھا جاتا ہے۔ اجتماعی عبادت کے لیے ست سنگ (روحانی مجلس) کا اہتمام کیا جاتا ہے، جہاں گرو کی تعلیمات بیان کی جاتی ہیں۔

رادھا سوامی فرقہ مختلف شاخوں میں تقسیم ہے، جن میں رادھا سوامی ست سنگھ آگرہ اور رادھا سوامی ست سنگھ بیاس زیادہ معروف ہیں۔ اگرچہ ان شاخوں کے انتظامی اور تنظیمی پہلو مختلف ہیں، مگر بنیادی عقائد اور روحانی اصول تقریباً یکساں ہیں۔ مجموعی طور پر رادھا سوامی مت کو ایک روحانی تحریک بھی کہا جا سکتا ہے، کیونکہ اس نے ذات پات، مذہبی تفریق اور ظاہری رسمیت کے خلاف آواز اٹھا کر باطنی اصلاح اور اخلاقی زندگی پر زور دیا۔

یہ فرقہ ویدک کرم کانڈ، مورتی پوجا اور ذات پات کے نظام کو ثانوی یا غیر ضروری سمجھتا ہے، اور نجات (مُکتی) کے لیے زندہ گرو (Living Master) کی رہنمائی کو لازمی قرار دیتا ہے۔ وقت کے ساتھ رادھا سوامی مت کی مختلف شاخیں وجود میں آئیں، جن میں رادھا سوامی ست سنگ بیاس (پنجاب)، رادھا سوامی ڈیرہ بابا جے مل سنگھ اور آگرہ کی شاخ نمایاں ہیں۔ یہ فرقہ آج ہندوستان کے علاوہ یورپ، امریکہ اور دیگر ممالک میں بھی پھیل چکا ہے۔ (شِو دیال سنگھ (سوامی جی مہاراج)، سرت بچن (پدی)، رادھا سوامی ست سنگھ، آگرہ)۔

رادھا سوامی فرقہ کے بنیادی عقائد

۱۔ایک واحد، ازلی اور غیر مرئی حقیقت پر ایمان (Supreme Being/Radha Soami)

۲۔نجات کے لیے زندہ ست گرو کی ناگزیر حیثیت کو تسلیم کرنا۔

۳۔روح (آتما) کا ازلی ہونا اور اس کا مادی قید سے آزاد ہونا۔

۴۔پُنر جنم (Rebirth) کا عقیدہ۔

۵۔کرم کے قانون پر ایمان۔

۶۔ذات پات، مورتی پوجا اور رسمی یگیہ کی نفی کرنا۔
۷۔اصل نجات اندرونی روحانی سفر سے حاصل ہوتی ہے، نہ کہ ظاہری رسوم سے۔

عبادات وروحانی اعمال

- سورت شبد یوگ(सुरत शब्द योग)۔
- باطنی دھیان اور شبد (الٰہی آواز) پر مراقبہ۔
- ست سنگ: گرو اور اس کے پیروکاروں کی صحبت۔
- نام اسمرن: گرو کی دی ہوئی منتر یا نام کا باطنی ذکر کرنا ہوتا ہے۔
- سادگی، عدم تشدد، شراب ونشہ سے اجتناب کرنا اور اخلاقی پاکیزگی اور ضبطِ نفس اختیار کرنا۔

نوٹ: رادھا سوامی مت میں اجتماعی مندر پوجا یا مورتی پوجا نہیں ہوتی۔

علامات وشناخت (Symbols)

- ان کے یہاں کوئی باقاعدہ مورتی، بت یا مقدس نشان لازمی نہیں
- بعض شاخوں میں سفید لباس اور سادہ طرزِ زندگی
- گرو کی تصویر کو بعض پیروکار تعظیماً رکھتے ہیں (عبادت کے طور پر نہیں)
- مذہبی شناخت سے زیادہ روحانی وابستگی پر زور دیا جاتا ہے

(Shiv Dayal Singh (Soami Ji Maharaj), Sar Bachan Radhasoami Vartik)
(Mark Juergensmeyer, Radhasoami Reality: The Logic of a Modern Faith, Princeton University Press 1991)

کبیر پنتھ کا تعارف

کبیر پنتھ بھکتی تحریک کی ایک اہم روحانی روایت ہے جس کی بنیاد پندرھویں صدی عیسوی میں عظیم سنت اور صوفی مزاج شاعر سنت کبیر داس نے رکھی۔ کبیر داس کی ولادت کے بارے میں مؤرخین میں اختلاف پایا جاتا ہے، تاہم عام طور پر یہ مانا جاتا ہے کہ ان کی پیدائش تقریباً 1398ء میں کاشی (بنارس) کے قریب ہوئی۔ روایت کے

مطابق وہ ایک مسلمان جولاہا خاندان (نیرو اور نیما) میں پلے بڑھے، جس کی وجہ سے ان کی فکر میں ہندو اور اسلامی دونوں روایات کا گہرا اثر نظر آتا ہے۔ کبیر پنتھ کا بنیادی مقصد مذہبی تنگ نظری، ذات پات اور ظاہری رسوم کی نفی کر کے توحید، اخلاقی پاکیزگی اور باطنی معرفت کو فروغ دینا تھا۔

سنت کبیر داس کے گرو کے بارے میں سب سے زیادہ مستند اور مقبول روایت یہ ہے کہ ان کے روحانی مرشد مشہور ویشنو سنت رامانند تھے۔ کہا جاتا ہے کہ کبیر داس رامانند کے مرید بننا چاہتے تھے، مگر ذات پات کی رکاوٹ کے باعث یہ ممکن نہ تھا۔ ایک روایت کے مطابق کبیر داس نے علی الصبح گھاٹ پر لیٹ کر رامانند کے قدموں سے "رام رام" کا ورد سنا، جسے انہوں نے گرو منتر سمجھ کر قبول کیا۔ اسی بنا پر کبیر خود کو رامانند کا شاگرد مانتے تھے۔ رامانند کی تعلیمات بالخصوص رام نام، بھکتی اور ذات پات کی مخالفت ہی نے کبیر کی فکری تشکیل میں اہم کردار ادا کیا۔

سنت رامانند (تقریباً 14ویں-15ویں صدی) بھکتی تحریک کے ایک ممتاز ویشنو آچاریہ تھے اور انہوں نے شمالی ہند میں رام بھکتی کو عام کیا۔ تاریخی روایات کے مطابق کبیر داس ان کے شاگرد تھے۔ مشہور روایت یہ ہے کہ کبیر ذات پات کی رکاوٹ کے سبب رامانند کے رسمی شاگرد نہیں بن سکتے تھے، اس لیے انہوں نے علی الصبح گھاٹ پر لیٹ کر رامانند کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ ''رام رام'' کو ہی گرو منتر مان کر قبول کر لیا۔ اسی بنا پر کبیر خود رامانند کو اپنا گرو تسلیم کرتے تھے۔ قدیم کبیر ادب، خصوصاً کبیر پر چائی اور بعد کے بھکتی ادب میں کبیر کا رامانند سے گرو-ششیہ رشتہ تسلیم کیا گیا ہے۔

خود کبیر کے بعض دوہوں میں بھی ''رام نام'' اور گرو کی اہمیت کا ذکر ملتا ہے، جسے روایتاً رامانند کی تعلیمات سے جوڑا جاتا ہے۔ تاہم یہ بات بھی اہم ہے کہ کبیر نے رام کو کسی شخصی اوتار کے بجائے نرگُن (بے صورت) حقیقت کے طور پر بیان کیا، جو رامانند کے سگُن

رام کے تصور سے فکری طور پر مختلف ہے۔

کبیر داس کی تعلیمات کا مرکزی نکتہ نرگُن بھکتی ہے، یعنی خدا کو بے صورت، بے رنگ اور بے نام ماننا۔ وہ مورتی پوجا، رسمی پوجا پاٹ، زاہدانہ دکھاوے اور مذہبی منافقت کے سخت ناقد تھے۔ اپنی ساکھیوں، سبھاشیتوں اور دوہوں میں انہوں نے پنڈتوں اور ملاؤں دونوں کو یکساں طور پر تنقید کا نشانہ بنایا۔ کبیر کے نزدیک سچا دھرم وہ ہے جو انسان کو باطن کی پاکیزگی، سچائی، محبت اور انسانی مساوات کی طرف لے جائے۔ وہ کہتے تھے کہ خدا مندر یا مسجد میں نہیں بلکہ انسان کے دل میں بستا ہے۔

کبیر داس کے وصال (تقریباً 1518ء) کے بعد ان کے ماننے والوں نے کبیر پنتھ کو ایک منظم روایت کی شکل دی۔ روایت کے مطابق ان کے انتقال کے وقت ہندو اور مسلمان پیروکاروں کے درمیان آخری رسومات پر اختلاف ہوا، مگر جب چادر ہٹائی گئی تو وہاں لاش کے بجائے پھول پائے گئے، جنہیں دونوں نے تقسیم کرلیا۔ یہی واقعہ کبیر کی ہمہ گیر فکر اور مذہبی ہم آہنگی کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ بعد میں کبیر پنتھ کی مختلف شاخیں قائم ہوئیں، جن میں مٹھ اور آشرم بنے، خاص طور پر بنارس، چھتیس گڑھ، راجستھان اور گجرات میں۔

کبیر پنتھ میں ست گرو، نام سمران، سادگی، عدمِ تشدد اور اخلاقی زندگی پر زور دیا جاتا ہے۔ کبیر بانی، سابدی اور ساکھیوں کو مقدس کلام کی حیثیت حاصل ہے۔ کبیر کی شاعری نہ صرف کبیر پنتھ بلکہ گرو گرنتھ صاحب میں بھی شامل ہے، جو ان کے اثر و رسوخ اور فکری عظمت کا واضح ثبوت ہے۔ اس طرح کبیر پنتھ محض ایک فرقہ نہیں بلکہ ایک مضبوط روحانی و سماجی اصلاحی تحریک کے طور پر سامنے آتا ہے۔

کبیر پنتھ کے بنیادی عقائد

- ایک واحد، ازلی، غیر مرئی اور بے صورت خدا (نرگُن برہمن/ اللہ)۔
- مورتی پوجا، بت پرستی اور ظاہری رسوم کی نفی۔

● ذات پات اور اونچ نیچ کی سخت مخالفت۔
● کرم اور پُنر جنم پر ایمان۔
● گرو (ست گرو) کی روحانی رہنمائی کی اہمیت۔
● اصل نجات (مُکتی) کا راستہ: نام سمرن اور شبد کا ادراک۔
● مذہبی منافقت اور رسمی عبادات کی تردید۔

عبادات وروحانی اعمال

● نام سمرن/رام نام کا جاپ (باطنی ذکر)۔
● شبد سادھنا (اندرونی الٰہی آواز پر دھیان)۔
● ست سنگ (سادھوؤں اور گرو کی صحبت)
● کبیر کے دوہوں (Dohas) اور سبدھوں کی تلاوت۔
● سادہ زندگی، عدم تشدد، اخلاقی پاکیزگی۔
● کبیر پنتھ میں مندر، مسجد یا مورتی کی عبادت لازم نہیں سمجھی جاتی۔

علامات وشناخت

● ان کے یہاں کوئی مخصوص مورتی یا بت نہیں، بعض شاخوں میں سفید یا گیروا لباس پہنتے ہیں اور مالا (تسبیح) بطور یادِ نام کرتے ہیں۔
● کبیر صاحب کے دوہے تحریری یا زبانی شعار کے طور پر اپناتے ہیں۔
● ان کی شناخت مذہبی علامت سے زیادہ فکری وروحانی وابستگی سے ہوتی ہے۔
● ''ست نام'' (सतनाम) یا ''رام نام'' کے ذکر کو خصوصی اہمیت دیتے ہیں اور اسے روحانی تزکیہ ونجات کا اہم ذریعہ سمجھتے ہیں۔

(Kabir, Bijak, Kabir Panth Textual traditon)
(The Bijak of Kabir, Oxford University Press 1983)

دادو پنتھ کا تعارف

دادو پنتھ بھکتی تحریک کی نرگن دھارا سے وابستہ ایک اہم روحانی روایت ہے، جس کی بنیاد سنت دادو دیال (1544ء-1603ء) نے رکھی۔ سنت دادو دیال کی ولادت عام طور پر احمد آباد (گجرات) کے قریب مانی جاتی ہے، جبکہ ان کی عملی اور فکری سرگرمیوں کا مرکز بعد میں راجستھان (خصوصاً جے پور اور نروانہ/ نارائنا کے علاقے) بنا۔ دادو پنتھ نے اس دور میں فروغ پایا جب شمالی ہند میں ذات پات، مذہبی رسمیت اور فرقہ وارانہ کشمکش عروج پر تھی۔ دادو دیال نے کبیر کی طرح ظاہری رسوم، مورتی پوجا اور مذہبی تنگ نظری کی مخالفت کرتے ہوئے باطنی پاکیزگی اور خدا کی وحدانیت پر زور دیا۔

سنت دادو دیال کی تعلیمات کا بنیادی محور نرگن بھکتی ہے، یعنی خدا کو بے صورت، بے رنگ اور غیر متشخص حقیقت ماننا۔ ان کے نزدیک خدا کسی خاص نام، صورت یا مذہبی دائرے تک محدود نہیں، بلکہ وہ ہر انسان کے دل میں موجود ہے۔ دادو دیال نے ہندو اور مسلمان دونوں مذہبی پیشواؤں کی رسم پرستی پر تنقید کی اور اعلان کیا کہ نجات کا راستہ نہ تو مندر و مسجد کی قید میں ہے اور نہ ہی ظاہری زہد و ریاضت میں، بلکہ نام سمراں، صدقِ دل، سچائی اور اخلاقی زندگی میں ہے۔ اس طرح ان کی فکر میں کبیر، نانک اور دیگر نرگن سنتوں کا واضح اثر نظر آتا ہے۔

دادو پنتھ میں ست گرو کی اہمیت مسلم ہے، تاہم یہاں گرو کو کسی الوہی اوتار کے بجائے راہ دکھانے والا مرشد سمجھا جاتا ہے۔ عبادات میں اجتماعی ست سنگ، بھجن، شبد اور نام جپ شامل ہیں۔ دادو پنتھی سادگی، عدمِ تشدد، نشہ آور اشیاء سے پرہیز اور اخلاقی طہارت کو ضروری قرار دیتے ہیں۔ اس روایت میں رہبانیت (ترکِ دنیا) کے ساتھ ساتھ سماجی ذمہ داری کو بھی اہم سمجھا گیا، جس کے نتیجے میں دادو پنتھ نے راجستھان میں اخلاقی و سماجی اصلاح میں نمایاں کردار ادا کیا۔

سنت دادو دیال کے وصال کے بعد ان کے شاگردوں نے دادو پنتھ کو منظم کیا اور مختلف شاخیں (بھیکھو/بھیش) قائم ہوئیں، جن میں ناگہ، کھالسا اور دیگر آشرمی روایتیں شامل ہیں۔ دادو پنتھی سنتوں نے خانقاہی نظام، مٹھ اور آشرم قائم کیے، جہاں روحانی تعلیم کے ساتھ خدمتِ خلق پر زور دیا گیا۔

دادو دیال کی شاعری اور اقوال کو ''दादू वाणी''(دادو وانی) یا ''दादू बानी'' (بانی دادو) کے نام سے محفوظ کیا گیا، جو آج بھی دادو پنتھ کی فکری بنیاد ہے۔ مجموعی طور پر دادو پنتھ محض ایک فرقہ نہیں بلکہ ایک روحانی و اصلاحی تحریک ہے جس نے مذہبی ہم آہنگی، انسانی مساوات اور باطنی اخلاقیات کو فروغ دیا۔

(Kabir and the Dadu Panth, Oxford University Press, Charlotte Vaudeville)
(Dadu Dayal; Life and Teachings, Motilal Banarsidass, (Vinod Kumar Shukla)

دادو پنتھ کے عقائد

دادو پنتھ کا بنیادی عقیدہ نرگُن برہم پر ایمان ہے، یعنی خدا کو بے صورت، بے نام اور غیر متشخص حقیقت مانا جاتا ہے۔ دادو دیال کے نزدیک خدا کسی خاص مذہب، مندر یا مسجد تک محدود نہیں بلکہ ہر ذی روح کے باطن میں جلوہ گر ہے۔ اسی لیے مورتی پوجا، ظاہری پوجا پاٹ اور رسمی عبادات کی سخت مخالفت کی گئی۔

دادو پنتھی سنت اس بات پر زور دیتے ہیں کہ حقیقی بھگتی دل کی صفائی اور باطنی معرفت سے حاصل ہوتی ہے، نہ کہ بیرونی اعمال سے۔

دادو پنتھ میں ست گرو کو روحانی رہنمائی کے لیے لازمی سمجھا جاتا ہے، مگر گرو کو اوتار یا خدا کا روپ نہیں مانا جاتا۔ گرو ایک ایسا مرشد ہے جو خود معرفتِ حق حاصل کر چکا ہو اور سالک کو نام، شبد اور دھیان کے ذریعے سچ کی راہ دکھاتا ہے۔ ذات پات، اونچ نیچ اور مذہبی تفریق کی نفی دادو پنتھ کے بنیادی عقائد میں شامل ہے۔ تمام انسانوں کو برابر ماننا اور خدمتِ خلق کو عبادت کا حصہ سمجھنا اس مت کی نمایاں خصوصیات ہیں۔

دادو پنتھ میں عبادات کا طریقہ

دادو پنتھ کی عبادات سادہ اور باطنی نوعیت کی ہیں۔ اس میں سب سے اہم عمل نام سمراں (خدا کے نام کا ورد) ہے، جو انفرادی طور پر بھی کیا جاتا ہے اور اجتماعی طور پر ست سنگ کی صورت میں بھی۔ ست سنگ میں دادو دیال کی بانی، شبد اور بھجن پڑھے جاتے ہیں اور ان کی تشریح کی جاتی ہے۔ اس عمل کا مقصد ذہن کو یکسو کر کے باطن میں الٰہی نور کا ادراک حاصل کرنا ہے۔

دادو پنتھی عبادات میں مورتی، دیوی دیوتاؤں کی پوجا، یگیہ، ہون یا پیچیدہ رسمیں شامل نہیں۔ روزمرہ زندگی میں سچ بولنا، عدمِ تشدد، سادگی، سبزی خوری اور نشہ آور اشیاء سے پرہیز کو عبادت کا درجہ دیا جاتا ہے۔ بعض شاخوں میں ریاضت اور سنیاس (ترکِ دنیا) کو اہم سمجھا جاتا ہے، جب کہ بعض شاخیں گھریلو زندگی کے ساتھ روحانیت کو ترجیح دیتی ہیں۔

دادو پنتھ کی تعلیمات

- خدا نرگُن، بے صورت اور بے نام ہے، وہ کسی مورتی یا شکل میں محدود نہیں۔
- حقیقی بھکتی باطنی پاکیزگی اور دل کی صفائی سے حاصل ہوتی ہے، نہ کہ ظاہری رسموں سے۔
- ست گرو کی رہنمائی کے بغیر روحانی نجات ممکن نہیں۔
- گرو کو خدا نہیں بلکہ راہ دکھانے والا مرشد مانا جاتا ہے۔
- نام سمراں (خدا کے نام کا ورد) نجات کا بنیادی ذریعہ ہے۔
- شبد اور دھیان کے ذریعے باطن میں الٰہی حقیقت کا ادراک کیا جاتا ہے۔
- مورتی پوجا، یگیہ، ہون اور رسمی عبادات کی مخالفت کی جاتی ہے۔
- ذات پات، اونچ نیچ اور مذہبی تفریق کی سخت نفی کی جاتی ہے۔
- تمام انسان برابر ہیں، کیونکہ سب میں ایک ہی الٰہی نور موجود ہے۔
- سچائی، عدمِ تشدد، رحم دلی اور قناعت کو لازمی اخلاقی اقدار سمجھا جاتا ہے۔

● سادگی، سبزی خوری اور نشہ آور اشیاء سے پرہیز کی تلقین کی جاتی ہے۔
● ترکِ دنیا ضروری نہیں؛ گھریلو زندگی میں رہ کر بھی روحانیت حاصل کی جا سکتی ہے۔
● خدمتِ خلق کو عبادت کا درجہ دیا جاتا ہے۔
● عمل کے بغیر بھگتی کو بے معنیٰ سمجھا جاتا ہے۔

دادو پنتھ کی علامات (Symbols)

دادو پنتھ میں رسمی مذہبی علامتوں کی تعداد کم ہے، کیونکہ یہ فرقہ ظاہری نشانات سے زیادہ باطنی صفات پر زور دیتا ہے۔ اس کے باوجود بعض روایتی علامات رائج ہیں جیسے:

● سفید لباس: سادگی، پاکیزگی اور دنیاوی لذتوں سے بے رغبتی کی علامت۔
● جھولی اور لکڑی کا عصا (لاٹھی): قناعت، فقیری اور مسافرانہ زندگی کی علامت۔
● تلک یا مذہبی نشان کا عدم استعمال: ذات پات اور فرقہ وارانہ شناخت سے اجتناب کی علامت۔
● سادہ آشرم اور دادو دوارہ: جہاں عبادت اور ست سنگ منعقد ہوتے ہیں، یہ سادگی اور اجتماعیت کی علامت ہیں۔

تہوار

دادو پنتھ میں تہواروں کا تصور ظاہری رنگینی کے بجائے روحانی یاد اور ست سنگ پر قائم ہے۔ اس روایت کا سب سے اہم تہوار دادو جینتی ہے، جو سنت دادو دیال کی ولادت یا ان کی یاد میں منایا جاتا ہے۔ اس موقع پر دادو پنتھی آشرموں اور دادو دواروں میں اجتماعی ست سنگ، بانی دادو کی پاٹھ، بھجن، شبد اور گرو کی تعلیمات کی تشریح کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ دادو مہوتسو اور بعض مقامات پر پُنیہ تِتھی (وصال کی یاد) بھی منائی جاتی ہے، جن میں سادگی، خاموش دھیان اور اخلاقی عہد کی تجدید پر زور دیا جاتا ہے۔ دادو پنتھ میں عام ہندو تہواروں کو ثانوی حیثیت حاصل ہے، کیونکہ یہاں اصل اہمیت اندرونی بھگتی، نام سمراں

اور اخلاقی اصلاح کو دی جاتی ہے، نہ کہ رسم و رواج یا ظاہری جشن کو۔

دادو پنتھ کی اہم کتب

دادو پنتھ کی فکری بنیاد سنت دادو دیال کی بانی پر قائم ہے، جو مختلف مجموعات میں محفوظ کی گئی ہے۔ ان کتب میں نرگُن بھکتی، اخلاقیات، گرو کی اہمیت اور باطنی سلوک کی تعلیمات ملتی ہیں۔ اہم کتب درج ذیل ہیں:

۱۔ بانی دادو (دادیووانی) سنت دادو دیال کے دوہے، شبد اور ساکھیاں؛ یہ دادو پنتھ کا بنیادی صحیفہ ہے۔

۲۔ دادو انُبھو وانی (दादू अनुभव वाणी) باطنی تجربات اور روحانی کیفیات پر مشتمل مجموعہ۔

۳۔ پنچ وانی دادو پنتھ میں مرتب کردہ ایک اہم مجموعہ جس میں دادو دیال، کبیر، نانک، رامانند اور دیگر نرگُن سنتوں کی بانی شامل ہے۔

۴۔ سنت دادیو جی کی جیون چرتر دادو دیال کی سوانح حیات، جو ان کے اقوال و تعلیمات کی توضیح کرتی ہے۔

۵۔ بھکت مال (دادو پنتھی روایت) دادو پنتھ کے سنتوں اور گروؤں کے حالاتِ زندگی پر مشتمل کتاب۔

(Charlotte Vaudeville, Kabir and the Dadu Panth, Oxford University Press)
(P.D. Barthwal, The Nirguna School of Hindi Poetry, Motilal Banarsidass)
(Winand M. Challewaert, The Hagiographies of Dadu Dayal, Manohar Publishers)

سوامی نارائن فرقہ کا تعارف

سوامی نارائن فرقہ ہندو مذہب کی ایک اہم ویشنو روایت ہے جس کی بنیاد سہجانند سوامی نے رکھی، جو بعد میں سوامی نارائن کے نام سے مشہور ہوئے۔ ان کی پیدائش 1781ء میں اتر پردیش کے ضلع چھپرہ (گھڑا) میں ہوئی اور ان کا اصل نام گھنشیام پانڈے تھا۔ طویل سنیاس اور روحانی سفر کے بعد انہوں نے گجرات میں اپنی تبلیغی سرگرمیوں کا آغاز

کیا اور 1801ء میں اپنے پیروکاروں کے درمیان ''سوامی نارائن'' کے نام سے معروف ہوئے۔ یہ فرقہ خاص طور پر گجرات اور مہاراشٹر میں پھیلا، بعدازاں ہندوستان سے باہر بھی اس کے مراکز قائم ہوئے۔

سوامی نارائن فرقہ کے عقائد ویشنو دھرم سے وابستہ ہیں، مگر اس میں اخلاقی اصلاح اور سماجی نظم پر خاص زور دیا گیا ہے۔ اس مت کے مطابق نارائن (وشنو) ہی اعلیٰ خدا ہے اور سوامی نارائن کو ان کا نمائندہ یا مظہر مانا جاتا ہے (جبکہ بعض شاخیں انہیں خدا کا اوتار بھی سمجھتی ہیں)۔ اس فرقے میں دھرم (اخلاقی قانون)، بھکتی (عقیدت)، گیان (معرفت) اور ویرَگ (ترکِ نفسانی خواہشات) کو روحانی زندگی کے چار بنیادی ستون قرار دیا گیا ہے۔

سوامی نارائن نے اپنے پیروکاروں کو سخت اخلاقی ضابطے عطا کیے، جن میں عدمِ تشدد، سچائی، پاکدامنی، نشہ آور اشیاء سے پرہیز، چوری اور بدکاری سے اجتناب شامل ہیں۔ انہوں نے ذات پات کی بعض سختیوں کی مخالفت کی اور عورتوں کے اخلاقی وسماجی تحفظ پر زور دیا۔ اس فرقے میں عبادت کا مرکز مورتی پوجا ہے، مگر اسے اخلاقی اصلاح اور ضبطِ نفس کے ساتھ جوڑا گیا ہے، نہ کہ محض رسمی عبادت تک محدود رکھا گیا۔

سوامی نارائن فرقہ کی تنظیمی ساخت بھی بہت مضبوط ہے۔ سوامی نارائن نے اپنے مت کو دو بڑے انتظامی مراکز (گدیوں) میں تقسیم کیا: نرنارائن دیوگدی (احمد آباد) اور لکشمی نارائن دیوگدی (وڈتال)۔ بعد کے ادوار میں اسی روایت سے BAPS یعنی(बोचासनवासी अक्षर पुरुषोत्तम संस्था)جیسی عالمی تنظیم وجود میں آئی، جس نے جدید دور میں مندروں، تعلیمی اداروں اور سماجی خدمت کے منصوبوں کے ذریعے اس فرقے کو عالمی سطح پر متعارف کرایا۔

سوامی نارائن فرقہ کو محض ایک مذہبی فرقہ نہیں بلکہ ایک اخلاقی وسماجی اصلاحی

تحریک بھی سمجھا جاتا ہے۔اس نے انیسویں صدی کے ہندوستان میں مذہبی انتشار، اخلاقی زوال اور سماجی بدعنوانیوں کے مقابل ایک منظم، پاکیزہ اور نظم وضبط پر مبنی مذہبی زندگی کا تصور پیش کیا، جو آج بھی اس فرقے کی شناخت ہے۔

(An Introduction to Swaminarayan Hinduism, Cmbridge University Press by Raymond Brady Williams)

(Life and Philosophy of Shree Swaminarayan, Shree Swaminarayan Mandir, AHmedabad, H.T. Dave)

(شکشہ جیون چرتر سوامی نارائن(Shikshapatri)، سہجا نند سوامی کی تصنیف)

سوامی نارائن فرقہ کے عقائد

سوامی نارائن فرقہ کا بنیادی عقیدہ ویشنو دھرم سے جڑا ہوا ہے۔اس مت کے مطابق نارائن (وشنو) ہی اعلیٰ خدا ہیں اور کائنات کے خالق، محافظ اور نجات دہندہ ہیں۔ اس روایت میں پورشوتم نارائن کو مطلق ہستی مانا جاتا ہے، جبکہ سوامی نارائن (سہجا نند سوامی) کو ان کا مظہر یا اوتار سمجھا جاتا ہے، اگرچہ مختلف شاخوں میں اس تصور کی تعبیر مختلف ہے۔ اس فرقے میں روح (جیو)، مادّہ (مایا)، ایشور، اکشر برہم اور پورشوتم، یہ پانچ بنیادی حقائق (پانچ تتّو) بیان کیے جاتے ہیں، جو بعد کی اکشر۔پورشوتم درشن کی بنیاد بنے۔

سوامی نارائن فرقہ میں بھگتی کو مرکزی مقام حاصل ہے، مگر یہ بھگتی محض جذباتی نہیں بلکہ اخلاقی ضبطِ نفس کے ساتھ مشروط ہے۔اس مت کے مطابق سچی بھگتی وہ ہے جو انسان کو پاکدامنی، سچائی اور نظم وضبط کی طرف لے جائے۔گرو اور سنتوں کی اطاعت کو روحانی ترقی کے لیے ضروری سمجھا جاتا ہے، مگر انہیں برہمنیت کے رسمی غلبے سے الگ رکھا گیا ہے۔

سوامی نارائن فرقہ میں تہوار عبادت، اخلاقی تربیت اور اجتماعی بھگتی کے اظہار کا ذریعہ ہوتے ہیں۔اس فرقے کا سب سے اہم تہوار سوامی نارائن جینتی ہے، جو سہجا نند سوامی (سوامی نارائن) کی ولادت کی یاد میں منایا جاتا ہے۔اس موقع پر مندروں میں خصوصی پوجا، آرتی، بھجن، وچنامرت کا پاٹھ اور ست سنگ منعقد ہوتے ہیں۔اس کے علاوہ رام نومی

بھی اسی دن یا اس کے ساتھ منائی جاتی ہے، کیونکہ سوامی نارائن کی پیدائش رام نومی کے دن مانی جاتی ہے۔فرقے میں جنماشٹمی (کرشن کی پیدائش)، دیوالی اور ایکادشی کے ورت بھی خاص اہمیت رکھتے ہیں، جنہیں سخت اخلاقی ضبط اور مذہبی نظم کے ساتھ ادا کیا جاتا ہے۔ان تہواروں کا مقصد محض جشن نہیں بلکہ دھرم، بھکتی اور ضبطِ نفس کی تجدید ہوتا ہے، جو سوامی نارائن فرقہ کی شناخت ہے۔

سوامی نارائن فرقہ کی تعلیمات

● سوامی نارائن کی تعلیمات چار بنیادی اصولوں پر قائم ہیں: دھرم، بھکتی، گیان اور ویرَگ۔

● دھرم: اخلاقی قانون کی پابندی، جیسے عدمِ تشدد، سچائی، پاکدامنی اور انصاف۔

● بھکتی: پورشوتم نارائن کی خالص عقیدت، جس کا اظہار عبادت اور اطاعت کے ذریعے ہوتا ہے۔

● گیان: روح، خدا اور کائنات کے باہمی تعلق کی معرفت۔

● ویرَگ: دنیاوی خواہشات اور نفسانی لذتوں سے ضبط اور بے رغبتی۔

● سوامی نارائن نے ذات پات کی سختیوں، نشہ آور اشیاء، بدکاری اور سماجی بے راہ روی کی مخالفت کی۔عورتوں کے اخلاقی تحفظ، سماجی نظم، تعلیم اور اجتماعی خدمت کو بھی ان کی تعلیمات میں خاص مقام حاصل ہے۔اس طرح یہ فرقہ مذہبی ہونے کے ساتھ ساتھ ایک سماجی اصلاحی تحریک بھی ہے۔

عبادات کا طریقہ

سوامی نارائن فرقہ میں عبادت کا مرکز مورتی پوجا ہے، جس میں نارائن/پورشوتم اور ان کے اوتاروں کی مورتیاں مندروں میں نصب کی جاتی ہیں۔روزانہ کی عبادات میں پوجا، آرتی، بھجن، کیرتن اور ویدک منتر شامل ہوتے ہیں۔صبح وشام اجتماعی آرتی کا خاص

اہتمام کیا جاتا ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ ورت (روزہ)، ایکادشی کا اپواس، شبد پاٹھ اور شکشا پتری کی تعلیمات پر عمل کو بھی عبادت کا حصہ سمجھا جاتا ہے۔ سوامی نارائن فرقہ میں اخلاقی زندگی کو عبادت کے بغیر نامکمل سمجھا جاتا ہے، اس لیے عبادت اور عمل کو لازم و ملزوم قرار دیا گیا ہے۔

سوامی نارائن فرقہ کی اہم کتب

سوامی نارائن فرقہ کی فکری اور عملی بنیاد چند اہم مذہبی متون پر قائم ہے:

۱۔ شکشا پتری (शिक्षापत्री - Shikshapatri) سہجا نند سوامی کی تصنیف؛ اخلاقی اور مذہبی قوانین پر مشتمل بنیادی کتاب۔

۲۔ وچنامرت (वचनामृत - Vachanamrut) سوامی نارائن کے خطبات، مکالمات اور تعلیمات کا مجموعہ؛ عقائد و فلسفے کا اہم ماخذ۔

۳۔ ستسنگی جیون سوامی نارائن کی حیات، تعلیمات اور مت کی تنظیمی تاریخ۔

۴۔ بھکت چنتامنی سوامی نارائن اور ان کے بھکتوں کے واقعات اور اخلاقی اسباق۔

۵۔ ہری لیلامرت سوامی نارائن کی روحانی سرگرمیوں اور معجزاتی روایات کا بیان۔

(Ramond Brady & Yogi Trivedi (eds.) Swaminarayan Hinduism: Tradition, Adaptation, and Identity, Oxford University Press)
(Shikshapatri, Sahajanannd Swami (Critical editions by Swaminarayan institutions)
(Life and Philosophy of Shree Swaminarayan, Shree Swaminarayan Mandir, AHmedabad, H.T. Dave)

جے گرو دیو مت کا تعارف

جے گرو دیو مت برصغیر ہند میں وجود میں آنے والی ایک جدید روحانی تحریک ہے، جس کے بانی سنت بابا جے گرو دیو مہاراج (1903ء-1980ء کے قریب) مانے جاتے ہیں۔ اس تحریک کا آغاز بیسویں صدی کے وسط میں شمالی ہندوستان، خصوصاً اتر پردیش اور مدھیہ پردیش کے علاقوں سے ہوا۔ بابا جے گرو دیو مہاراج کو رادھا سوامی اور

سنت مت کی روایت سے جوڑا جاتا ہے، کیونکہ ان کی تعلیمات میں ست گرو، نام سمراں اور باطنی سلوک پر خاص زور ملتا ہے۔ جے گرو دیومت کا مقصد انسان کو اخلاقی اصلاح، روحانی بیداری اور خدا کی یاد کی طرف مائل کرنا ہے۔

جے گرو دیومت کے مطابق زندہ کامل گرو (ست گرو) کی رہنمائی کے بغیر روحانی نجات ممکن نہیں۔ بابا جے گرو دیو کو ان کے پیروکار ایک کامل سنت اور روحانی رہنما مانتے ہیں، اگرچہ انہیں براہِ راست خدا قرار نہیں دیا جاتا۔ اس مت میں خدا کو ایک واحد، بے صورت اور اعلیٰ حقیقت سمجھا جاتا ہے، جس تک رسائی نام سمراں اور گرو کی تعلیمات پر عمل سے حاصل ہوتی ہے۔ اس تحریک میں ذات پات، مذہبی تعصب اور فرقہ واریت کی نفی کی جاتی ہے اور تمام انسانوں کو برابر مانا جاتا ہے۔

عبادات کے لحاظ سے جے گرو دیومت میں نام کا ورد، دھیان، ست سنگ اور اخلاقی زندگی کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ پیروکاروں کو سچ بولنے، عدمِ تشدد، نشہ آور اشیاء سے پرہیز، سادگی اور خدمتِ خلق کی تلقین کی جاتی ہے۔ اجتماعی ست سنگ اور روحانی اجتماعات کے ذریعے بابا جے گرو دیو کی تعلیمات بیان کی جاتی ہیں، جن کا مقصد فرد اور معاشرے دونوں کی اصلاح ہے۔ اس تحریک میں ظاہری مذہبی رسموں کے مقابلے میں باطنی پاکیزگی کو زیادہ اہم سمجھا جاتا ہے۔

جے گرو دیومت کو صرف ایک فرقہ نہیں بلکہ ایک اخلاقی و روحانی اصلاحی تحریک بھی کہا جاتا ہے، جس نے دیہی اور شہری طبقات میں سادہ مذہبی شعور کو فروغ دیا۔ بابا جے گرو دیو کے وصال کے بعد ان کے مریدین نے اس تحریک کو منظم رکھا اور مختلف آشرموں اور مراکز کے ذریعے اس کی تبلیغ جاری رکھی۔ اگرچہ یہ مت علمی سطح پر قدیم فرقوں جتنا منظم نہیں، مگر عوامی سطح پر اس کا اثر خاصا نمایاں رہا ہے۔

(بابا جے گرو دیو مہاراج: جیون اور اپدیش (جے گرو دیومت کی داخلی مطبوعات/آشرمی لٹریچر)
(Ram Narayan Mishra, Modern Sant Movements in North India, Concept

Publishing Company)

(The Radhasoami Tradition: A Critical History of Guru Successorship, David C.Lane, Garland Publishing)

جے گرو دیومت کے عقائد

جے گرو دیومت ایک جدید روحانی روایت ہے جو سنت بابا جے گرو دیو جی مہاراج (1901ء-1981ء) سے منسوب ہے۔اس مت کا بنیادی عقیدہ ایک بےصورت، بے نام اور اعلیٰ خدا پر ایمان ہے، جو کائنات کا خالق اور نجات دہندہ ہے۔

جے گرو دیومت میں خدا کو کسی خاص مذہبی شناخت یا فرقے تک محدود نہیں مانا جاتا، بلکہ اسے آفاقی حقیقت تصور کیا جاتا ہے۔اس مت میں روح (آتما) کو ازلی مانا جاتا ہے اور انسانی زندگی کا مقصد روح کو مادّی آلودگی سے پاک کر کے خدا سے جوڑنا بتایا جاتا ہے۔

اس مت میں ست گرو (زندہ کامل مرشد) کی مرکزی حیثیت ہے۔عقیدے کے مطابق روحانی نجات صرف ایسے گرو کی رہنمائی میں ممکن ہے جو خود حق تک پہنچ چکا ہو۔گرو کو خدا نہیں مانا جاتا بلکہ خدا تک پہنچنے کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔یہ تصور سنت مت اور رادھاسوامی روایت سے خاصی مماثلت رکھتا ہے۔

جے گرو دیومت میں تہواروں کی اصل حیثیت گرو کی یاد اور ست سنگ کو حاصل ہے۔اس مت کا سب سے اہم تہوار جے گرو دیو جینتی ہے، جو سنت بابا جے گرو دیو جی مہاراج کی ولادت یا یاد میں منایا جاتا ہے۔

اس موقع پر جے گرو دیو آشرموں اور ست سنگ مراکز میں بڑے پیمانے پر اجتماعی ست سنگ، نام سمراں، دھیان، بھجن اور گرو کے اُپدیش سنائے جاتے ہیں۔اس تہوار میں ظاہری رسم و رواج کے بجائے سادگی، ضبطِ نفس، اخلاقی عہد کی تجدید اور خدمتِ خلق پر زور دیا جاتا ہے۔جے گرو دیومت میں عام مذہبی تہواروں کی نسبت گرو کی تعلیمات کو یاد کرنا ہی سب سے بڑی روحانی خوشی اور تہوار سمجھا جاتا ہے۔

جے گرو دیومت کی تعلیمات

جے گرو دیومت کی تعلیمات کا محور اخلاقی اصلاح، ضبطِ نفس اور باطنی پاکیزگی ہے۔اس مت میں درج ذیل تعلیمات پر خاص زور دیا جاتا ہے:

- سچ بولنا اور دیانت داری اختیار کرنا۔
- عدمِ تشدد اور رحم دلی۔
- سبزی خوری اور نشہ آور اشیاء (شراب، تمباکو، منشیات) سے مکمل پرہیز۔
- ذات پات، اونچ نیچ اور مذہبی تعصب کی نفی۔
- سادہ زندگی اور قناعت۔
- خدمتِ خلق کو عبادت کا درجہ دینا۔

بابا جے گرو دیو جی کے نزدیک مذہب کا اصل مقصد انسان کو اچھا انسان بنانا ہے۔ وہ ظاہری مذہبی دکھاوے، رسم پرستی اور فرقہ وارانہ تعصب کے سخت مخالف تھے۔

عبادت کا طریقہ

جے گرو دیومت میں عبادت کا طریقہ سادہ اور باطنی ہے۔اس میں سب سے اہم عمل نام سمراں (خدا کے نام کا ورد) اور دھیان (مراقبہ) ہے، جو گرو کی دی ہوئی تعلیم کے مطابق کیا جاتا ہے۔عبادت انفرادی بھی ہوسکتی ہے اور اجتماعی بھی، جسے ست سنگ کہا جاتا ہے۔اس مت میں:

- مورتی پوجا نہیں کی جاتی ہے۔
- یگیہ، ہون اور پیچیدہ مذہبی رسمیں ضروری نہیں سمجھی جاتیں ہیں۔
- سادگی اور خاموش دھیان کو افضل مانا جاتا ہے۔
- ست سنگ میں گرو کے اقوال، بھجن اور روحانی نصیحتیں بیان کی جاتی ہیں، جن کا مقصد دل کی اصلاح اور باطن کی بیداری ہوتا ہے۔

جے گرو دیومت کی اہم کتب

جے گرو دیومت میں کسی ایک قدیم صحیفے کو حتمی کتاب کا درجہ حاصل نہیں، تاہم بابا جے گرو دیو جی کے اقوال اور تعلیمات کو مختلف مجموعات میں محفوظ کیا گیا ہے، جو پیرو کاروں کے لیے رہنمائی کا ذریعہ ہیں:

١۔ جے گرو دیو بانی/اُپدیش۔ بابا جے گرو دیو جی کے خطبات اور نصیحتوں کا مجموعہ۔

٢۔ ست سنگ مالا۔ روحانی مجالس میں بیان کردہ تعلیمات اور بھجن۔

٣۔ سنت بابا جے گرو دیو جی کی جیون کتھا۔ سوانح حیات اور روحانی جدوجہد کا بیان۔

٤۔ نام مہاتمیہ نام سمراں اور دھیان کی اہمیت پر مبنی رسالہ (روایتی متون)۔

(جیون چرتر سنت بابا جے گرو دیو جی مہاراج، جے گرو دیو آشرم، متھرا)

(جے گرو دیو اُپدیش سنگرہ، جے گرو دیومت پرکاش)

(P.D. Barthwal, The Nirguna School of Hindi Poetry, Motilal Banarsidass)

سرنامی یا سرنامت کا تعارف

سرنامی یا سرنامت (सरना मत) ہندوستان کے قدیم قبائلی (آدی واسی) مذاہب میں شمار ہوتا ہے، جو بنیادی طور پر جھارکھنڈ، چھتیس گڑھ، اوڈیشہ، بہار، مغربی بنگال اور مدھیہ پردیش کے قبائلی سماج میں رائج ہے۔ ''سرنا'' کا لفظ عام طور پر مقدس جنگل یا مقدس درختوں کے جھنڈ کے لیے استعمال ہوتا ہے، جہاں قبائلی لوگ اجتماعی عبادت انجام دیتے ہیں۔ سرنامت کسی بانی، منظم مذہبی کتاب یا باقاعدہ فرقہ جاتی ڈھانچے پر قائم نہیں، بلکہ یہ ایک فطرت پر مبنی قدیم مذہبی روایت ہے جو نسل در نسل زبانی روایت کے ذریعے منتقل ہوتی رہی ہے۔

سرنامت کے ماننے والے ایک اعلیٰ طاقت پر ایمان رکھتے ہیں جسے مختلف قبائل مختلف ناموں سے پکارتے ہیں، جیسے سنگ بونگا، دھرمیش، مرنگ بورو، بونگا دیوتا وغیرہ۔ یہ اعلیٰ ہستی کائنات کی خالق، محافظ اور نظم قائم رکھنے والی مانی جاتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ

فطرت کی طاقتوں، جیسے سورج، چاند، پہاڑ، ندی، درخت اور زمین کو بھی مقدس سمجھا جاتا ہے۔ سرنامت میں خدا کا تصور کسی مورتی یا انسانی شکل میں نہیں بلکہ قدرتی مظاہر اور روحانی قوتوں کے ذریعے ظاہر ہوتا ہے۔

سرنامی روایت میں عبادت کا مرکز سرنا استھل (مقدس جنگل) ہوتا ہے، جہاں اجتماعی طور پر دیوی دیوتاؤں اور اجداد کی روحوں کو یاد کیا جاتا ہے۔ ان عبادات میں قبیلے کے بزرگ یا پہان/ نائیک/ دیوری (مذہبی پیشوا) قیادت کرتے ہیں۔ قربانی، دعائیں، اجتماعی رقص، ڈھول، گیت اور تہوار (جیسے سرہول، کرم، سوہرائے) سرنامت کی مذہبی زندگی کا اہم حصہ ہیں۔ ان عبادات کا مقصد زمین کی زرخیزی، فصلوں کی بہتری، سماجی ہم آہنگی اور قدرتی آفات سے تحفظ مانا جاتا ہے۔

سرنامت محض ایک مذہبی عقیدہ نہیں بلکہ قبائلی ثقافت، سماجی نظام اور اخلاقیات کا مجموعہ ہے۔ اس میں فطرت کے احترام، اجتماعی زندگی، مساوات، بزرگوں کی عزت اور سماجی ذمہ داری پر زور دیا جاتا ہے۔ جدید دور میں سرنامت کے ماننے والے اسے ایک الگ مذہبی شناخت کے طور پر تسلیم کرانے کی جدوجہد بھی کر رہے ہیں، خاص طور پر مردم شماری اور آئینی سطح پر، تاکہ قبائلی مذہبی تشخص محفوظ رہ سکے۔

(Verrier Elwin, The Religion of an Indian Tribe, Oxford University Press)
(K.S. Singh, Tribal Religion in India, Manohar Publications)
(Surajit Sinha, Tribes of India, Vikas Publishing house)

سرنامت کے عقائد

● سرنامت ایک قدیم قبائلی مذہبی روایت ہے جس کا کوئی بانی، منظم فرقہ یا واحد مقدس کتاب نہیں۔

● ایک اعلیٰ طاقت پر ایمان رکھا جاتا ہے جسے مختلف قبائل میں سنگ بونگا، دھرمیش، مرنگ بورو وغیرہ کہا جاتا ہے۔

- یہ اعلیٰ ہستی کائنات کی خالق، محافظ اور فطری نظم کی نگران مانی جاتی ہے۔
- خدا کا تصور بےصورت ہے؛ مورتی پوجا کا رواج نہیں۔
- فطرت (زمین، درخت، پہاڑ، سورج، چاند، ندی) کو مقدس سمجھا جاتا ہے۔
- اجداد کی روحوں (Ancestor spirits) پر ایمان رکھا جاتا ہے جو قبیلے کی حفاظت کرتی ہیں۔
- اچھے اور برے اعمال کے نتیجے میں فطری توازن برقرار یا بگڑتا ہے بی یہی اخلاقی اصول ہے۔

سرنامت کی تعلیمات

- فطرت کا احترام اور اس کے ساتھ ہم آہنگ زندگی گزارنا۔
- زمین، جنگل اور پانی کو نقصان پہنچانا گناہ سمجھا جاتا ہے۔
- اجتماعیت اور مساوات، قبیلے کے تمام افراد برابر ہیں۔
- بزرگوں کی عزت اور روایات کی پاسداری ضروری ہے۔
- سچائی، سادگی اور قناعت کو زندگی کا اصل حسن مانا جاتا ہے۔
- ذات پات یا مذہبی تفریق کی کوئی جگہ نہیں۔
- فرد کی نجات سے زیادہ قبیلے اور سماج کی فلاح کو اہمیت دی جاتی ہے۔

سرنامت میں عبادات

- عبادت کا مرکزی مقام سرنا استھل (مقدس جنگل یا درختوں کا جھنڈ) ہوتا ہے۔
- عبادات اجتماعی نوعیت کی ہوتی ہیں، انفرادی عبادت کم پائی جاتی ہے۔
- مذہبی رسومات کی قیادت پہان/ نائیک/ دیوری (قبائلی مذہبی پیشوا) کرتے ہیں۔
- دعائیں، فطری دیوتاؤں اور اجداد کی روحوں کے نام نذر و نیاز پیش کی جاتی ہے۔
- بعض مواقع پر قربانی (اکثر جانور یا پرندہ) دی جاتی ہے، جو فطرت کے توازن کی

علامت سمجھی جاتی ہے۔

●ڈھول، رقص اور گیت عبادت کا حصہ ہوتے ہیں۔

اہم تہوار

سرہول (بہار و زراعت)، کرم (درخت و زرخیزی)، سوہرائے (فصل کی کٹائی)۔

●سرنامت کے اہم تہوار سرہول (सरहुल) بہار کی آمد، نئے سال اور زراعت کے آغاز کا تہوار؛ سال کے پھولوں سے پوجا۔

● کرم/کرما (करमा) کرم درخت سے منسوب؛ زرخیزی، محنت اور سماجی اتحاد کی علامت۔

●سوہرائے/سوہرائی (सोहराय) فصل کی کٹائی کا تہوار؛ مویشیوں کی پوجا اور شکرگزاری۔

●جاوا/جوا (जवा/जावा) بیج بونے اور زمین کی زرخیزی سے متعلق تہوار۔

●ماگھے/ماگھا (माघा/माघे) موسمی تبدیلی اور اجداد کی یاد کا تہوار۔

(Ram Dayal Munda, Adi-Dharam: religious Beliefs of the Adivasis, Jharkhand Tribal research Institute)

(K.S. Singh, Tribal Religion in India)

ہندودھرم کی اصلاحی تحریکیں

(Religious Reform Movements)

ان کا مقصد ہندو سماج یا مذہبی فکر کی اصلاح، بدعات کا خاتمہ، اور عقلی یا اخلاقی بنیادوں پر دین کی تشکیل ہے جیسے ۱۔آریہ سماج ۲۔برہموسماج ۳۔پرتھنا سماج ۴۔نرنکاری مشن (سکھ روایت کے اندر اصلاحی تحریک)۔یہ سبھی فرقے نہیں بلکہ اصلاحی تحریکیں ہیں۔

آریہ سماج کا تعارف

آریہ سماج (आर्य समाज) برصغیر کی ایک معروف اصلاحی وفکری تحریک ہے جس کی بنیاد 1875ء میں بمبئی (موجودہ ممبئی) میں رکھی گئی۔اس تحریک کا مقصد ہندو معاشرے کو ان عقائد اور رسومات سے پاک کرنا تھا جنہیں اس کے بانی نے غیر ویدی، توہم پرستانہ اور بعد کے ادوار کی پیداوار سمجھا۔آریہ سماج نے ویدوں کی طرف رجوع اور ان کو واحد مستند مذہبی ماخذ ماننے پر زور دیا۔

آریہ سماج کا بنیادی نعرہ ''ویدوں کی طرف لوٹو'' تھا۔اس کے مطابق وید ازلی و ابدی الہامی صحائف ہیں اور ان میں بیان کردہ تعلیمات ہی اصل دھرم کی نمائندگی کرتی ہیں۔اسی وجہ سے آریہ سماج نے مورتی پوجا، اوتارواد، تیرتھ یاترا، جادو، نجوم اور پجاریوں کی اجارہ داری کی سخت مخالفت کی۔

یہ تحریک صرف مذہبی نہیں بلکہ سماجی اصلاح کی بھی علمبردار تھی۔آریہ سماج نے ذات پات کے نظام، چھوا چھوت، ستی، کم عمری کی شادی اور عورتوں کی تعلیم سے محرومی کے خلاف آواز اٹھائی۔اس نے بیواؤں کی شادی، خواتین کی تعلیم اور شودروں کو مذہبی تعلیم

دینے کی حمایت کی، جو اس دور میں ایک انقلابی قدم تھا۔

آریہ سماج نے تعلیم کے میدان میں بھی گہرا اثر ڈالا۔ ڈی۔اے۔وی (DAV) تعلیمی تحریک اسی فکر کا عملی مظہر ہے، جس کے تحت جدید علوم اور ویدی تعلیم کو یکجا کیا گیا۔ ان اداروں نے جدید ہندوستان کی فکری اور تعلیمی تشکیل میں اہم کردار ادا کیا۔

مہارشی سوامی دیانند سرسوتی (स्वामी दयानन्द सरस्वती)

مہارشی دیانند سرسوتی (1824ء-1883ء) آریہ سماج کے بانی، عظیم مصلح اور ویدی مفکر تھے۔ ان کی پیدائش گجرات کے ضلع موربی میں ایک برہمن خاندان میں ہوئی۔ بچپن سے ہی وہ مذہبی رجحان رکھتے تھے، لیکن شیوراتری کے موقع پر مورتی کے سامنے چوہے کو بے خوف گھومتے دیکھ کر ان کے دل میں مورتی پوجا کے بارے میں شدید سوالات پیدا ہوئے، جو بعد میں ان کی فکری بیداری کا سبب بنے۔

دیانند سرسوتی نے طویل عرصہ سنیاسی کی حیثیت سے ہندوستان کے مختلف حصوں کا سفر کیا اور سنسکرت، ویدک ادب اور فلسفے کا گہرا مطالعہ کیا۔ انہوں نے اس نتیجے پر پہنچ کر اعلان کیا کہ ہندو دھرم کی اصل تعلیمات صرف ویدوں میں محفوظ ہیں اور بعد کی بہت سی رسمیں تحریف اور بدعات پر مبنی ہیں۔

ان کی سب سے معروف تصنیف "ستیارتھ پرکاش" ہے، جس میں انہوں نے ویدوں کی بالادستی، خداء واحد، کرم، پنرجنم اور سماجی اصلاحات پر تفصیل سے روشنی ڈالی، نیز ہندو دھرم کے ساتھ ساتھ دیگر مذاہب کے عقائد پر بھی تنقیدی بحث کی۔ دیانند سرسوتی نے سادہ ایکشور وادی تصورِ خدا پیش کیا اور کہا کہ خدا ایک، بے صورت، عادل اور کائنات کا خالق ہے۔

مہارشی دیانند سرسوتی کی وفات 1883ء میں ہوئی، مگر ان کی قائم کردہ آریہ سماج تحریک آج بھی ہندوستان اور بیرونِ ملک سرگرم ہے اور مذہبی اصلاح، تعلیم اور سماجی بیداری کے میدان میں اپنا کردار ادا کر رہی ہے۔

(دیانند سرسوتی، ستیارتھ پرکاش، آریہ پرکاش، دہلی)
Lajpat Rai, The Arya Samaj, National Publishing house, Delhi

آریہ سماج کے بنیادی عقائدونظریات

۱۔ویدوں کی مطلق بالادستی:

آریہ سماج کے مطابق چاروں وید (رِگ، یجُر، سام اوراتھروید) ازلی، ابدی اور الہامی ہیں۔ مذہب، عقیدہ اور عمل کے تمام اصول ویدوں سے اُخذ ہونے چاہئیں۔ بعد کی مذہبی کتب، پران، تنتر وغیرہ کو حتمی سند حاصل نہیں۔ (دیانند سرسوتی، ستیارتھ پرکاش، سمُلّاس 1)

۲۔نرآکار (ایک بےصورت) خدا:

آریہ سماج ایک خدا کو تسلیم کرتے ہیں جو ایک، لاشریک، نرآکار (بےصورت)، قادرمطلق، عادل اور کائنات کا خالق ہے۔ خدا نہ پیدا ہوتا ہے نہ مرتا ہے، اسی طرح کسی جسم میں حلول یا اوتار نہیں لیتا۔ (ستیارتھ پرکاش، سمُلّاس 7)

۳۔مورتی پوجا کی نفی:

آریہ سماج کے نزدیک بت یا مورتی کی عبادت غیر ویدک عمل ہے، کیونکہ خدا حواس اوراشکال سے ماوراہے۔ ویدوں میں مورتی پوجا کا حکم موجود نہیں۔
(Lajpat Rai, The Arya Samaj)

۴۔اوتارواد کی تردید:

آریہ سماج اس عقیدے کو رد کرتا ہے کہ خدا انسانی یا حیوانی اوتار میں آتا ہے۔ خدا کامل ہے، اس میں نقص یا مجبوری نہیں کہ وہ جنم لے۔ (ستیارتھ پرکاش، سمُلّاس 4)

۵۔کرم اور پنرجنم:

ہرانسان اپنے اعمال (کرم) کا خود ذمہ دار ہے۔ نیک یا بداعمال کے مطابق روح کو دوبارہ جنم ملتا ہے، یہاں تک کہ موکش حاصل ہوجائے۔
(Kenneth W. Jones, Arya Dharm)

۶۔موکش (نجات)

موکش علمِ حق، نیک اعمال اور ویدی زندگی سے حاصل ہوتی ہے۔موکش کے بعد روح جنم اور دکھ کے چکر سے آزاد ہو جاتی ہے۔(دیانند سرسوتی، ستیارتھ پرکاش)

۷۔ذات پات کی مخالفت

آریہ سماج پیدائشی ذات پات کو رد کرتا ہے۔ورن کا معیار کردار، علم اور عمل ہے، نہ کہ جنم۔(ستیارتھ پرکاش، سمُلّا س4)

۸۔ یگیہ(ہَو ن)اور ویدی عبادت

آریہ سماج میں عبادت کا اصل طریقہ یگیہ ہے، جس میں ویدی منتروں کے ذریعے خدا کی یاد اور سماجی فلاح کی دعا کی جاتی ہے۔

(Lajpat Rai, The Arya Samaj)

एकं सद् विप्रा बहुधा वदन्ति (ऋग्वेद 1.164.46)

ترجمہ: حقیقت ایک ہی ہے، مگر دانا لوگ اسے مختلف ناموں سے پکارتے ہیں۔(رِگ وید، منڈل 1، سوکت 164، منتر 46)

न तस्य प्रतिमा अस्ति (यजुर्वेद 32.3)

ترجمہ: اس (خدا) کی کوئی مورتی یا شبیہ نہیں ہے۔(یجُر وید، ادھیائے 32، منتر 3)

آریہ سماج کی بنیادی تعلیمات

۱۔ویدوں کی تعلیم:

آریہ سماج کے مطابق چاروں وید ازلی، ابدی اور الہامی ہیں۔حقیقی دھرم وہی ہے جو ویدوں کے مطابق ہو، اس لیے انسان کو اپنی زندگی ویدک اصولوں کے تحت گزارنی چاہئے۔

۲۔ایک خدا پر ایمان:

آریہ سماج ایک ہی خدا کو مانتا ہے جو واحد، بے صورت، قادرِ مطلق، عادل اور کائنات کا خالق ہے۔خدا کسی شکل یا مورتی میں محدود نہیں۔

۳۔سچائی اور حق پسندی:

سچ بولنا، حق پر قائم رہنا اور جھوٹ، فریب و دھوکے سے اجتناب آریہ سماج کی بنیادی تعلیمات میں شامل ہے۔

۴۔کرم کا اصول:

ہر انسان اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہے۔ اچھے اعمال خوشی اور نجات کا ذریعہ بنتے ہیں، جب کہ برے اعمال دکھ اور بندھن کا سبب بنتے ہیں۔

۵۔تعلیم کی اہمیت:

آریہ سماج علم کو نجات اور ترقی کی بنیاد سمجھتا ہے۔ مرد و عورت دونوں کے لیے تعلیم کو لازمی قرار دیتا ہے، اور جہالت کو سماجی زوال کی جڑ مانتا ہے۔

۶۔ذات پات اور چھوا چھوت کی نفی:

پیدائشی ذات پات، اونچ نیچ اور چھوا چھوت کو غیر انسانی اور غیر ویدی قرار دیا گیا ہے۔ انسان کی قدر و منزلت اس کے کردار سے متعین ہوتی ہے۔

۷۔عورت کا مقام:

آریہ سماج عورت کو مرد کے برابر روحانی اور سماجی حقوق دیتا ہے۔ خواتین کی تعلیم، بیواؤں کی شادی اور سماجی عزت پر زور دیتا ہے۔

۸۔مورتی پوجا اور اوتار واد کی مخالفت:

بت پرستی، اوتار پرستی اور توہمات کو غیر ویدی کہہ کر رد کیا گیا ہے۔ عبادت سادہ، عقلی اور ویدی ہونی چاہیے۔

۹۔یگیہ (ہَون) اور دعا:

یگیہ آریہ سماج کی عبادت کا اہم طریقہ ہے، جس میں ویدی منتر، اخلاقی تطہیر اور سماجی فلاح کی دعائیں شامل ہوتی ہیں۔

۱۰۔سماجی اصلاح:

آریہ سماج کا مقصد فرد کی اصلاح کے ساتھ سماج کی اصلاح ہے۔ستی،کم عمری کی شادی،نشہ اور فضول رسومات کی مخالفت کی جاتی ہے۔

۱۱۔عقل اور سائنس کی ہم آہنگی:

آریہ سماج مذہب اور عقل میں ٹکراؤ نہیں مانتا۔جو بات عقل،علم اور ویدوں کے خلاف ہو،اسے قبول نہیں کیا جاتا۔

۱۲۔وشوبھلائی (عالمی خیرخواہی):

آریہ سماج تمام انسانوں کی فلاح، امن اور اخلاقی بہتری کا داعی ہے،جس کا مشہور اصول ہے:

कृण्वन्तो विश्वमार्यम् (ऋग्वेद 9.63.5)

ترجمہ: ساری دنیا کو نیک،مہذب اور اعلیٰ کردار والا بناؤ۔

نوٹ: یہ اصل میں رگ وید (رگ وید، منڈل 9، سوکت 63، منتر 5) کا حصہ ہے۔البتہ اس ویدک اصول کو مہارشی دیانند سرسوتی نے بھی اپنی تحریکِ آریہ سماج کا بنیادی شعار بنایا،جس کا ذکر ان کی کتاب ''सत्यार्थ प्रकाश''میں ملتا ہے۔

(مہارشی دیانند سرسوتی، ستیارتھ پرکاش، آریہ پرکاشن، دہلی)

دیانند سرسوتی کا اسلام کے بارے میں نظریہ

مہارشی دیانند سرسوتی نے اسلام کا مطالعہ ایک اصلاحی اور تقابلی مذہبی نقطۂ نظر سے کیا۔وہ تمام مذاہب کو ویدوں کی کسوٹی پر پرکھتے تھے اور اسی اصول کے تحت انہوں نے اسلام سمیت عیسائیت اور ہندومت کی مروجہ شکلوں پر تنقید کی۔ان کی تنقید کا مقصد اپنے فہم کے مطابق ''اصل سچ'' کی وضاحت تھا، نہ کہ بین المذاہب ہم آہنگی۔

دیانند سرسوتی اسلام کے توحیدی تصورِ خدا کی تحسین کرتے تھے۔وہ اس بات کو

تسلیم کرتے ہیں کہ اسلام ایک خدا کی عبادت، بت پرستی کی نفی اور اخلاقی نظم پر زور دیتا ہے، جو ان کے نزدیک ویدک ایکشورواد کے قریب ہے۔ اسی بنا پر وہ اسلام کو شرک سے پاک مذاہب میں شمار کرتے ہیں، اگر چہ اسے ویدوں کے ہم پلہ نہیں مانتے۔

تاہم انہوں نے اسلام کے وحی، نبوت اور شریعت کے تصور پر سخت تنقید کی۔ ان کے نزدیک وید ازلی اور ابدی ہیں، جب کہ قرآن کو وہ تاریخی کتاب سمجھتے تھے جو ایک خاص زمانے اور معاشرتی پس منظر میں نازل ہوئی۔ اسی وجہ سے وہ اسلام کے دعویٔ آخری وحی کو قبول نہیں کرتے۔

دیانند سرسوتی نے اسلامی تاریخ کے بعض پہلوؤں خصوصاً جہاد، مذہبی اقتدار اور فقہی احکام، پر بھی اعتراضات کیے۔ ان کی رائے میں مذہب کو سیاسی طاقت سے جوڑنا روحانیت کو نقصان پہنچاتا ہے۔

یہ تنقید 19 ویں صدی کے نوآبادیاتی ہندوستان کے فکری ماحول میں عام تھی، جہاں مختلف مذاہب کے علماء ایک دوسرے پر مناظرانہ انداز میں گفتگو کرتے تھے۔

یہ بات اہم ہے کہ دیانند سرسوتی کا اسلوب مناظرانہ تھا، جو آج کے معیارات کے مطابق سخت اور غیر مصالحتی محسوس ہو سکتا ہے۔

جدید محققین (Modern Scholars) کے مطابق ان کے بیانات کو ان کے زمانے، فکری پس منظر اور اصلاحی ایجنڈے کے تناظر میں سمجھنا چاہیے، نہ کہ عصرِ حاضر کے بین المذاہب مکالمے کے پیمانوں سے جیسا کہ ستیارتھ پرکاش، سمُلّاس 13-14 اور ستیارتھ پرکاش، سمُلّاس 7 میں ہے۔

آریہ سماج میں عبادات کا طریقہ

یگیہ/ہَون (हवन/यज्ञ)

آریہ سماج میں عبادت کا بنیادی طریقہ یگیہ (ہَون) ہے۔ اس میں ہون کنڈ میں

آگ روشن کر کے گھی اور خوشبودار اجزاء ڈالے جاتے ہیں اور ویدی منتر پڑھے جاتے ہیں۔اسے روحانی تطہیر، اخلاقی اصلاح اور سماجی فلاح کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔
(دیانندسرسوتی،ستیارتھ پرکاش،سمُلاّس 2)

ویدک منتر اور ساندھیہ

صبح وشام ساندھیہ (دعا) کی جاتی ہے، جس میں خاص طور پر گایتری منتر پڑھا جاتا ہے۔(سنسکار ودھی،آریہ پرکاش)

گائتری منتر

گائتری منتر اس طرح ہے:

ॐ भूर्भुवः स्वः
तत्सवितुर्वरेण्यं
भर्गो देवस्य धीमहि
धियो यो नः प्रचोदयात्॥

ترجمہ: ہم اس قابلِ عبادت نور والے رب (سوِتَر) کی عبادت کرتے ہیں، جو زمین، فضا اور آسمان کا پروردگار ہے؛ ہم اس کے نورِ پاک میں غور وفکر کرتے ہیں، وہ ہماری عقلوں کو درست راستے کی طرف رہنمائی فرمائے۔
(رِگ وید، منڈل 3، سوکت 62، منتر 10)

وضاحت: آریہ سماج میں گائتری منتر کو سب سے اہم ویدی دعا مانا جاتا ہے۔ یہ منتر ایکشورو ادی فکر، اخلاقی رہنمائی اور علم کی دعا پر مشتمل ہے۔آریہ سماج میں اسے روزانہ ساندھیہ اور یگیہ (ہَون) میں پڑھا جاتا ہے۔(مہارشی دیانندسرسوتی،ستیارتھ پرکاش،سمُلاّس 2)

مورتی پوجا کی نفی

آریہ سماج میں کسی مورتی، بت یا تصویر کی عبادت نہیں کی جاتی، کیونکہ خدا بے صورت ہے۔(دیانندسرسوتی،ستیارتھ پرکاش،سمُلاّس 7)

آریہ سماج کے تہوار

آریہ سماج تہواروں کو مذہبی رسم سے زیادہ اصلاحی اور اخلاقی پہلو سے مناتا ہے:

۱۔آریہ سماج استھاپنا دیوس (10 اپریل 1875ء)۔
۲۔مہارشی دیانند سرسوتی جینتی۔
۳۔وید دیوس۔
۴۔ہولی اور دیوالی سماجی اصلاح کے پیغام کے ساتھ۔
۵۔راکھی بندھن اخوت وسماجی ذمہ داری کی علامت۔(The Arya Saman, Lajpat Rai)

آریہ سماج کی اہم کتب

آریہ سماج کی بنیادی ونظریاتی کتب درج ذیل ہیں:

۱۔ستیارتھ پرکاش مہارشی دیانند سرسوتی۔
۲۔رِگ وید بھاشیہ دیانند سرسوتی۔
۳۔یجُر وید بھاشیہ دیانند سرسوتی۔
۴۔سنسکار ودھی۔
۵۔ویدانند پرکاش۔
۶۔اصل ویدک صحائف یعنی: چاروں وید جیسے رِگ وید، یجُر وید، سام وید، اتھر وید۔
(Radhakrishnan, Indian Philosophy, Vol. II)

آریہ سماج کے اہم مراکز

۱۔آریہ سماج مندر، بمبئ (ممبئ) پہلا مرکز۔
۲۔آریہ سماج مندر، دہلی۔
۳۔گروکل کانگڑی یونیورسٹی، ہریدوار۔
۴۔ڈی۔اے۔وی (DAV) کالج ٹرسٹ، دہلی۔

آریہ سماج کے مندر عام ہندو مندروں سے مختلف ہوتے ہیں جیسے: اندر کوئی مورتی نہیں ہوتی اور مرکزی مقام پر ہَون کنڈ ہوتا ہے اور ویدی منتروں کی تختیاں آویزاں ہوتی ہیں۔ان کے یہاں مندر کو سماجی و تعلیمی سرگرمیوں کا مرکز سمجھا جاتا ہے

برہم سماج کا تعارف

برہم سماج (ब्रह्म समाज) برصغیر کی ایک اہم مذہبی و سماجی اصلاحی تحریک ہے جس کی بنیاد 1828ء میں کلکتہ (موجودہ کولکاتا) میں راجا رام موہن رائے نے رکھی۔ یہ تحریک اس دور میں ابھری جب ہندو معاشرہ توہمات، ذات پات، ستی، مورتی پوجا اور سماجی جمود کا شکار تھا۔ برہم سماج کا مقصد ہندو مذہب کو عقل، اخلاق اور توحید پر مبنی خالص مذہبی فکر کی طرف واپس لانا تھا۔

برہم سماج کے عقائد کی بنیاد ایک خدا (برہم) کے تصور پر ہے، جو واحد، نراکار (بےصورت)، ازلی اور ابدی ہے۔ یہ تحریک مورتی پوجا، اوتار واد اور رسم و رواج پر مبنی عبادات کی سخت مخالفت کرتی ہے۔ برہم سماج کے مطابق خدا کی عبادت دل کی پاکیزگی، اخلاقی زندگی اور سچائی کے ذریعے ہوتی ہے، نہ کہ ظاہری رسومات سے۔

راجا رام موہن رائے نے ویدوں اور اُپنشدوں خصوصاً اُپنشدک توحید کو برہم سماج کی فکری بنیاد بنایا، مگر ساتھ ہی وہ عقل، جدید تعلیم اور مغربی افکار سے بھی متاثر تھے۔ ان کا خیال تھا کہ مذہب کو عقل اور انسانی فلاح کے تابع ہونا چاہیے۔اسی بنا پر برہم سماج میں مذہبی رواداری اور بین المذاہب احترام پر زور دیا گیا۔

برہم سماج نے صرف مذہبی نہیں بلکہ سماجی اصلاحات میں بھی نمایاں کردار ادا کیا۔ اس تحریک نے ستی کی رسم کے خاتمے، بیواؤں کی شادی، عورتوں کی تعلیم، کم عمری کی شادی کی مخالفت اور ذات پات کے امتیاز کے خلاف آواز بلند کی۔ ہندوستانی سماج میں خواتین کے حقوق کے فروغ میں برہم سماج کا کردار تاریخی اہمیت رکھتا ہے۔

راجا رام موہن رائے کے بعد دیوندر ناتھ ٹیگور اور کیشب چندر سین جیسے مفکرین نے برہم سماج کو مزید منظم کیا۔ بعد ازاں برہم سماج مختلف شاخوں میں تقسیم ہوا، لیکن اس کے بنیادی اصول توحید، اخلاق، عقل اور سماجی اصلاح برقرار رہے۔ برہم سماج نے جدید ہندوستان کی فکری بیداری اور نشاۃ ثانیہ میں نمایاں کردار ادا کیا۔

اگرچہ آج برہم سماج ایک محدود تنظیم کی حیثیت رکھتا ہے، لیکن اس کے افکار نے ہندو سماج، تعلیم، قانون اور مذہبی فکر پر گہرے اثرات چھوڑے، اور بعد کی اصلاحی تحریکوں جیسے آریہ سماج پر بھی اس کا بالواسطہ اثر نظر آتا ہے۔

(Raja Rammohan Roy, The Precepts of Jesus & Theological Works)
(S. Radhakrishnan, Indian Philosopy, Vol. II)
(The Brahmo Samaj and the Shaping of the Modern Indian Mind, Princeton University Press)

برہم سماج کے بنیادی عقائد ونظریات

● ایک خدا کا تصور:

برہم سماج ایک ہی خدا (برہم) پر ایمان رکھتا ہے جو واحد، ازلی، ابدی، قادرِ مطلق اور نراکار (بے صورت) ہے۔ خدا کسی جسم، مورتی یا اوتار میں ظاہر نہیں ہوتا۔

(Raja Rammohan Roy,Theological Works)
(S. Radhakrishnan,Indian Philosophy, Vol. II)

● مورتی پوجا اور اوتار واد کی نفی:

برہم سماج مورتی پوجا، بت پرستی، اوتار واد اور رسم پرستانہ عبادات کو رد کرتا ہے۔ عبادت کا اصل طریقہ خدا کی یاد، دعا اور اخلاقی زندگی ہے۔

(David Kopf,The Brahmo Samaj and the Shaping of the Modern Indian Mind)

● عقل اور وحی کی ہم آہنگی:

برہم سماج مذہب میں عقل، فہم اور ضمیر کو بنیادی حیثیت دیتا ہے۔ جو بات عقل اور اخلاق کے خلاف ہو، اسے مذہب کا حصہ نہیں مانا جاتا۔

(Sen, Amiya P. Hindu Revivalism in Bengal: 18721905.New Delhi: Oxford University Press, 1993)

● اُپنشدوں میں بیان کردہ توحید کی بنیاد:

برہم سماج اپنی فکری اساس اُپنشدوں میں بیان کردہ توحیدی تعلیمات پر رکھتا ہے، مگر ویدوں کو حرف بہ حرف الہامی نہیں مانتا جیسا کہ آریہ سماج مانتا ہے۔

(S. Radhakrishnan,Indian Philosophy, Vol. II)

● اخلاقی مذہب (Ethical Religion):

برہم سماج کے نزدیک مذہب کا جوہر اخلاق ہے۔ سچائی، عدل، محبت، انسان دوستی اور خدمتِ خلق مذہبی زندگی کا اصل مقصد ہیں۔

(David Kopf,The Brahmo Samaj)

● ذات پات اور چھوا چھوت کی مخالفت:

برہم سماج پیدائشی ذات پات، چھوا چھوت اور سماجی امتیاز کی مخالفت کرتا ہے۔ تمام انسان خدا کی نظر میں برابر ہیں۔

(Kenneth W. Jones,Socio-Religious Reform Movements in British India)

● خواتین کے حقوق اور سماجی اصلاح:

برہم سماج خواتین کی تعلیم، بیواؤں کی شادی، کم عمری کی شادی کی مخالفت اور ستی کے خاتمے کا علمبردار رہا ہے۔

(Sen, Amiya P. Hindu Revivalism in Bengal: 18721905 .New Delhi: Oxford University Press, 1993)

● نجات (موکش) کا اخلاقی تصور:

برہم سماج کے نزدیک نجات کسی رسم یا قربانی سے نہیں بلکہ اخلاقی زندگی، خدا کی معرفت اور انسانیت کی خدمت سے حاصل ہوتی ہے۔

(Raja Rammohan Roy, Theological Works)

برہم سماج میں عبادت کا طریقہ

۱۔ سادہ اور بے رسم عبادت:

برہم سماج میں عبادت نہایت سادہ، باطنی اور غیر رسمی ہوتی ہے۔ اس میں کسی قسم کی مورتی، بت، تصویر، قربانی، ہَون یا مخصوص پجاری کا تصور نہیں۔ عبادت کا مرکز دل کی پاکیزگی اور خدا کی یاد ہے، نہ کہ ظاہری رسومات۔

(David Kopf, The Brahmo Samaj and the Shaping of the Modern Indian Mind)

۲۔ نِراکار یعنی ایک بےصورت خدا کی دعا:

عبادت صرف ایک خدا (برہم) کے لیے ہوتی ہے جو واحد، بےصورت اور ہمہ گیر ہے۔ اجتماعی یا انفرادی دعا میں خدا سے ہدایت، اخلاقی قوت اور انسانیت کی خدمت کی توفیق مانگی جاتی ہے۔

(Raja Rammohan Roy, Theological Works)

۳۔ اجتماعی عبادت (ब्रह्म सभा):

برہم سماج میں ہفتہ وار اجتماعی عبادت ہوتی ہے جسے برہم سبھا (ब्रह्म सभा) کہا جاتا ہے۔ اس میں: اُپنشدوں کے توحیدی اقتباسات، اخلاقی تعلیمات، خاموش دعا اور مراقبہ شامل ہوتے ہیں۔

(S. Radhakrishnan, Indian Philosophy, Vol. II)

۴۔ بھجن اور اخلاقی گیت:

عبادت کے دوران بھجن پڑھے جاتے ہیں، مگر یہ کسی دیوی یا دیوتا کی نہیں بلکہ ایک خدا کی حمد پر مشتمل ہوتے ہیں۔ کیشب چندر سین کے دور میں اخلاقی اور اصلاحی گیتوں کو فروغ ملا۔

(Amiya P. Sen, Hindu Revivalism in Bengal)

۵۔ خاموش مراقبہ اور خود احتسابی:

برہم سماج میں خاموش مراقبہ (Silent Prayer) کو اہم سمجھا جاتا ہے، جس میں انسان اپنے اعمال کا جائزہ لیتا ہے اور اخلاقی اصلاح کی نیت کرتا ہے۔

(Kenneth W. Jones, Socio-Religious Reform Movements in British India)

٦۔عبادت کا اخلاقی مقصد

برہم سماج کے نزدیک عبادت کا اصل مقصد: سچائی، عدل، محبت اور خدمتِ خلق ہے۔ اگر عبادت اخلاق میں تبدیلی نہ لائے تو وہ بے معنی سمجھی جاتی ہے۔

(Raja Rammohan Roy, Theological Works)

برہم سماج میں عبادت کا طریقہ نہایت سادہ، باوقار اور رسموں سے پاک ہوتا ہے۔ عبادت عموماً برہم سماج کے عبادت خانہ (Brahmo Samaj / Brahmo Mandir Hall) میں کی جاتی ہے، تاہم ہر فرد کو یہ آزادی حاصل ہے کہ وہ گھر میں اکیلے بھی عبادت کر سکتا ہے۔ اس عبادت میں کسی مندر، مورتی، بت، ہَون یا پجاری کی ضرورت نہیں ہوتی، کیونکہ برہم سماج ایک بے صورت، واحد خدا کی عبادت کا قائل ہے۔ عبادت کا مقصد دل کی پاکیزگی، خدا کی یاد اور اخلاقی اصلاح ہوتا ہے۔

(Raja Rammohan Roy, Theological Works ; David Kopf, The Brahmo Samaj)

برہم سماج کی اجتماعی عبادت عموماً ہفتہ وار ہوتی ہے، جس میں مرد و عورت سب شریک ہوتے ہیں۔ اس عبادت کی قیادت کوئی موروثی پجاری نہیں کرتا بلکہ سماج کا کوئی تعلیم یافتہ رکن یا مقرر ناظمِ عبادت کے طور پر خدمات انجام دیتا ہے۔ عبادت کے دوران اُپنشدوں سے توحیدی اقتباسات پڑھے جاتے ہیں، ایک خدا کی حمد میں بھجن گائے جاتے ہیں اور کچھ وقت خاموش دعا اور مراقبہ کے لیے رکھا جاتا ہے، تاکہ ہر فرد اپنے اعمال پر غور کرے اور اخلاقی بہتری کا عزم کرے۔

(S. Radhakrishnan, Indian Philosophy, Vol. II; Amiya P. Sen, Hindu Revivalism in Bengal)

برہم سماج کی عبادت میں کسی خاص لباس، سمت یا جسمانی رسم کی پابندی نہیں۔ نہ دھوپ، دیپ، پھول، نذرانہ یا قربانی پیش کی جاتی ہے اور نہ ہی کسی خاص دن یا تاریخ کو لازم سمجھا جاتا ہے۔ عبادت کے اختتام پر اکثر ایک مختصر اخلاقی نصیحت یا وعظ ہوتا ہے، جس میں سچائی، عدل، محبت، انسان دوستی اور خدمتِ خلق پر زور دیا جاتا ہے۔

اس طرح برہم سماج کی عبادت ایک ایسی عبادت ہے جو انسان کے کردار کو بہتر بنانے اور خدا سے باطنی تعلق قائم کرنے پر مرکوز رہتی ہے۔

(Kenneth W. Jones, Socio-Religious Reform Movements in British India)

برہم سماج کے اہم مراکز

برہم سماج کا سب سے اہم اور تاریخی مرکز کلکتہ (کولکاتا) ہے، جہاں 1828ء میں راجا رام موہن رائے نے اس تحریک کی بنیاد رکھی۔ بعد میں یہ تحریک بنگال کے مختلف شہروں، خصوصاً کلکتہ، شانتی کیتن، کرشن نگر اور ڈھاکہ تک پھیلی۔ انیسویں صدی میں برہم سماج کے مراکز نے تعلیمی، سماجی اور فکری اصلاح میں نمایاں کردار ادا کیا۔ دیوندر ناتھ ٹیگور اور کیشب چندر سین کے ادوار میں یہ مراکز جدید تعلیم، خواتین کی اصلاح اور سماجی بیداری کے گڑھ بن گئے۔

(David Kopf, The Brahmo Samaj and the Shaping of the Modern Indian Mind)

برہم سماج کے مندر (عبادت خانے)

برہم سماج کے عبادت خانے کو عموماً برہمو مندر یا برہمو سماج ہال کہا جاتا ہے۔ ان میں سب سے مشہور آدی برہمو سماج مندر (Adi Brahmo Samaj)، کولکاتا میں واقع ہے، جو برہم سماج کا پہلا عبادت خانہ ہے۔ اسی طرح برہمو مندر، شانتی کیتن (جو ٹیگور خاندان سے وابستہ ہے) اور ڈھاکہ و دیگر شہروں کے برہمو مندر بھی اہم سمجھے جاتے ہیں۔ ان عبادت خانوں میں کوئی مورتی یا مذہبی علامت نہیں ہوتی؛ صرف سادہ ہال، نشستیں اور کبھی توحیدی اقوال درج ہوتے ہیں۔

(S. Radhakrishnan, Indian Philosophy, Vol. II; Amiya P. Sen, Hindu Revivalism in Bengal)

برہم سماج کے تہوار

برہم سماج میں تہواروں کی حیثیت رسمی مذہبی رسم کے بجائے یادگاری اور اصلاحی

ہوتی ہے۔سب سے اہم تہوار برہم سماج استھاپنا دیوس ہے، جو ہر سال 20 اگست 1828ء کی یاد میں منایا جاتا ہے۔اس کے علاوہ راجا رام موہن رائے جینتی اور دیوندر ناتھ ٹیگور جینتی بھی منائی جاتی ہیں۔

بعض مقامات پر مگھ اُتسو اور پوش اُتسو جیسے اجتماعات ہوتے ہیں، جن میں دعا، اخلاقی خطبات اور فکری مجالس منعقد کی جاتی ہیں۔ان تہواروں میں مورتی پوجا یا رسمیں شامل نہیں ہوتیں بلکہ تعلیم، اخلاق اور سماجی اصلاح پر زور دیا جاتا ہے۔

(Kenneth W. Jones, Socio-Religious Reform Movements in British India; David Kopf, The Brahmo Samaj)

برہم سماج کی اہم کتب

۱۔دی تھیولوجیکل ورکس (Theological Works)

یہ کتاب راجا رام موہن رائے کی تصنیفات کا مجموعہ ہے، جس میں توحید، مورتی پوجا کی نفی، عقل کی اہمیت اور مذہبی اصلاحات پر تفصیلی بحث کی گئی ہے۔برہم سماج کی فکری بنیاد اسی کتاب سے واضح ہوتی ہے۔

(Raja Rammohan Roy, Theological Works)

۲۔دی پریسیپٹس آف جیزس (The Precepts of Jesus)

اس کتاب میں راجا رام موہن رائے نے حضرت عیسیٰؑ کی اخلاقی تعلیمات کو نمایاں کیا اور مذہب کو اخلاقی نظام کے طور پر پیش کیا، جو برہم سماج کے اخلاقی مذہب کے تصور سے ہم آہنگ ہے۔

(Raja Rammohan Roy, The Precepts of Jesus)

۳۔اُپنشد (Upanishads)

اگرچہ یہ برہم سماج کی اپنی تصنیف نہیں، مگر چھاندوگیہ، ایشا، مُندک اور کٹھ اُپنشد برہم سماج کے عقائد کا بنیادی ماخذ ہیں، خصوصاً توحید اور خدا کی بے صورتی کے حوالے سے۔

(S. Radhakrishnan, Indian Philosophy, Vol. II)

۴۔ برہم دھرم گرنتھ (Brahmo Dharma Grantha)

یہ کتاب برہم سماج کی عبادات، دعاؤں اور اخلاقی اصولوں پر مشتمل ہے، جسے بعد کے دور میں مرتب کیا گیا۔

(David Kopf, The Brahmo Samaj and the Shaping of the Modern Indian Mind)

۵۔ سمیع کتب وخطبات

دیوندر ناتھ ٹیگور اور کیشب چندر سین کے خطبات اور تحریریں بھی برہم سماج کی فکری تشکیل میں اہم سمجھی جاتی ہیں۔

(Amiya P. Sen, Hindu Revivalism in Bengal)

پرارتھنا سماج کا تعارف

پرارتھنا سماج (प्रार्थना समाज) برصغیر کی ایک اہم مذہبی وسماجی اصلاحی تحریک ہے جس کی بنیاد 1867ء میں بمبئی (ممبئی) میں رکھی گئی۔ یہ تحریک بنیادی طور پر برہم سماج کے افکار سے متأثر تھی، مگر اس نے مغربی ہندوستان خصوصاً مہاراشٹر کے سماجی حالات کے مطابق اپنی جداگانہ شناخت قائم کی۔ پرارتھنا سماج کا مقصد ہندو معاشرے کو ایکشورواد، اخلاق اور سماجی انصاف کی بنیاد پر از سرِ نو منظم کرنا تھا۔

پرارتھنا سماج کے نمایاں بانی اور رہنما ڈاکٹر آتمارام پانڈورنگ تھے، جن کے ساتھ مہادیو گووندرانا ڈے اور رام کرشن گوپال بھنڈارکر جیسے ممتاز مفکرین وابستہ رہے۔ ان رہنماؤں نے مذہب کو محض رسومات کے بجائے اخلاقی تربیت اور سماجی خدمت کا ذریعہ سمجھا۔ پرارتھنا سماج نے ایک خدا کے تصور، مورتی پوجا کی نفی اور سادہ عبادت پر زور دیا۔

اس تحریک نے سماجی اصلاح کو اپنی جدوجہد کا مرکز بنایا۔ بیواؤں کی شادی، خواتین کی تعلیم، کم عمری کی شادی کی مخالفت، ذات پات اور چھوا چھوت کے خلاف آواز پرارتھنا سماج کے بنیادی مقاصد تھے۔ مہاراشٹر میں خواتین کی تعلیم اور سماجی بیداری کے فروغ میں اس تحریک کا کردار نمایاں رہا۔

پرارتھنا سماج کی عبادت سادہ دعا (پرارتھنا) پر مبنی ہوتی تھی، جس میں اجتماعی دعائیں، اخلاقی خطبات اور خاموش مراقبہ شامل ہوتا تھا۔ اس میں نہ مورتی پوجا تھی اور نہ ہی پیچیدہ مذہبی رسومات۔ اس سادگی کی وجہ سے یہ تحریک تعلیم یافتہ متوسط طبقے میں خاصی مقبول ہوئی۔

اگرچہ پرارتھنا سماج ایک منظم مذہبی فرقے کی صورت میں وسیع نہ ہوسکا، مگر اس کے افکار نے مہاراشٹر کی سماجی و تعلیمی اصلاحات پر گہرا اثر ڈالا۔ بعد کی اصلاحی کوششوں، خصوصاً خواتین کی تعلیم اور سماجی انصاف کی تحریکوں، پر پرارتھنا سماج کی فکر نمایاں طور پر جھلکتی ہے۔

(S. Radhakrishnan, Indian Philosophy, Voll. II)
(Kenneth W. Jones, Socio-Religious Reform Movements in British India)
(B.R. Nanda, Maharashtra in the Age of Reform)

پرارتھنا سماج کے بنیادی عقائد ونظریات

● توحید(Monotheism):

پرارتھنا سماج ایک ہی خدا پر ایمان رکھتا ہے جو واحد، ازلی، ابدی اور بےصورت ہے۔ خدا کی عبادت براہِ راست دعا کے ذریعے کی جاتی ہے، کسی مورتی یا اوتار کے ذریعے نہیں۔

(Kenneth W. Jones, Socio-Religious Reform Movements in British India)

● مورتی پوجا اور رسم پرستی کی مخالفت:

یہ تحریک بت پرستی، مورتی پوجا اور غیر ضروری مذہبی رسومات کو رد کرتی ہے اور مذہب کو اخلاقی زندگی سے جوڑتی ہے۔

(B. R. Nanda, Maharashtra in the Age of Reform)

● اخلاقی مذہب(Ethical Religion):

پرارتھنا سماج کے مطابق مذہب کا اصل مقصد انسان کے اخلاق کو سنوارنا ہے۔ سچائی، عدل، محبت، خدمتِ خلق اور انسانی ہمدردی کو مذہب کی بنیاد سمجھا جاتا ہے۔

(S. Radhakrishnan, Indian Philosophy, Vol. II)

● سادہ عبادت(Prayer-based Worship):

عبادت کا بنیادی طریقہ دعا (پرارتھنا)، بھجن اور خاموش مراقبہ ہے۔ اس میں نہ

ہَون ہے، نہ قربانی اور نہ پیچیدہ رسوم۔

(David Kopf, The Brahmo Samaj and the Shaping of the Modern Indian Mind)

● سماجی مساوات:

پرارتھنا سماج ذات پات، چھوا چھوت اور پیدائشی امتیازات کی مخالفت کرتا ہے۔ تمام انسان خدا کی نظر میں برابر ہیں۔

(Kenneth W. Jones, Socio-Religious Reform Movements in British India)

● خواتین کی اصلاح:

خواتین کی تعلیم، بیواؤں کی شادی اور کم عمری کی شادی کی مخالفت پرارتھنا سماج کے اہم نظریات میں شامل ہیں۔ (B.R. Nanda, Maharashtra in the Age of Reform)

● عقل اور مذہب کی ہم آہنگی:

یہ تحریک مذہب کو عقل، ضمیر اور انسانی تجربے کے مطابق سمجھتی ہے۔ اندھی تقلید اور غیر عقلی عقائد کی حوصلہ افزائی نہیں کی جاتی۔

(S. Radhakrishnan, Indian Philosophy, Vol. II)

● سماجی خدمت بطور عبادت:

سماجی خدمت، تعلیم کا فروغ اور کمزور طبقات کی مدد کو عملی عبادت سمجھا جاتا ہے۔

(Sumit Sarkar, Modern India 1885-1947)

پرارتھنا سماج کی تعلیمات

۱۔ایک خدا کی عبادت:

پرارتھنا سماج ایک واحد، ازلی اور بے صورت خدا پر ایمان رکھتا ہے اور اسی کی براہِ راست عبادت کی تعلیم دیتا ہے۔

(Kenneth W. Jones, Socio-Religious Reform Movements in British India)

۲۔مورتی پوجا اور بت پرستی کی نفی:

بتوں، مورتوں اور غیر ضروری مذہبی رسومات کو ترک کرنے کی تعلیم دی جاتی ہے۔

(B. R. Nanda, Maharashtra in the Age of Reform)

۳۔سادہ دعا (پرارتھنا):

عبادت کا بنیادی طریقہ سادہ دعا، بھجن اور خاموش مراقبہ ہے، جس میں دکھاوا یا رسم پرستی نہیں۔(S. Radhakrishnan, Indian Philosophy, Vol. II)

۴۔اخلاقی زندگی:

سچائی، عدل، دیانت، محبت اور انسان دوستی کو مذہبی زندگی کا جوہر قرار دیا گیا ہے۔

(David Kopf, The Brahmo Samaj and the Shaping of the Modern Indian Mind)

۵۔ذات پات کی مخالفت:

پیدائشی ذات پات، چھوا چھوت اور سماجی امتیازات کو غیر انسانی سمجھا جاتا ہے۔

(Kenneth W. Jones, Socio-Religious Reform Movements in British India)

۶۔خواتین کی تعلیم اور حقوق:

عورتوں کی تعلیم، بیواؤں کی شادی اور کم عمری کی شادی کی مخالفت کی تعلیم دی گئی۔

(B. R. Nanda, Maharashtra in the Age of Reform)

۷۔عقل اور مذہب کی ہم آہنگی:

مذہب کو عقل، ضمیر اور انسانی تجربے کے مطابق سمجھنے کی تعلیم دی جاتی ہے۔

(S. Radhakrishnan, Indian Philosophy, Vol. II)

۸۔سماجی خدمت بطور عبادت:

انسانیت کی خدمت، غریبوں اور کمزور طبقات کی مدد کو عملی عبادت سمجھا جاتا ہے۔

(Sumit Sarkar, Modern India 1885-1947)

۹۔تعلیم کا فروغ:

جدید تعلیم اور سماجی شعور کو ترقی اور اصلاح کا ذریعہ مانا گیا ہے۔

(B. R. Nanda, Maharashtra in the Age of Reform)

۱۰۔بین المذاہب رواداری:

تمام مذاہب کے ساتھ احترام اور پرامن بقائے باہمی کی تعلیم دی جاتی ہے۔

(Kenneth W. Jones, Socio-Religious Reform Movements in British India)

پرارتھنا سماج کے تہوار

پرارتھنا سماج میں تہواروں کی حیثیت روایتی مذہبی رسومات کے بجائے اصلاحی اور یادگاری اجتماعات کی ہوتی ہے۔ سب سے اہم موقع پرارتھنا سماج کے قیام کی یاد سے متعلق اجتماعات ہیں، جو بمبئی میں اس تحریک کے آغاز (1867ء) کی مناسبت سے منعقد ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ ڈاکٹر آتمارام پانڈورنگ، جسٹس مہادیو گووند راناڈے اور دیگر اصلاحی رہنماؤں کی یاد میں تقریبات ہوتی ہیں۔ بعض مقامات پر بھجن، اجتماعی دعا اور اصلاحی خطبات کے ساتھ سماجی مسائل پر گفتگو کی جاتی ہے۔ ان تہواروں میں مورتی پوجا یا مذہبی رسمیں شامل نہیں ہوتیں۔

(Kenneth W. Jones, Socio-Religious Reform Movements in British India)

پرارتھنا سماج میں عبادت کا طریقہ

پرارتھنا سماج میں عبادت کا طریقہ نہایت سادہ اور دعا پر مبنی ہے، جسے ہی اس تحریک کے نام سے موسوم کیا گیا ہے (پرارتھنا = دعا)۔ عبادت عموماً پرارتھنا سماج ہال میں یا گھروں میں کی جاتی ہے۔ اس میں ایک خدا کی حمد، اجتماعی دعا، اخلاقی بھجن اور کچھ وقت خاموش مراقبہ کے لیے مخصوص ہوتا ہے۔ نہ مورتی ہوتی ہے، نہ ہَون، نہ قربانی اور نہ ہی کوئی موروثی پجاری۔ عبادت کی قیادت سماج کا کوئی تعلیم یافتہ رکن کرتا ہے۔ عبادت کا اصل مقصد اخلاقی اصلاح اور خدا سے باطنی تعلق پیدا کرنا ہے۔

(S. Radhakrishnan, Indian Philosophy, Vol. II;
(B. R. Nanda, Maharashtra in the Age of Reform)

پرارتھنا سماج کے اہم مراکز

پرارتھنا سماج کا سب سے اہم مرکز بمبئی (ممبئی) ہے، جہاں اس تحریک کی بنیاد رکھی گئی۔ بعد میں یہ تحریک پونہ، ناگپور، شولاپور اور دیگر مہاراشٹر کے شہروں تک پھیل گئی۔

ان مراکز میں عبادت کے ساتھ ساتھ تعلیمی، سماجی اور اصلاحی سرگرمیاں انجام دی جاتی تھیں، خصوصاً خواتین کی تعلیم اور بیواؤں کی فلاح کے سلسلے میں۔ اگرچہ پرارتھنا سماج جغرافیائی طور پر محدود رہا، مگر مہاراشٹر کی سماجی اصلاحات پر اس کے اثرات نمایاں ہیں۔

(B. R. Nanda, Maharashtra in the Age of Reform)
(Sumit Sarkar, Modern India 1885-1947)

پرارتھنا سماج کی اہم کتب

پرارتھنا سماج کی کوئی ایک مقدس مذہبی کتاب نہیں، مگر اس کے نظریات اور تعلیمات برہم سماج کی تحریروں، اُپنشدوں کی توحیدی تعلیمات اور اصلاحی رہنماؤں کی تحریروں سے اخذ کی گئی ہیں۔ ڈاکٹر آتمارام پانڈورنگ، جسٹس راناڈے اور دیگر رہنماؤں کے خطبات و مضامین پرارتھنا سماج کی فکری بنیاد سمجھے جاتے ہیں۔ جدید دور میں اس تحریک کے افکار کو سمجھنے کے لیے تاریخی و تحقیقی کتب نہایت اہم ہیں، جن میں پرارتھنا سماج کو مغربی ہندوستان کی اصلاحی تحریک کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔

(Kenneth W. Jones, Socio-Religious Reform Movements in British India)
(David Kopf, The Brahmo Samaj and the Shaping of the Modern Indian Mind)

نرنکاری مشن کا تعارف

نرنکاری مشن (निरंकारी मिशन) سکھ مذہب کے اندر سے ابھرنے والی ایک اصلاحی و روحانی تحریک ہے، جس کا مرکزی نظریہ نرنکار (بےصورت خدا) کے تصور پر قائم ہے۔ اس تحریک کا مقصد سکھ مت کی اصل روحانی تعلیمات کو اجاگر کرنا اور رسم پرستی، ظاہری عبادات اور فرقہ وارانہ جمود سے دین کو پاک کرنا تھا۔ نرنکاری مشن اس بات پر زور دیتا ہے کہ خدا کو کسی شکل، مورتی یا محدود تصور میں مقید نہیں کیا جا سکتا۔

نرنکاری مشن کی ابتدا انیسویں صدی کے وسط میں پنجاب کے سماجی و مذہبی حالات کے تناظر میں ہوئی، جب سکھ معاشرہ مختلف رسوم، ذات پات اور ظاہری مذہبیت کی

گرفت میں تھا۔ اس تحریک نے گرو گرنتھ صاحب کی تعلیمات کی روشنی میں توحید، اخلاقی زندگی اور روحانی بیداری پر زور دیا۔ نرنکاری مشن خود کو سکھ مت سے الگ مذہب نہیں بلکہ اس کی اصلاحی تحریک سمجھتا ہے۔

نرنکاری مشن کے مطابق حقیقی مذہب محض ظاہری کرم کانڈ، کیرتن یا رسوم کا نام نہیں بلکہ اندرونی پاکیزگی، خدا کی پہچان (گُرمکھی میں: گیان) اور انسانی خدمت ہے۔ اس تحریک میں زور دیا جاتا ہے کہ جب تک انسان کو نرنکار کا گیان حاصل نہ ہو، عبادت محض رسم بن کر رہ جاتی ہے۔

نرنکاری مشن نے سکھ مذہب کے اس بنیادی اصول کو نمایاں کیا کہ خدا ایک ہے، بےصورت ہے اور ہر جگہ موجود ہے۔ اسی وجہ سے نرنکاری مشن نے مورتی پوجا، قبر پرستی اور انسانوں کو الوہی درجہ دینے کی مخالفت کی۔ بعد کے ادوار میں اس تحریک نے سماجی اصلاح، اخلاقی تربیت اور سادگی پر بھی زور دیا۔

بابا بوٹا سنگھ جی

نرنکاری مشن کے بانی بابا بوٹا سنگھ جی تھے، جنہوں نے اس تحریک کی بنیاد 1840ء سنہ کے لگ بھگ پنجاب کے علاقے میں رکھی۔ وہ ایک روحانی مزاج رکھنے والے سکھ تھے، جنہوں نے سکھ مت کی اصل تعلیمات خصوصاً ایک بےصورت خدا کے تصور ہی کو عوام میں عام کرنے کی کوشش کی۔ بابا بوٹا سنگھ جی نے اپنے پیروکاروں کو رسموں اور ظاہری مذہبیت کے بجائے خدا کی پہچان اور اخلاقی زندگی کی دعوت دی۔

بابا بوٹا سنگھ جی کی تعلیمات کا محور یہ تھا کہ خدا کو پہچانے بغیر انسان کا مذہب ادھورا ہے۔ وہ گرو گرنتھ صاحب کو سکھوں کی واحد مستند مذہبی کتاب مانتے تھے اور گرومت کو توحید، عاجزی اور خدمتِ خلق کا دین قرار دیتے تھے۔ ان کی وفات کے بعد نرنکاری مشن ان کے جانشینوں کے ذریعے آگے بڑھا اور بعد میں بابا گُربچن سنگھ اور بابا ہردیو سنگھ کے دور میں یہ

تحریک زیادہ منظم صورت میں سامنے آئی۔

(The Construction of Religious Boundaries: Culture, Indentity, and Diversity in the Sikh Tradition, Oxford University press)

(Encylopaedia of Sikhism, Punjab University, Paitala)

نرنکاری مشن کے بنیادی مقاصد

۱۔نرنکار (بے صورت خدا) کا شعور پیدا کرنا:

نرنکاری مشن کا بنیادی مقصد انسان کو ایک بے صورت، واحد خدا (نرنکار) کی پہچان کروانا ہے، جیسا کہ سکھ گرنتھ میں توحید کا تصور ملتا ہے۔

(Sri Guru Granth Sahib, Ang 1)

۲۔رسم پرستی اور ظاہری مذہبیت کی اصلاح:

مشن کا مقصد مذہب کو محض رسومات، ظاہری عبادات اور توہمات سے پاک کر کے باطنی ایمان اور شعور کی طرف لانا ہے۔

(Harjot Oberoi, The Construction of Religious Boundaries)

۳۔گیان (خدا کی پہچان) کی تلقین:

نرنکاری مشن کے مطابق حقیقی عبادت گیان سے شروع ہوتی ہے؛ یعنی خدا کی معرفت کے بغیر عبادت ادھوری رہتی ہے۔

(Encyclopaedia of Sikhism, Punjabi University, Patiala)

۴۔اخلاقی زندگی اور کردار سازی:

سچائی، عاجزی، خدمتِ خلق، ضبطِ نفس اور بھائی چارہ بی یہ سب نرنکاری تعلیمات کے عملی مقاصد ہیں۔

(J. S. Grewal, The Sikhs of the Punjab)

۵۔انسانی مساوات اور بھائی چارہ:

ذات پات، نسل، رنگ اور طبقاتی امتیاز کے خاتمے اور تمام انسانوں کی برابری کو فروغ دینا نرنکاری مشن کے اہم مقاصد میں شامل ہے۔

(Louis E. FenechW. H. McLeod, Historical Dictionary of Sikhism)

۶۔امن، رواداری اور عدمِ تشدد:

معاشرے میں امن، رواداری اور باہمی احترام کو فروغ دینا، اور تشدد و نفرت سے اجتناب کرنا مشن کا اہم ہدف ہے۔

(W. H. McLeod, Sikhism, London: Penguin Books, 1997)

۷۔انسانی خدمت کو عبادت بنانا

نرنکاری مشن کے نزدیک خدمتِ انسانیت (سیوا) خدا کی عبادت کا عملی اظہار ہے، جس کے ذریعے معاشرے میں خیر اور بھلائی پھیلتی ہے۔

(Harbans Singh, Encyclopaedia of Sikhism, Punjabi University, Patiala)

نرنکاری مشن کی تعلیمات

۱۔ایک بےصورت (نراکار) اور واحد خدا پر ایمان۔
۲۔خدا کی پہچان (گیان) کے بغیر عبادت کو نامکمل سمجھنا۔
۳۔مورتی پوجا اور رسم پرستی کی مخالفت۔
۴۔سچائی، عاجزی اور اخلاقی کردار پر زور۔
۵۔ذات پات اور ہر قسم کے امتیاز کی نفی۔
۶۔تمام انسانوں کو برابر اور بھائی چارہ کی بنیاد پر دیکھنا۔
۷۔خدمتِ انسانیت (سیوا) کو عبادت کا درجہ دینا۔
۸۔امن، عدمِ تشدد اور رواداری کی تعلیم۔
۹۔ظاہری مذہب کے بجائے باطنی اصلاح پر توجہ۔
۱۰۔گرو گرنتھ صاحب کی تعلیمات کی پیروی۔

(Sri Guru Granth Sahib. Amritsar: Shiromani Gurdwara Parbandhak Committe, various editions)
(Sikhism. Mcleod, W.H. Sikhism. London: Penguin Books, 1997)
(The Sikhs of the Punjab. Grewal, J.S. The Sikhs of the Punjab. Cambridge

University Press 1990)
(Encylopaedia of Sikhism. Singh, Harbans (ed.) Encyclopaedia of Sikhism. 4 Vols. Patiala, Punjabi University 1992-1998)
(Historical Dictionary of Sikhism, Fenech, Louis E., and W.H. McLeod. 3rd Edition, Maryland, 2014)

نرنکاری مشن میں عبادت کا طریقہ

نرنکاری مشن میں عبادت کا بنیادی تصور خدا کی پہچان (گیانِ نرنکار) پر قائم ہے۔ عبادت عموماً سَت سنگ کی صورت میں کی جاتی ہے، جہاں نرنکار (بےصورت خدا) کا ذکر، گروگرنتھ صاحب کے اشلوکات کی تلاوت، اخلاقی خطبات اور اجتماعی دعا شامل ہوتی ہے۔ اس عبادت میں کسی مورتی، تصویر یا ظاہری رسم کا وجود نہیں ہوتا۔ نرنکاری مشن کے مطابق حقیقی عبادت وہ ہے جو انسان کے باطن میں عاجزی، سچائی اور خدمتِ خلق پیدا کرے۔

(Encyclopaedia of Sikhism, Punjabi University, Patiala)

نرنکاری مشن کی اہم کتب

نرنکاری مشن کی بنیادی مذہبی کتاب سری گروگرنتھ صاحب ہے، جسے وہ سکھ مت کی واحد مستند الہامی کتاب مانتے ہیں۔ اس کے علاوہ نرنکاری مشن کے بانی اور بعد کے روحانی رہنماؤں کے خطبات، اقوال اور پیغامات بھی تعلیمی اہمیت رکھتے ہیں، مگر انہیں گروگرنتھ صاحب کے برابر درجہ حاصل نہیں۔ مشن کی تعلیمات پر مبنی تحریریں اور مجموعات بعد کے ادوار میں شائع کیے گئے، جن کا مقصد توحید، اخلاق اور انسانی خدمت کے پیغام کو عام کرنا ہے۔

(Sri Guru Granth Sahib. Amritsar: Shiromani Gurdwara Parbandhak Committee (SGPC) various editions)
(The Sikhs of the Punjab. Grewal, J. S. The Sikhs of the Punjab. New Delhi: Cambridge University Press, 1998)

نرنکاری مشن کا اہم مرکز

نرنکاری مشن کا مرکزی صدر مقام دہلی میں واقع ہے، جہاں سے اس کی تنظیمی، تعلیمی اور سماجی سرگرمیوں کی رہنمائی کی جاتی ہے۔ تاریخی اعتبار سے اس تحریک کا آغاز

پنجاب میں ہوا، مگر وقت کے ساتھ اس کا مرکز دہلی منتقل ہو گیا۔ آج نرنکاری مشن کے مراکز ہندوستان کے مختلف شہروں کے علاوہ بیرونِ ملک بھی قائم ہیں، جہاں ست سنگ، سماجی خدمت اور اخلاقی تربیت کے پروگرام منعقد ہوتے ہیں۔

(Historical Dictionary of Sikhism,3rd ed. Maryland: Rowman Littlefield, 2014)
(Encyclopaedia of Sikhism. 4 Vols. Patiala: Punjabi University, 1992-1998)

نرنکاری مشن کے تہوار

نرنکاری مشن میں تہواروں کی نوعیت رسمی مذہبی رسومات کے بجائے یادگاری اور روحانی اجتماعات پر مشتمل ہوتی ہے۔ سب سے اہم موقع نرنکاری مشن کا سالانہ ست سنگ سمّیلن ہے، جس میں ہزاروں عقیدت مند شرکت کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ مشن کے بانی اور روحانی رہنماؤں کی یاد میں تقاریب منعقد کی جاتی ہیں۔ عام سکھ تہوار جیسے گرو نانک جینتی بھی نرنکاری مشن میں روحانی پیغام اور اخلاقی تعلیمات کے ساتھ منائے جاتے ہیں، بغیر کسی رسم پرستی کے۔

(Sikhism. McLeod, W. H. Sikhism. London: Penguin Books, 1997)
(The Construction of Religious Boundaries: Culture, Identity, and Diversity in the Sikh Tradition. New Delhi: Oxford University Press, 1994)

❁❁❁

جدید روحانی وفکری تحریکیں

(Philosophical Movements/Modern Spiritual)

یہ تحریکیں کسی ایک مخصوص مذہب، قوم یا فرقے تک محدود نہیں بلکہ عالمی روحانیت، اخلاقیات، یوگ، مراقبہ، انسانی خدمت، ذہنی سکون اور فلسفیانہ افکار کو فروغ دیتی ہیں۔ ان کا بنیادی مقصد انسان کی باطنی اصلاح، روحانی تربیت، اخلاقی پاکیزگی اور خدمتِ انسانیت کو عام کرنا ہوتا ہے۔ یہ تحریکیں اس بات پر زور دیتی ہیں کہ انسان صرف ظاہری مذہبی رسومات تک محدود نہ رہے بلکہ اپنے اندر محبت، امن، رواداری، سچائی، ہمدردی اور خدمتِ خلق جیسی اعلیٰ صفات پیدا کرے۔

اسی مقصد کے تحت یوگ، دھیان (Meditation)، مراقبہ، مثبت سوچ، خودشناسی اور روحانی بیداری کے مختلف طریقے سکھائے جاتے ہیں تاکہ انسان ذہنی سکون حاصل کر کے ایک متوازن، پُرامن اور بامقصد زندگی گزار سکے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کے مختلف مذاہب، قوموں اور تہذیبوں سے تعلق رکھنے والے لوگ بھی ان تحریکوں میں دلچسپی لیتے ہیں۔

بعض تحریکیں قدیم ہندو فلسفے، ویدانت، تنتر اور روحانی روایات سے متأثر ہیں، جبکہ بعض جدید دور میں عالمی اخوت، بین المذاہب ہم آہنگی، خواتین کی روحانی تربیت، انسانی خدمت اور اخلاقی اصلاح کے مقصد سے وجود میں آئیں۔ ان تحریکوں کے تحت تعلیمی ادارے، یوگ مراکز، رفاہی تنظیمیں، مراقبہ گاہیں اور روحانی تربیتی مراکز قائم کیے گئے ہیں جہاں مذہب، ذات پات اور قومیت سے بالاتر ہو کر انسانیت کی خدمت کی جاتی ہے۔ اگرچہ ان تحریکوں کے عقائد اور روحانی نظریات ایک دوسرے سے مختلف ہو سکتے ہیں، لیکن مجموعی طور پر ان کا مشترک پیغام روحانی سکون، اخلاقی زندگی، امن، محبت، بھائی چارہ اور

انسانیت کی خدمت ہے۔اسی لیے انہیں محض ''فرقے'' کے بجائے زیادہ مناسب طور پر روحانی، اصلاحی اور فکری تحریکیں کہا جاتا ہے جیسے :۱۔رام کرشن مشن ۲۔آنند مارگی فرقہ ۳۔پراجاپتابرہما کماری مت ۴۔گایتری سماج ۵۔تھیوسوفیکل سوسائٹی وغیرہ۔

رام کرشن مشن کا تعارف

شری رام کرشن پرمہنس (1836ء-1886ء) انیسویں صدی کے عظیم ہندو صوفی، روحانی استاد اور صوفیانہ مزاج کے حامل سنت تھے۔ان کی پیدائش کمارپکُر (بنگال) میں ایک غریب مگر مذہبی گھرانے میں ہوئی۔ انہوں نے اپنی روحانی زندگی زیادہ تر داکشنیشور کالی مندر میں گزاری، جہاں وہ پجاری بھی رہے۔رام کرشن پرمہنس کی سب سے نمایاں تعلیم یہ تھی کہ تمام مذاہب سچائی تک پہنچنے کے راستے ہیں۔انہوں نے ہندومت کے مختلف مکاتبِ فکر کے ساتھ ساتھ اسلام اور عیسائیت پر بھی عملی روحانی تجربات کیے اور اس نتیجے پر پہنچے کہ ہر مذہب انسان کو ایک ہی حقیقت کی طرف لے جاتا ہے۔

ان کی یہ تعلیم ہندوستان میں مذہبی ہم آہنگی کا سنگِ میل سمجھی جاتی ہے۔رام کرشن پرمہنس نے رسمی فلسفہ کم اور ذاتی روحانی تجربے پر زیادہ زور دیا۔ان کی تعلیمات بعد میں ان کے شاگرد سوامی وویکانند نے منظم انداز میں دنیا کے سامنے پیش کیں، جس کے نتیجے میں رام کرشن مشن وجود میں آیا۔رام کرشن پرمہنس خود کسی تنظیم کے بانی نہیں تھے، مگر ان کی فکر اس مشن کی روح ہے۔

رام کرشن مشن (रामकृष्ण मिशन) ہندوستان کی ایک معروف روحانی، مذہبی اور سماجی خدمت کی تنظیم ہے جس کی بنیاد 1897ء میں سوامی وویکانند نے رکھی۔ یہ مشن بنیادی طور پر اپنے روحانی مرشد سری رام کرشن پرمہنس کی تعلیمات کا عملی اظہار ہے۔رام کرشن مشن کا مقصد مذہبی ہم آہنگی، روحانی بیداری اور انسانیت کی خدمت کو یکجا کرنا ہے، جس کا مشہور اصول ہے:

शिव ज्ञाने जीव सेवा

ترجمہ: خدا کو تمام جانداروں میں دیکھ کر انسانیت کی خدمت کرنا۔

(Vivekananda, Swami. The Complete Works of Swami Vivekananda. Vol. 7. Kolkata: Advaita Ashrama, various editions page 265-272)
(Isherwood, Christopher. Ramakrishna and His Disciples, New York: Simon and Schuster, 1965 page 312-318)

رام کرشن مشن کسی ایک فرقے یا مذہبی رسم کا پابند نہیں بلکہ یہ ویدانت (Vedanta) کی تعلیمات، خصوصاً ادویت ویدانت پر قائم ہے۔ اس کے مطابق حقیقتِ مطلق ایک ہی ہے، مگر اس تک پہنچنے کے راستے مختلف ہو سکتے ہیں۔ اسی بنا پر رام کرشن مشن تمام مذاہب کے احترام اور مذہبی رواداری پر زور دیتا ہے۔

رام کرشن مشن کا ایک نمایاں پہلو اس کی سماجی و تعلیمی خدمات ہیں۔ یہ مشن ہندوستان اور بیرونِ ملک اسکول، کالج، اسپتال، ڈسپنسریاں، یتیم خانے اور قدرتی آفات میں امدادی سرگرمیاں انجام دیتا ہے۔ تعلیم، صحت اور خدمتِ خلق کو روحانیت کا لازمی حصہ سمجھا جاتا ہے۔

مشن کی تنظیمی ساخت رام کرشن آرڈر (Ramakrishna Order) کے ذریعے چلتی ہے، جو ایک سنیاسی برادری ہے۔ یہ سنیاسی ذاتی زندگی ترک کر کے خدمتِ انسانیت اور روحانی تربیت کے لیے خود کو وقف کرتے ہیں۔ مشن کا مرکزی صدر مقام بیلور مٹھ (Belur Math)، مغربی بنگال میں واقع ہے۔

(Swami Vivekananda, The Complete Works of Swami Vivekananda, Page 210-218)
(Nikhilananda, Swami. The Life of Ramakrishna. Kolkata: Advaita Ashrama, various editions Page 285-292)

رام کرشن مشن ایک ممتاز روحانی، مذہبی اور سماجی خدمت کی تنظیم ہے جس کی بنیاد 1897ء میں سوامی وویکانند نے رکھی۔ یہ مشن دراصل اپنے روحانی مرشد سری رام کرشن پرمہنس کی تعلیمات کا عملی اور منظم اظہار ہے۔ رام کرشن مشن کا بنیادی مقصد انسان کی

روحانی بیداری کے ساتھ ساتھ معاشرتی خدمت ہے، جسے مشن کے معروف اصول (ہر جاندار میں خدا کو دیکھ کر اس کی خدمت کرنا) سے واضح کیا جاتا ہے۔

رام کرشن مشن کی فکری بنیاد ویدانت فلسفہ خصوصاً ادویت ویدانت پر قائم ہے، مگر یہ کسی ایک مذہبی فرقے تک محدود نہیں۔ اس مشن کے مطابق حقیقتِ مطلق ایک ہے، مگر اس تک پہنچنے کے راستے مختلف ہو سکتے ہیں، اسی لیے رام کرشن مشن تمام مذاہب کے احترام اور ہم آہنگی پر زور دیتا ہے۔ مذہبی رواداری اور روحانی تجربے کو اس مشن میں مرکزی حیثیت حاصل ہے۔

رام کرشن مشن کا نمایاں پہلو اس کی سماجی، تعلیمی اور فلاحی خدمات ہیں۔ یہ مشن ہندوستان اور دنیا کے کئی ممالک میں اسکول، کالج، اسپتال، ڈسپنسریاں، یتیم خانے اور قدرتی آفات میں امدادی مراکز چلاتا ہے۔ مشن کے نزدیک خدمتِ خلق محض سماجی کام نہیں بلکہ ایک روحانی عبادت ہے۔

سوامی وویکانند (1863ء-1902ء) انیسویں صدی کے عظیم ہندوستانی مفکر، مصلح اور رام کرشن مشن کے بانی تھے۔ ان کا اصل نام نریندر ناتھ دت تھا۔ وہ سری رام کرشن پرمہنس کے خاص شاگرد تھے، جنھوں نے مرشد کی تعلیمات کو عالمی سطح پر متعارف کرایا۔ 1893ء میں شکاگو کے عالمی مذاہب کے اجلاس میں ان کی تاریخی تقریر نے مشرقی روحانیت کو مغرب میں ایک نئی پہچان دی۔

سوامی وویکانند کا پیغام محض روحانی نہیں بلکہ عملی اور انقلابی تھا۔ وہ قوم کی تعمیر کو روحانی بیداری سے جوڑتے تھے اور نوجوانوں کو قوتِ کردار، خود اعتمادی اور خدمتِ انسانیت کا درس دیتے تھے۔ ان کے نزدیک مذہب وہ ہے جو انسان کو مضبوط، بااخلاق اور خدمت گزار بنائے۔ انہی افکار کی بنیاد پر انہوں نے رام کرشن مشن کو ایک منظم ادارے کی شکل دی۔ سوامی وویکانند کی مختصر مگر مؤثر زندگی نے ہندوستان کی فکری نشاۃِ ثانیہ اور جدید

مذہبی شعور پر گہرے اثرات چھوڑے۔

(The Complete Works of Swami Vivekananda, Swami Vivekananda,Vols. I, Page 3-25, Vol. V page 95-110)
(Swami Nikhilananda, Sri Ramakrishna: A Biography, Page 240-260)

رام کرشن مشن کے عقائد وتعلیمات

رام کرشن مشن کے عقائد کی بنیاد ویدانت فلسفہ خصوصاً ادویت ویدانت پر قائم ہے، جس کے مطابق حقیقتِ مطلق (برہمن) ایک ہی ہے، مگر اس تک پہنچنے کے راستے مختلف ہو سکتے ہیں۔ اسی تصور کی بنیاد پر رام کرشن مشن یہ تعلیم دیتا ہے کہ تمام مذاہب سچائی تک پہنچنے کے جائز راستے ہیں۔ یہ نظریہ مشن کے روحانی پیشوا سری رام کرشن پرمہنس کے ذاتی روحانی تجربات پر مبنی ہے، جنھوں نے ہندومت کے مختلف مکاتبِ فکر کے ساتھ ساتھ اسلام اور عیسائیت میں بھی روحانی سچائی کو یکساں طور پر پایا۔

(Nikhilananda, Swami. Sri Ramakrishna: A Biography. Kolkata: Advaita Ashrama, various editions, pp. 156-170)
(Rolland, Romain. The Life of Ramakrishna, page 180-196)

رام کرشن مشن کی ایک بنیادی تعلیم یہ ہے کہ خدمتِ انسانیت ہی عبادت ہے۔
مشن کا مشہور اصول ''شیو گیان سے جیو اسیوا'' ''शिव ज्ञाने जीव सेवा''۔
اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ خدا کو انسانوں میں دیکھ کر ان کی خدمت کرنا ہی حقیقی مذہب ہے۔ اس لیے رام کرشن مشن میں روحانیت اور سماجی خدمت کو ایک دوسرے سے جدا نہیں سمجھا جاتا۔

(Vivekananda, Swami. The Complete Works of Swami Vivekananda. Vol. V Kolkata: Advaita Ashrama, various editions page 105-108)

رام کرشن مشن میں عبادت کا طریقہ

رام کرشن مشن میں عبادت کا طریقہ سادہ، باطنی اور غیر رسم پرستانہ ہے۔ عبادت عموماً مشن کے مراکز میں اجتماعی دعا، ویدانتک خطبات، بھجن اور خاموش مراقبہ کی صورت

میں ہوتی ہے۔ کسی خاص مورتی پوجا یا لازمی رسم کا پابند نہیں کیا جاتا، اگرچہ رام کرشن مشن کے مندروں میں سری رام کرشن، ماں شاردہ اور سوامی وویکانند کی تصویریں موجود ہوتی ہیں، جنہیں علامتی اور ترغیبی حیثیت حاصل ہے، نہ کہ بطور معبود۔

(Vivekananda, Swami. The Complete Works of Swami Vivekananda. Vol. I. Kolkata: Advaita Ashrama, various editions page 124-138)
(Radhakrishnan, S. Indian Philosophy. Vol. II. London: George Allen Unwin Ltd., 1927 page 312-320)

عبادت میں زور اس بات پر دیا جاتا ہے کہ انسان اپنی فطرت کو پاک کرے، خود احتسابی کرے اور اخلاقی قوت پیدا کرے۔ سنیاسیوں کے لیے مراقبہ، جپ اور مطالعۂ ویدانت لازم ہے، جب کہ عام افراد کے لیے سادہ دعا اور نیک اعمال کو کافی سمجھا جاتا ہے۔

(Sri Ramakrishna: A Biography, Kolkata: Advaita Ashrama, various editions, page 214-220)

رام کرشن مشن کے تہوار

رام کرشن مشن میں تہوار رسمی مذہبی جشن سے زیادہ روحانی یادگاری مواقع ہوتے ہیں۔ سب سے اہم تہوار سری رام کرشن جینتی، سوامی وویکانند جینتی (نیشنل یوتھ ڈے) اور ماں شاردہ دیوی جینتی ہیں۔ ان مواقع پر خصوصی دعائیں، روحانی خطبات، بھجن اور خدمتِ خلق کے پروگرام منعقد کیے جاتے ہیں۔

(Swami Vivekananda: The Complete Works of Swami Vivekananda, Vol. IV. Kolkata: Advaita Ashrama, various editions, page 135-142)
(Rolland, Romain, The Life of Ramakrishna, Translated by E. F. Malcolm-Smith. Kolkata: Advaita Ashrama, 1929, page 287-295)

رام کرشن مشن کے اہم مراکز

رام کرشن مشن کا مرکزی صدر مقام بیلور مٹھ (Belur Math)، مغربی بنگال میں دریائے ہگلی کے کنارے واقع ہے، جو اس مشن کا انتظامی اور روحانی مرکز ہے۔ اس کے علاوہ داکشنیشور کالی مندر (جہاں سری رام کرشن پرمہنس نے طویل عرصہ گزارا) بھی روحانی

لحاظ سے نہایت اہم مقام رکھتا ہے۔

(Sri Ramakrishna: A Biography. Kolkata: Advaita Ashrama, various editions, pp. 45-60, 250-258)

ہندوستان اور بیرونِ ملک رام کرشن مشن کے سینکڑوں مراکز قائم ہیں، جن میں چنئی، دہلی، ممبئی، وارانسی، شکاگو، لندن اور دیگر شہروں کے مراکز شامل ہیں۔ یہ مراکز تعلیم، صحت، آفات میں امداد اور روحانی تربیت کے میدان میں سرگرم ہیں۔

(The Complete Works of Swami Vivekananda. Vol. VI, page 145-158)
(S. Radhakrishnan, Indian Philosophy, Vol. II, page 325-330)

رام کرشن مشن کی اہم کتب

۱۔شری رام کرشن کی انجیل(The Gospel of Sri Ramakrishna)

یہ کتاب مہندرا ناتھ گپتا (جو ایم کے نام سے معروف) نے مرتب کی، جس میں سری رام کرشن پرمہنس کے اقوال، مکالمات اور روحانی تعلیمات محفوظ ہیں۔ اسے رام کرشن کی تعلیمات کا مستند اور بنیادی ماخذ سمجھا جاتا ہے۔

۲۔سوامی وویکانند کے مکمل خطبات وتحریریں (The Complete Works of Swami Vivekananda)

آٹھ جلدوں پر مشتمل یہ مجموعہ وویکانند کے خطبات، مضامین، خطوط اور افکار پر مشتمل ہے۔ رام کرشن مشن کے فلسفہ، خدمتِ انسانیت اور ویدانت کی عملی تعبیر اسی میں واضح ہوتی ہے۔

۳۔شری رام کرشن: ایک سوانح(Sri Ramakrishna: A Biography)

سوامی نکھلانند کی یہ تصنیف شری رام کرشن کی زندگی، روحانی تجربات اور تعلیمات کو مستند تاریخی انداز میں پیش کرتی ہے۔

۴۔دی لائف آف رام کرشن(The Life of Ramakrishna)

رومن رولان کی یہ کتاب مغربی علمی روایت میں رام کرشن کی شخصیت اور آفاقی

روحانیت کا تعارف کراتی ہے۔

۵۔ وویکانند: اے بایوگرافی (Vivekananda: A Biography)

سوامی نکھلا نند کی یہ کتاب سوامی وویکانند کی زندگی، افکار اور عالمی اثرات کا جامع جائزہ پیش کرتی ہے۔

۶۔ ویدانت فلسفہ اور جدید دنیا (Vedanta and the Modern World)

یہ مجموعہ رام کرشن مشن کے ویدانتک نقطۂ نظر اور جدید سماجی مسائل کے باہمی تعلق کو واضح کرتا ہے۔

آنند مارگی فرقہ کا تعارف

آنند مارگ (आनंद मार्ग) بیسویں صدی کی ایک معروف روحانی، فلسفیانہ اور سماجی اصلاحی تحریک ہے جس کی بنیاد 1955ء میں ہندوستان میں رکھی گئی۔ ''آنند مارگ'' کے لغوی معنٰی ہیں ''مسرت یا حقیقی خوشی کا راستہ''۔ یہ تحریک انسان کی ہمہ جہتی ترقی، جسمانی، ذہنی، اخلاقی اور روحانی کو اپنا مقصد قرار دیتی ہے۔

آنند مارگ کی تعلیمات کی بنیاد تنتر یک یوگ، بھکتی (عقیدت)، گیان (علم) اور کرم (عمل) کے امتزاج پر ہے۔ اس فرقے کے مطابق انسان کی نجات صرف ریاضت یا مراقبے سے نہیں بلکہ سماجی خدمت، اخلاقی زندگی اور منظم روحانی مشق سے حاصل ہوتی ہے۔ اسی لیے آنند مارگ روحانیت اور عملی زندگی کو جدا نہیں کرتا۔

آنند مارگ ایکیشو روادی تصورِ خدا (Monotheistic concept of God) پیش کرتا ہے، جسے وہ ''پرم پروش'' یا کاسمک کانشسنیس (Cosmic Consciousness) کہتا ہے۔ خدا کو کائنات کی واحد، ہمہ گیر اور شعوری حقیقت مانا جاتا ہے، جب کہ کائنات کو اسی شعور کا مظہر قرار دیا جاتا ہے۔ اس تصور میں یوگ اور مراقبہ مرکزی حیثیت رکھتے ہیں۔

یہ فرقہ صرف مذہبی نہیں بلکہ سماجی و معاشی نظریہ بھی رکھتا ہے، جسے PROUT یعنی (Progressive Utilization Theory) کہا جاتا ہے۔ اس نظریے کا مقصد معاشی استحصال کا خاتمہ، وسائل کی منصفانہ تقسیم اور اخلاقی قیادت کا قیام ہے۔اسی وجہ سے آنند مارگ نے تعلیم، صحت اور فلاحی سرگرمیوں کے ادارے بھی قائم کیے۔

آنند مارگ کے پیروکار دنیا کے مختلف ممالک میں موجود ہیں۔اس تحریک کی ذیلی تنظیمیں، جیسے AMURT یعنی (Ananda Marga Universal Relief Team) تعلیم، آفات میں امداد اور سماجی خدمت کے میدان میں سرگرم ہیں۔اس طرح آنند مارگ ایک عالمی روحانی وسماجی تحریک کی شکل اختیار کر چکا ہے۔

شری شری آنندمورتی (پربھات رنجن سرکار)

آنند مارگ کے بانی شری شری آنندمورتی تھے، جن کا اصل نام پربھات رنجن سرکار تھا۔وہ 21 مئی 1921ء کو بہار (ہندوستان) کے ضلع جامتارا میں پیدا ہوئے اور 1990ء میں ان کا انتقال ہوا۔وہ فلسفی، یوگی، موسیقار، سماجی مفکر اور روحانی استاد تھے۔

پربھات رنجن سرکار نے یوگ، تنترا، فلسفہ، معاشیات اور سماجیات پر گہری دسترس حاصل کی۔انہوں نے روحانیت کو محض ذاتی نجات تک محدود نہیں رکھا بلکہ اسے عالمی انسانی فلاح سے جوڑا۔ان کی تحریروں میں یوگک فلسفہ، اخلاقی ضابطے (یَم و نیَم)، سماجی نظریہ (PROUT) اور ثقافتی اصلاحات نمایاں ہیں۔

آنندمورتی نے ہزاروں روحانی گیت (پربھات سمگیت) تصنیف کیے اور یوگ کے عملی طریقے مرتب کیے۔ان کے مطابق ایک کامل انسان وہ ہے جو روحانی طور پر بلند ہونے کے ساتھ ساتھ سماج کی خدمت بھی کرے۔ان کی قیادت میں آنند مارگ نے ایک منظم عالمی تحریک کی صورت اختیار کی۔

(Prabhat Ranjan Sarkar (Shrii Shrii Anandamurti) Ananda Sutram. Kolkata: Ananda Marga Publications, various editions, Part I, page 1-35)

(Ananda Marga: Ideology and Way of Life, Ananda Marga Publications, various editions, pp 45-78)
(The Spiritual Heart of Yoga, pp 120-128)
(Religions of South Asia: An Introduction / Encyclopaedia of Indian Religions (Modern Movements section, New York 2006, p. 210-218)

آنند مارگی فرقہ کے مقاصد

۱۔انسان کی جسمانی، ذہنی، اخلاقی اور روحانی ہمہ جہتی ترقی۔
۲۔انسان کو حقیقی مسرت (آنند) کے راستے پر گامزن کرنا۔
۳۔پرم پروش (واحد کاسمک شعور) کی معرفت حاصل کرانا۔
۴۔یوگ، مراقبہ اور تنتر یک سادھنا کے ذریعے روحانی بیداری پیدا کرنا۔
۵۔اخلاقی کردار (یَم و نیَم) کی تشکیل اور ضبطِ نفس کی تربیت۔
۶۔روحانیت کے ساتھ ساتھ سماجی خدمت کو فروغ دینا۔
۷۔استحصال کے خاتمے اور انصاف پر مبنی معاشرے کے لیے PROUT نظریہ نافذ کرنا۔
۸۔وسائل کی منصفانہ تقسیم اور معاشی مساوات کا قیام۔
۹۔تعلیم، صحت اور آفات میں امداد کے ذریعے انسانی فلاح۔
۱۰۔عالمی سطح پر امن، بھائی چارہ اور اخلاقی قیادت کو فروغ دینا۔

(Prabhat Ranjan Sarkar (Shrii Shrii Anandamurti), Ananda Sutram, Part I, pp 12-40)
(Ananda Marga: Ideology and Way of Life, various editions, p. 45-92)

PROUT نظریہ

PROUT کا پورا نام Progressive Utilization Theory ہے، جسے آنند مارگ کے بانی شری شری آنند مورتی (پربھات رنجن سرکار) نے 1959ء میں پیش کیا۔ یہ ایک سماجی، معاشی اور اخلاقی نظریہ ہے جس کا مقصد انسانی معاشرے کو استحصال، ناانصافی اور معاشی عدم توازن سے نجات دلانا ہے۔

PROUT سرمایہ دارانہ (Capitalism) اور اشتراکی (Communism) نظاموں دونوں پر تنقید کرتا ہے اور ان کے متبادل کے طور پر ایک انسان دوست، اخلاقی اور متوازن نظام پیش کرتا ہے۔

PROUT کے مطابق کائنات اور سماج کے تمام مادی، ذہنی اور روحانی وسائل انسانیت کی مشترکہ امانت ہیں۔ ان وسائل کا استعمال اس طرح ہونا چاہیے کہ ہر فرد کی بنیادی ضروریات (خوراک، لباس، رہائش، تعلیم، صحت) پوری ہوں اور ساتھ ہی افراد کی صلاحیتوں کی ترقی کے مواقع بھی میسر آئیں۔ اس نظریے میں دولت کے ارتکاز اور استحصال کو اخلاقی اور سماجی برائی قرار دیا گیا ہے۔

PROUT نجی ملکیت کو مکمل طور پر ختم نہیں کرتا، بلکہ اسے سماجی ذمہ داری کے تابع رکھتا ہے۔ بڑے وسائل، صنعتیں اور قدرتی ذخائر اجتماعی یا کوآپریٹو نظام کے تحت چلانے کی حمایت کی جاتی ہے، تاکہ چند افراد کے ہاتھ میں طاقت جمع نہ ہو۔

مقامی سطح پر پیداوار اور خود کفالت کو ترجیح دی جاتی ہے، جسے PROUT میں ڈی سینٹرلائزڈ اکانومی (Decentralized Economy) کہا جاتا ہے۔

PROUT کا ایک اہم پہلو اخلاقی قیادت (Moral Leadership) ہے۔ آنند مورتی کے مطابق جب تک معاشرے کی قیادت اخلاقی اور روحانی شعور رکھنے والے افراد کے ہاتھ میں نہ ہو، کوئی بھی معاشی نظام انسانیت کو فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ اس لیے PROUT صرف معاشی ڈھانچہ نہیں بلکہ کردار سازی اور اخلاقی تربیت کا بھی نظام ہے۔

مختصراً، PROUT ایک ایسا نظریہ ہے جو روحانیت + اخلاق + معاشی انصاف کو یکجا کرتا ہے اور انسانی سماج کو صرف معاشی ترقی نہیں بلکہ انسانی وقار اور حقیقی مسرت کی طرف لے جانا چاہتا ہے۔

(PROUT in a Nutshell, Vol. I, Kolkata: Ananda Marga Publications, various editions, p. 55-70)

PROUT کے بنیادی اصول

۱۔تمام وسائل کا ترقی پسند اور منصفانہ استعمال۔
۲۔ ہر فرد کی بنیادی ضروریات کی ضمانت۔
۳۔دولت اور طاقت کے ارتکاز کی مخالفت۔
۴۔کوآپریٹو اور مقامی معیشت کی حمایت۔
۵۔اخلاقی و روحانی قیادت کا قیام۔

(Shrii Shrii Anandamurti, PROUT in a Nutshell, Ananda Marga Publications, Vol. I, Page 15-48)
(Ananda Sutram, Part I, page 22-40)
(Economic Democracy, Ananda Marga Publications, various editions, page 10-35)
(The Downfall of Capitalism and Communism, New York: Macmillan Publishing Company, 1978, Page 95-120)

آنند مارگ میں عبادت و سادھنا کا طریقہ

آنند مارگ میں عبادت اور سادھنا کا مرکز یوگ، مراقبہ اور باطنی تربیت ہے، جس کا مقصد انسان کو پرم پرش (واحد کاسمک شعور) کی معرفت تک پہنچانا ہے۔سادھنا کی ابتدا اخلاقی ضابطوں (یم و نیَم) سے ہوتی ہے، جن میں سچائی، عدمِ تشدد، ضبطِ نفس اور خدمتِ خلق شامل ہیں۔اس کے بعد باقاعدہ منتر دیکشا، دھیان (مراقبہ)، پرانایام اور یوگ آسن کرائے جاتے ہیں، جو صرف مستند گرو کی نگرانی میں سکھائے جاتے ہیں۔آنند مارگ کے مطابق سچی عبادت وہ ہے جو انسان کے کردار میں پاکیزگی، ذہن میں یکسوئی اور عمل میں انسان دوستی پیدا کرے۔

(Ananda Sutram, Ananda Marga Publications, various editions, Part I, page 30-52)
(The Spiritual Heart of Yoga, page 118-130)

آنند مارگ کی اہم کتب

آنند مارگ کی فکری اور روحانی بنیاد اس کے بانی شری شری آنند مورتی

(پر بھات رنجن سرکار) کی تصانیف پر قائم ہے جیسے:

● ان میں سب سے بنیادی کتاب Ananda Sutram ہے، جس میں فلسفۂ کائنات، روحانیت اور سماجی نظریات کے مختصر مگر جامع اصول بیان کیے گئے ہیں۔

● اسی طرح Ideology and Way of Life میں آنند مارگ کی عملی زندگی، اخلاقی ضابطے اور روحانی نظم کو واضح کیا گیا ہے۔

● اسی طرح The Spiritual Heart of Yoga میں یوگ اور سادھنا کے باطنی پہلوؤں کی تفصیل ملتی ہے۔

● اسی طرح PROUT in a Nutshell اور The Economic Democracy میں آنند مارگ کا معاشی وسماجی نظریہ (PROUT) بیان کیا گیا ہے۔

آنند مارگ کے اہم مراکز

آنند مارگ کا عالمی صدر مقام آنند نگر، ضلع پورولیا، مغربی بنگال (ہندوستان) میں واقع ہے، جہاں تنظیم کی روحانی، تعلیمی اور سماجی سرگرمیوں کی رہنمائی کی جاتی ہے۔ یہ مقام آنند مارگ کی سادھنا، تربیت اور عالمی اجتماعات کا مرکزی مرکز سمجھا جاتا ہے۔

اس کے علاوہ ہندوستان کے بڑے شہروں کے ساتھ ساتھ امریکہ، یورپ، آسٹریلیا، افریقہ اور لاطینی امریکہ میں بھی آنند مارگ کے مراکز قائم ہیں، جہاں یوگ، مراقبہ، اخلاقی تعلیم اور فلاحی خدمات انجام دی جاتی ہیں۔

آنند مارگ کی ذیلی تنظیم (Ananda Marga Universal Relief Team) یعنی (AMURT) دنیا بھر میں آفات کے وقت انسانی امداد فراہم کرتی ہے، نیز تعلیم، صحت، دیہی ترقی اور سماجی بہبود کے مختلف منصوبے بھی چلاتی ہے۔

(Encyclopaedia of Indian Religions : Religions of South Asia and Modern Movements, Springer, 2017, page 45-53)

پرجاپتابرہماکماری مت کا تعارف

پرجا پتا برہما کماری مت (प्रजापिता ब्रह्माकुमारी मत)کے بانی لکھراج کرپالانی (1876ء-1969ء) تھے، جو بعد میں اپنے پیروکاروں میں برہمابابا کے نام سے معروف ہوئے۔ان کی پیدائش حیدرآباد سندھ (برطانوی ہندوستان؛ موجودہ پاکستان) میں ایک متوسط مگر خوشحال تجارتی خاندان میں ہوئی۔ابتدائی زندگی میں وہ ہیروں کے تاجر تھے اور کاروباری اعتبار سے ایک کامیاب شخصیت سمجھے جاتے تھے،مگر روحانی رجحان بچپن ہی سے ان کے مزاج میں موجود تھا۔

1930ء کی دہائی میں لکھراج کرپالانی کو سلسلہ وار روحانی تجربات اور مکاشفات ہوئے،جنہیں انہوں نے دنیا کی اخلاقی زبوں حالی، روحانی زوال اور ایک نئے روحانی دور کی آمد سے تعبیر کیا۔

انہی تجربات کے نتیجے میں انہوں نے 1937ء میں ایک روحانی جماعت کی بنیاد رکھی، جو ابتدا میں اوم منڈلی کہلائی اور بعد میں پرجاپتابرہماکماری ایشوریہ وشوودیالیہ کے نام سے معروف ہوئی۔

لکھراج کرپالانی نے خود کو خدا نہیں کہا، بلکہ یہ تعلیم دی کہ خدا (شیو) ایک الگ، بے صورت نورانی ہستی ہے جو روحانی علم کے ذریعے انسانیت کی رہنمائی کرتا ہے۔ان کے نزدیک وہ خود ایک آلہ یا ذریعہ تھے جس کے ذریعے الٰہی علم منتقل ہوا۔اسی تصور کی بنا پر انہیں پرجاپتابرہما (روحانی باپ) کہا گیا۔

ان کے نظریات میں روح اور جسم کی جدائی، راج یوگ دھیان، اخلاقی پاکیزگی، برہمچریہ، عدمِ تشدد اور خواتین کی قیادت مرکزی حیثیت رکھتے ہیں۔خاص طور پر خواتین کو روحانی و تنظیمی قیادت دینا اس دور میں ایک انقلابی قدم تھا، جس نے برہماکماری تحریک کو ایک منفرد شناخت دی۔

لکھراج کرپالانی نے اپنی زندگی کا آخری حصہ ماؤنٹ ابو (راجستھان) میں گزارا، جو بعد میں برہما کماری مت کا عالمی مرکز بنا۔ان کا انتقال 1969ء میں ہوا، مگر ان کی قائم کردہ تحریک آج ایک عالمی تنظیم کی حیثیت سے سرگرم ہے، جو روحانی تربیت، عالمی امن اور اخلاقی اصلاح کے میدان میں کام کر رہی ہے۔

(The World Renewal Movement: The History and Philosophy of the Brahma Kumaris, Delhi, Motilal Banarsidass Publishers, 2002, p.15-48)

(Encyclopaedia of Indian Religions, New Religious Movements, Dordrecht, Springer, 2017, p. 95-108)

(The Brahma Kumaris as a Global New Religious Movement, New Delhi, Oxford University Press, 2014, p. 22-41)

پرجاپتا برہما کماری مت ہندوستان کی ایک معروف روحانی و اصلاحی تحریک ہے جس کی بنیاد 1937ء میں حیدرآباد سندھ (موجودہ پاکستان) میں رکھی گئی۔اس تحریک کو عام طور پر برہما کماری کے نام سے جانا جاتا ہے۔اس کا مقصد انسان کو روحانی خود شناسی، اخلاقی پاکیزگی اور عالمی امن کی طرف رہنمائی فراہم کرنا ہے۔برہما کماری مت خود کو روایتی مذہب کے بجائے ایک روحانی راج یوگ تحریک قرار دیتا ہے۔

اس تحریک کی فکری بنیاد روح (آتما) اور خدا (پرماتما) کے واضح امتیاز پر قائم ہے۔برہما کماری مت کے مطابق روح ایک نورانی ہستی ہے جو جسم سے الگ ہے، جب کہ خدا ایک بےصورت نور ہے جسے شیو بابا کہا جاتا ہے۔خدا کسی اوتار یا جسم میں حلول نہیں کرتا بلکہ مخصوص روحانی دور میں علم کے ذریعے انسانوں کی رہنمائی کرتا ہے۔اس تصور میں مورتی پوجا اور رسم پرستی کی نفی کی جاتی ہے۔

برہما کماری مت میں راج یوگ دھیان کو مرکزی حیثیت حاصل ہے، جس کے ذریعے روحانی طاقت، ذہنی سکون اور اخلاقی ضبط پیدا کیا جاتا ہے۔اس یوگ میں جسمانی آسنوں کے بجائے ذہنی یکسوئی، پاکیزہ فکر اور خدا کی یاد پر زور دیا جاتا ہے۔اس کے مطابق حقیقی عبادت اندرونی اصلاح اور کردار سازی سے وابستہ ہے۔

اس تحریک کا ایک نمایاں پہلو اخلاقی و سماجی اصلاح ہے۔ برہما کماری مت پاکیزگی (برہمچریہ)، سادگی، عدم تشدد، نشہ سے پرہیز اور خواتین کی قیادت پر زور دیتا ہے۔ دنیا بھر میں اس تحریک کے مراکز زیادہ تر خواتین کے زیر انتظام ہیں، جو جدید مذہبی تحریکوں میں ایک منفرد خصوصیت ہے۔

آج برہما کماری مت ایک عالمی تحریک بن چکا ہے، جس کے مراکز ہندوستان سمیت دنیا کے 120 سے زائد ممالک میں قائم ہیں۔ اس کا مرکزی عالمی ہیڈکوارٹر ماؤنٹ ابو (راجستھان) میں واقع ہے، جہاں روحانی تربیت، عالمی امن کانفرنسیں اور مراقبہ پروگرام منعقد کیے جاتے ہیں۔ اقوامِ متحدہ کے ساتھ بھی یہ ادارہ عالمی امن اور اخلاقی اقدار کے فروغ کے لیے وابستہ رہا ہے۔

(The World Renewal Movement: The History and Philosophy of the Brahma Kumaris. Delhi, Motilal Banarsidass Publishers, 2002, p.12-55)

(Encyclopaedia of Indian Religions : New Religious Movements, Dordrecht, Springer, 2017, p. 95-112)

(The Brahma Kumaris as a Global New Religious Movement. New Delhi, Oxford University Press, 2014, p. 20-48)

(Official Publications of the Brahma Kumaris World Spiritual University, Mount Abu, Rajasthan, various editions, especially "Rajyoga Meditation Course" and "Who Am I" booklets, page 5-30)

پرجاپتا برہما کماری مت کے مقاصد

پرجاپتا برہما کماری مت کے بنیادی مقاصد میں انسان کو روحانی خودشناسی کی طرف متوجہ کرنا سرفہرست ہے۔ اس تحریک کے مطابق دنیا کے مسائل کی اصل جڑ انسان کی روحانی غفلت ہے، اس لیے مقصد یہ ہے کہ انسان خود کو جسم نہیں بلکہ روح (آتما) سمجھے۔ اس روحانی بیداری کے ذریعے فرد میں امن، صبر اور اخلاقی طاقت پیدا کی جائے، جو بالآخر خاندان، معاشرے اور عالمی سطح پر امن کا سبب بنے۔

(The World Renewal Movement : The History and Philosophy of the Brahma Kumaris, Delhi, Motilal Banarsidass Publishers, 2002, Page 35-48)

ایک اہم مقصد اخلاقی وسماجی اصلاح ہے۔ برہما کماری مت دنیا میں بڑھتے ہوئے تشدد، بدعنوانی، نفسانی خواہشات اور اخلاقی زوال کو انسان کے اندرونی بگاڑ کا نتیجہ سمجھتا ہے۔ اس لئے یہ تحریک پاکیزگی، عدمِ تشدد، سچائی اور سادگی کو فروغ دے کر ایک ایسے معاشرے کی تشکیل چاہتی ہے جو روحانی اقدار پر قائم ہو۔

(The Brahma Kumaris as a Global New Religious Movement, New Delhi, Oxford University Press, 2014, p. 52-60)

اس تحریک کا ایک نمایاں مقصد عالمی امن اور عالمی روحانی بیداری ہے۔ برہما کماری مت کے مطابق حقیقی امن سیاسی یا عسکری طاقت سے نہیں بلکہ انسانوں کے باطن کی تبدیلی سے آتا ہے۔ اسی لیے یہ تحریک عالمی سطح پر مراقبہ، امن کانفرنسوں اور اخلاقی تربیت کے پروگراموں کے ذریعے دنیا میں مثبت شعور پھیلانے کو اپنا مقصد قرار دیتی ہے۔

(Encyclopaedia of Indian Religions: New Religious Movements, Dordrecht, Springer, 2017, p. 102-108)

پرجاپتا برہما کماری مت کی تعلیمات

برہما کماری مت کی تعلیمات کی بنیاد روح اور خدا کے امتیاز پر قائم ہے۔ اس کے مطابق ہر انسان ایک ازلی روح ہے جو جسم سے الگ ہے، جبکہ خدا ایک بے صورت، نورانی ہستی ہے جسے شیو کہا جاتا ہے۔ خدا کسی اوتار کی شکل میں نہیں آتا بلکہ روحانی علم کے ذریعے انسانیت کی رہنمائی کرتا ہے۔

(Official Publications, Brahma Kumaris World Spiritual University, especially 'Who Am I' and 'Rajyoga Meditation Course', page 8-25)

اس تحریک میں راج یوگ دھیان کو مرکزی حیثیت حاصل ہے، جس کے ذریعے روح خود کو خدا سے جوڑتی ہے۔ یہ یوگ جسمانی آسنوں پر نہیں بلکہ ذہنی یکسوئی، خدا کی یاد اور پاکیزہ فکر پر مبنی ہے۔ راج یوگ کے ذریعے ذہنی سکون، کردار کی مضبوطی اور روحانی طاقت حاصل کرنے کی تعلیم دی جاتی ہے۔

(The World Renewal Movement : The History and Philosophy of the Brahma Kumaris, Delhi, Motilal Banarsidass Publishers, 2002, Page 60-78)

برہما کماری مت کی تعلیمات میں پاکیزگی (برہمچریہ)، نشہ سے پرہیز، سادہ طرزِ زندگی اور خواتین کی روحانی قیادت کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ یہ تحریک اس بات پر زور دیتی ہے کہ حقیقی مذہب رسموں میں نہیں بلکہ انسان کے کردار اور عمل میں ظاہر ہونا چاہیے۔

(Modern Religious Movements in South Asia, London: Routledge, 2013, p.132-145)

برہما کماری مت میں عبادت کا طریقہ

برہما کماری مت میں عبادت کا بنیادی طریقہ راج یوگ دھیان ہے۔ اس عبادت میں کسی مورتی، تصویر، ہَوَن یا جسمانی رسم کا استعمال نہیں کیا جاتا بلکہ انسان خاموشی کے ساتھ خود کو روح (آتما) سمجھ کر بے صورت خدا (شیو) کو یاد کرتا ہے۔ یہ عبادت زیادہ تر صبح کے وقت امرت ویلا میں کی جاتی ہے، جسے روحانی یکسوئی کے لیے سب سے موزوں وقت مانا جاتا ہے۔ راج یوگ کا مقصد ذہنی سکون، اخلاقی ضبط اور روحانی طاقت حاصل کرنا ہے، اور اسی کو حقیقی عبادت قرار دیا جاتا ہے۔

(The World Renewal Movement : The History and Philosophy of the Brahma Kumaris, Delhi, Motilal Banarsidass Publishers, 2002, Page 72-85)
(Official Publications, Brahma Kumaris World Spiritual University, especially 'Who Am I' and 'Rajyoga Meditation Course', page 10-28)

پرجاپتا برہما کماری مت کی اہم کتب

برہما کماری مت کی بنیادی تعلیمات بانی لکھراج کرپالانی (برہما بابا) کے اقوال اور روحانی خطبات پر مشتمل ہیں، جو بعد میں تحریری صورت میں مرتب کیے گئے۔ ان میں سب سے اہم مجموعہ مورلی کہلاتا ہے، جس میں خدا کی طرف منسوب روحانی تعلیمات شامل ہیں۔ اس کے علاوہ راج یوگ، روحانی خود شناسی اور عالمی امن پر مشتمل کتب و کتابچے شائع کیے جاتے ہیں، جن کا مقصد عملی روحانیت کو عام کرنا ہے۔

(The World Renewal Movement : The History and Philosophy of the Brahma Kumaris, Delhi, Motilal Banarsidass Publishers, 2002, Page 88-102)
(Official Publications, Brahma Kumaris World Spiritual University, especially 'Who Am I' and 'Rajyoga Meditation Course', page 5-35)

پرجاپتا برہما کماری مت کے تہوار

برہما کماری مت میں تہوار رسمی مذہبی جشن کے بجائے روحانی یادگاری مواقع ہوتے ہیں۔ اہم تہواروں میں شیو جینتی (خدا کی یاد کا دن)، برہما بابا اسمرتی دیوس اور ورلڈ میڈیٹیشن ڈے شامل ہیں۔ ان مواقع پر خصوصی راج یوگ دھیان، خاموش مراقبہ، روحانی خطبات اور عالمی امن کے لیے دعائیں کی جاتی ہیں۔ ہندو روایتی تہوار جیسے دیوالی کو بھی اخلاقی اور روحانی پیغام کے ساتھ منایا جاتا ہے، نہ کہ رسم پرستی کے طور پر۔

(Modern Religious Movements in South Asia, London: Routledge, 2013, page 146-152)

(Official Publications, Brahma Kumaris World Spiritual University, especially 'Who Am I' and 'Rajyoga Meditation Course', page 18-34)

پرجاپتا برہما کماری مت کا مرکزی مرکز

پرجاپتا برہما کماری مت کا سب سے اہم اور عالمی مرکزی مرکز ماؤنٹ ابو (Mount Abu)، راجستھان میں واقع ہے، جسے برہما کماری مت میں ''مدھوبن'' کہا جاتا ہے۔ یہی مقام اس تحریک کا عالمی ہیڈکوارٹر ہے اور یہاں سے دنیا بھر میں پھیلے ہوئے برہما کماری مراکز کی روحانی، تعلیمی اور تنظیمی رہنمائی کی جاتی ہے۔ ماؤنٹ ابو کو برہما کماری مت میں ایک مقدس روحانی مقام سمجھا جاتا ہے، جہاں خاموشی، مراقبہ اور روحانی تربیت کا خاص ماحول پایا جاتا ہے۔

مدھوبن دراصل کئی ذیلی مراکز پر مشتمل ہے، جن میں پانڈو بھون، گیان سرور، شانتی ون اور شانتی سرور نمایاں ہیں۔ ان مراکز میں راج یوگ دھیان کی تربیت، روحانی کلاسیں، عالمی امن سیمینارز اور بین الاقوامی کانفرنسیں منعقد کی جاتی ہیں۔ دنیا کے مختلف ممالک سے آنے والے افراد یہاں چند دنوں یا ہفتوں کے لیے قیام کر کے روحانی تربیت حاصل کرتے ہیں، جس سے ماؤنٹ ابو کو ایک عالمی روحانی مرکز کی حیثیت حاصل ہو گئی ہے۔

تاریخی اعتبار سے ماؤنٹ ابو کی اہمیت اس لیے بھی ہے کہ بانی لکھر اج کرپالانی (برہما بابا) نے اپنی زندگی کا آخری دور یہیں گزارا اور 1969ء میں یہیں ان کا انتقال ہوا۔ ان کی وفات کے بعد ماؤنٹ ابو ہی کو تحریک کا مستقل عالمی مرکز قرار دیا گیا۔ برہما کماری مت کی تنظیمی ساخت، نصابِ تعلیم، راج یوگ کورسز اور عالمی سرگرمیوں کی منصوبہ بندی اسی مرکز سے ہوتی ہے۔

مدھوبن صرف ایک روحانی مرکز ہی نہیں بلکہ عالمی امن اور اخلاقی تربیت کا ادارہ بھی ہے۔ برہما کماری مت نے یہاں سے اقوامِ متحدہ، عالمی تعلیمی اداروں اور سماجی تنظیموں کے ساتھ رابطے قائم کیے ہیں۔ ماحولیات، امن، خواتین کی قیادت اور اخلاقی اقدار پر مبنی بین الاقوامی پروگرام بھی اسی مرکز کی نگرانی میں منعقد ہوتے ہیں۔

یوں ماؤنٹ ابو (مدھوبن) پرجاپتا برہما کماری مت کا محض انتظامی مرکز نہیں بلکہ اس تحریک کی روحانی شناخت، فکری سمت اور عالمی پیغام کا مرکز ہے، جہاں سے روحانی خود شناسی، راج یوگ اور عالمی امن کی تعلیمات پوری دنیا تک پہنچائی جاتی ہیں۔

گایتری سماج کا تعارف

پنڈت شری رام شرما آچاریہ (1911ء-1990ء) جدید ہندوستان کے ممتاز روحانی مفکر، ویدک عالم اور سماجی مصلح تھے۔ آپ کی پیدائش آگرہ (اتر پردیش) میں ایک مذہبی برہمن خاندان میں ہوئی۔ بچپن ہی سے آپ میں مذہبی رجحان، ضبطِ نفس اور مطالعہ کا شوق نمایاں تھا۔ کم عمری میں ہی آپ نے گایتری منتر کو اپنی زندگی کا محور بنالیا اور اسی کو روحانی ارتقا اور انسانی اصلاح کا بنیادی ذریعہ سمجھا۔

نوجوانی کے دور میں پنڈت شری رام شرما آچاریہ نے سخت سادھنا، جپ اور تپسیا کے مراحل طے کیے۔ روایت کے مطابق انہوں نے گایتری منتر کا 24 لاکھ سے زائد مرتبہ جپ کیا اور اپنی پوری زندگی کو روحانی تربیت اور اخلاقی کردار سازی کے لیے وقف کر دیا۔

ان کا یقین تھا کہ گایتری منتر محض ایک مذہبی منتر نہیں بلکہ انسانی شعور کی تطہیر اور فکری انقلاب کا ذریعہ ہے۔

انہوں نے روحانیت کو خانقاہی گوشہ نشینی تک محدود نہیں رکھا بلکہ اسے سماجی اصلاح اور قومی تعمیر سے جوڑا۔اسی مقصد کے تحت انہوں نے گایتری سماج/گایتری پریوار کی بنیاد رکھی اور یگ نرمان یوجنا (اخلاقی وفکری تعمیر کا منصوبہ) پیش کیا،جس کا مقصد ایک باکردار، باشعور اور ذمہ دار معاشرہ تشکیل دینا تھا۔ان کی تحریک میں یگیہ، جپ، سادہ زندگی اور خدمتِ خلق کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔

پنڈت شری رام شرما آچاریہ ایک عظیم مصنف بھی تھے۔انہوں نے گایتری منتر، ویدک فلسفہ، اخلاقیات اور سماجی اصلاح پر ہزاروں کتب و مضامین تحریر کیے، جو آج وَانگمے (वाङ्मय / Vāṅgmaya) کے نام سے شائع ہیں۔زندگی کے آخری دور میں انہوں نے ہریدوار (شانتی کنج۔ शांतिकुंज) کو گایتری تحریک کا عالمی مرکز بنایا۔ان کا انتقال 1990ء میں ہوا،مگر ان کی قائم کردہ تحریک آج بھی دنیا کے کئی ممالک میں روحانی، اخلاقی اور سماجی خدمات انجام دے رہی ہے۔

گایتری سماج یا گایتری پریوار

گایتری سماج (गायत्री समाज) جسے عام طور پر گایتری پریوار کہا جاتا ہے، ہندوستان کی ایک اہم روحانی، اخلاقی اور سماجی اصلاحی تحریک ہے۔اس تحریک کی بنیاد بیسویں صدی میں رکھی گئی اور اس کا مقصد گایتری منتر کی روحانی و اخلاقی تعلیمات کو فرد اور سماج کی اصلاح کے لیے عام کرنا ہے۔گایتری سماج مذہبی فرقہ بننے کے بجائے خود کو ایک کردار ساز اور سماج ساز تحریک قرار دیتا ہے۔

گایتری سماج کی فکر کی بنیاد اس عقیدے پر ہے کہ گایتری منتر محض ایک مذہبی منتر نہیں بلکہ انسانی شعور کی تطہیر اور فکری بیداری کا ذریعہ ہے۔اس تحریک کے مطابق

انسان کی اصل ترقی جسمانی یا مادی نہیں بلکہ ذہنی، اخلاقی اور روحانی ارتقا سے وابستہ ہے، اور گایتری منتر اسی ارتقا کی کلید ہے۔

یہ تحریک ویدک روایت سے جڑی ہوئی ہے، مگر اس کا اسلوب جدید، سادہ اور اصلاحی ہے۔ گایتری سماج نے توہم پرستی، اندھی تقلید اور رسم پرستی کی مخالفت کی اور سائنسی، اخلاقی اور عملی روحانیت پر زور دیا۔ اس کے نزدیک عبادت کا مقصد کردار سازی اور خدمتِ خلق ہے، نہ کہ محض ظاہری رسوم۔

گایتری سماج نے روحانیت کے ساتھ ساتھ سماجی اصلاح کو بھی اپنا ہدف بنایا۔ نشہ بندی، اخلاقی تربیت، خواتین کی بیداری، قومی کردار سازی اور نوجوانوں کی تربیت اس تحریک کے اہم میدان ہیں۔ اسی مقصد کے تحت ملک بھر میں اشرام، شانتیکنج، تربیتی مراکز اور مطالعہ گاہیں قائم کی گئیں۔

آج گایتری سماج ہندوستان کے علاوہ دنیا کے متعدد ممالک میں سرگرم ہے۔ اس تحریک کے لاکھوں پیروکار ہیں جو خود کو کسی نئے مذہب کا ماننے والا نہیں بلکہ ویدک اخلاقیات پر عمل کرنے والا انسان سمجھتے ہیں۔ گایتری سماج نے جدید ہندوستان میں مذہب کو سماجی اصلاح اور اخلاقی ذمہ داری سے جوڑنے میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔

(Acharya, Pandit Shriram Sharma. Gayatri Mahavigyan. Vol. I Haridwar: Yug Nirman Yojna Press, Shantikunj, various editions, p. 25-58)
(Pandit Shriram Sharma, Yug Nirman Yojna Darshan, Haridwar, Yug Nirman Yojna Press, Shantikunj, various editions, p. 40-72)
(Encyclopaedia of Indian Religions, Modern Religious Movements, Page 155-168)

گایتری سماج کے عقائد ونظریات

۱۔ایک اعلیٰ الٰہی شعور پر ایمان:

گایتری سماج کے مطابق کائنات کی اصل حقیقت ایک اعلیٰ، ہمہ گیر اور باشعور طاقت ہے جسے گایتری منتر میں سَوِتا (Savita) یا الٰہی نور کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ یہ

تصورِ توحیدی ہے اور خدا کو اخلاقی وفکری رہنمائی کا سرچشمہ مانتا ہے۔

۲۔ گایتری منتر کو مرکزیت:

گایتری سماج کا بنیادی عقیدہ ہے کہ گایتری منتر انسانی عقل، کردار اور روح کی تطہیر کا مؤثر ذریعہ ہے۔ یہ منتر صرف زبانی ورد نہیں بلکہ فکری و اخلاقی تربیت کا منتر سمجھا جاتا ہے۔

۳۔ روحانی ارتقا کے ساتھ اخلاقی کردار:

اس تحریک کے نزدیک حقیقی روحانیت وہ ہے جو انسان کے کردار میں سچائی، دیانت، ضبطِ نفس اور خدمتِ خلق پیدا کرے۔ محض رسومات یا ظاہری عبادت کو کافی نہیں سمجھا جاتا۔

۴۔ کرم کا اصول:

گایتری سماج کرم کے نظریے پر یقین رکھتا ہے۔ انسان اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہے، اور اچھے یا برے اعمال کے مطابق ہی فرد اور سماج کی تقدیر بنتی ہے۔

۵۔ ویدک روایت سے وابستگی:

گایتری سماج اپنی فکری بنیاد ویدک ادب پر رکھتا ہے، مگر اندھی تقلید کے بجائے عقلی، سائنسی اور اصلاحی تشریح پر زور دیتا ہے۔ توہمات اور غیر عقلی رسوم کی مخالفت کی جاتی ہے۔

۶۔ یگیہ اور منتر کا علامتی مفہوم:

یگیہ کو محض آگ میں آہوتی ڈالنے کی رسم نہیں بلکہ خود کو پاکیزہ بنانے، خیر وفلاح کے لیے عزم کرنے کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ منتر کا مقصد ذہنی و اخلاقی تطہیر ہے۔

۷۔ سماجی و اخلاقی انقلاب (یُگ نرمان):

گایتری سماج کا نظریہ ہے کہ سماج کی اصلاح فرد کی اصلاح سے شروع ہوتی ہے۔ اسی لیے اخلاقی انقلاب، نشہ بندی، خواتین کی بیداری اور نوجوانوں کی کردار سازی کو مرکزی نظریہ بنایا گیا ہے۔

۸۔ مذہبی رواداری اور ہم آہنگی:

یہ تحریک خود کو نیا مذہب نہیں بلکہ ایک روحانی و اخلاقی تحریک سمجھتی ہے اور تمام مذاہب کے ساتھ احترام اور ہم آہنگی کا نظریہ رکھتی ہے۔

(Acharya Pandi Shriram Sharma, 'Gayatri Mahavigyan', Vol. I, Yug Nirman Yojna Press, Shantikunj, Page 25-58)

(Acharya Pandi Shriram Sharma, 'Yug Nirman Yojna Darshan' Page 40-72)

گایتری منتر (गायत्री मंत्र)

ॐ भूर्भुवः स्वः ।
तत्सवितुर्वरेण्यं
भर्गो देवस्य धीमहि ।
धियो यो नः प्रचोदयात् ॥

(رگ وید، منڈل 3، سوکت 62، منتر 10)

لفظی معنیٰ و ترجمہ

اوم (ॐ):	ازلی ندا/ کائناتی آواز
بھور (भूः):	زمین/ مادی جہان
بُھوَ وَہ (भुवः):	فضا/ درمیانی جہان
سُوَہ (स्वः):	آسمانی/ روحانی جہان
تَت (तत्):	وہ
سَوِتُر (सवितुः):	الٰہی نور/ پروردگارِ کائنات
وَرینیم (वरेण्यं):	سب سے زیادہ قابلِ انتخاب و عبادت
بھَرگو (भर्गो):	پاک اور نورانی تجلی
دیوَسیہ (देवस्य):	اس خدا کا
دھیمہی (धीमहि):	ہم غور و فکر کرتے ہیں/ دھیان کرتے ہیں

دھیو(धियो): عقلیں/ ذہن

یَو(:य): جو

نَہ(:न): ہماری

پرچودَیات(प्रचोदयात्): رہنمائی کرے/تحریک دے

ترجمہ: ''ہم اس قابلِ عبادت الٰہی نور (سَوِتا) پر غور و فکر کرتے ہیں جو زمین، فضا اور آسمان کا پروردگار ہے؛ اے پروردگار! تو ہماری عقلوں کو نیک اور درست راستے کی طرف رہنمائی فرما''۔

(Acharya Pandi Shriram Sharma, 'Gayatri Mahavigyan', Vol. I, Yug Nirman Yojna Press, Shantikunj, Haridwar, Page 15-25)

گایتری پریوار کی بنیادی تعلیمات

۱۔ایک اعلیٰ الٰہی شعور پر ایمان:

کائنات کی اصل حقیقت ایک اعلیٰ، ہمہ گیر اور باشعور طاقت ہے جسے گایتری منتر میں الٰہی نور کے طور پر سمجھا جاتا ہے۔

۲۔گایتری منتر کی مرکزیت:

گایتری منتر کو انسانی عقل، اخلاق اور شعور کی تطہیر کا مؤثر ذریعہ مانا جاتا ہے، محض ورد نہیں بلکہ فکری تربیت۔

۳۔اخلاقی کردار سازی:

سچائی، دیانت، ضبطِ نفس، خدمتِ خلق اور ذمہ دار شہری بننا روحانیت کا لازمی نتیجہ ہے۔

۴۔کرم کا اصول:

انسان اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہے؛ اچھے اعمال ترقی اور برے اعمال زوال کا سبب بنتے ہیں۔

۵۔ یگیہ کا اصلاحی مفہوم:

یگیہ خودسپردگی، ایثار اور سماجی فلاح کی علامت ہے،صرف رسم نہیں بلکہ عملی اخلاق۔

٦۔ یگ نرمان (اخلاقی وسماجی انقلاب):

فرد کی اصلاح سے سماج کی تعمیر،نشہ بندی،خواتین کی بیداری اورنوجوانوں کی کردارسازی۔

۷۔ویدک روایت+عقل:

ویدک تعلیمات سے وابستگی مگر اندھی تقلید کے بجائے عقلی، سائنسی اور اصلاحی تشریح۔

۸۔سادہ عبادت اور نظمِ حیات:

جپ،دھیان،سادگی،ضبط اور خدمت،روحانیت کو روزمرہ زندگی میں اتارنا۔

۹۔مذہبی رواداری:

کسی نئے مذہب کے بجائے آفاقی اخلاقیات؛ تمام مذاہب کے ساتھ احترام اورہم آہنگی۔

۱۰۔انسانی خدمت بطورعبادت:

خدمتِ انسانیت کو اعلیٰ عبادت سمجھا جاتا ہے۔

گایتری پریوار کی تعلیمات کی تدوین واشاعت پنڈت شری رام شرما آچاریہ نے کی، جنھوں نے گایتری منتر، یگیہ تحریک اور یگ نرمان کے ذریعے اخلاقی وسماجی اصلاح کا جامع خاکہ پیش کیا۔

(Gayatri Mahavigyan, Vol. I, page 15-58; Vol. II, page 40-96)
(Yug Nirman Yojna Darshan, Page 25-72)
(Yagya: A Vedic Science, Shantikunj Publication Division, All World Gayatri Pariwar, various editions, p. 10-44)

گایتری پریوار میں عبادت کا طریقہ

گایتری پریوار میں عبادت کا بنیادی طریقہ گایتری منتر کا جپ، دھیان (مراقبہ) اور یگیہ ہے۔ یہ عبادت رسمی اور ظاہری رسوم کے بجائے ذہنی، اخلاقی اور روحانی تطہیر پر مرکوز ہوتی ہے۔ عبادت کرنے والا خود کو خدا کے سامنے جھکانے کے بجائے اپنی عقل، کردار اور عمل کو پاکیزہ بنانے کی نیت سے عبادت کرتا ہے۔ اس تحریک کے مطابق حقیقی عبادت وہ ہے جو انسان کی سوچ اور عمل میں مثبت تبدیلی پیدا کرے۔

عبادت کا آغاز عموماً گایتری منتر کے جپ سے ہوتا ہے۔ جپ انفرادی طور پر بھی کیا جاتا ہے اور اجتماعی طور پر بھی۔ جپ کے دوران منتر کے مفہوم پر غور کرنا ضروری سمجھا جاتا ہے، کیونکہ گایتری منتر کو صرف ورد نہیں بلکہ عقل کی بیداری کی دعا سمجھا جاتا ہے۔ روزانہ ایک مقررہ تعداد میں جپ کرنے کی تلقین کی جاتی ہے، جس سے ذہنی یکسوئی اور اخلاقی ضبط پیدا ہو۔

گایتری پریوار میں دھیان (مراقبہ) کو عبادت کا اہم حصہ مانا جاتا ہے۔ اس میں عبادت کرنے والا خاموشی سے بیٹھ کر گایتری منتر کے نورانی مفہوم پر توجہ مرکوز کرتا ہے۔ دھیان کا مقصد ذہنی بے چینی کو ختم کرنا، منفی خیالات سے نجات پانا اور اندرونی سکون حاصل کرنا ہے۔ یہ دھیان کسی جسمانی یوگ آسن پر نہیں بلکہ فکری یکسوئی پر مبنی ہوتا ہے۔

یگیہ گایتری پریوار کی اجتماعی عبادت کا نمایاں طریقہ ہے۔ یگیہ میں آگ کو گواہ بنا کر گایتری منتر اور ویدک منتر پڑھے جاتے ہیں، مگر اسے محض رسم نہیں بلکہ خود کو ایثار، پاکیزگی اور سماجی فلاح کے لیے وقف کرنے کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ یگیہ کا مقصد ماحول کی تطہیر، اجتماعی خیر اور اخلاقی عزم کی تجدید ہوتا ہے۔

گایتری پریوار میں عبادت کا ایک اہم پہلو عملی زندگی میں عبادت کا نفاذ ہے۔ عبادت کو صرف مندر یا یگیہ شالہ تک محدود نہیں رکھا جاتا بلکہ سچائی، خدمتِ خلق، نشہ بندی، سادگی اور ذمہ دار طرزِ زندگی کو بھی عبادت کا حصہ سمجھا جاتا ہے۔ اسی لیے گایتری پریوار میں

عبادت اور کردار سازی کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کیا جاتا۔

(Acharya, Pandit Shriram Sharma, 'Gayatri Mahavigyan', Vol. I, p. 60-110; Vol. II, p. 35-88)

(Yug Nirman Yojna Darshan (Philosophy of Yug Nirman Yojna), Page 45-95)

گایتری پریوار کی اہم کتب

گایتری پریوار کی فکری و عملی بنیاد اس کے بانی پنڈت شری رام شرما آچاریہ کی تصانیف پر قائم ہے۔ان کی سب سے اہم کتاب گایتری مہا ویگیان ہے، جس میں گایتری منتر کا فلسفہ، اس کی روحانی و اخلاقی معنویت اور عملی اثرات تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں۔اسی طرح یُگ نرمان یوجنا ایک بنیادی کتاب ہے جس میں فرد اور سماج کی اخلاقی تعمیر کا پروگرام پیش کیا گیا ہے۔

یگیہ: ایک ویدک سائنس میں یگیہ کے علامتی، سائنسی اور اصلاحی پہلو واضح کیے گئے ہیں۔ان کے علاوہ پنڈت شری رام شرما آچاریہ کی ہزاروں تحریروں پر مشتمل مجموعہ وانگمئے (Vangmaya) گایتری پریوار کا فکری انسائیکلوپیڈیا سمجھا جاتا ہے، جو روحانیت، اخلاقیات اور سماجی اصلاح کے موضوعات کا احاطہ کرتا ہے۔

(Gayatri Mahavigyan, Vol. I, p. 15-58; Vol. II, p. 40-96)

(Yug Nirman Yojna Darshan, Yug Nirman Yojna Press, Shantikunj ,p. 25-72)

(Yagya: A Vedic Science, All World Gayatri Pariwar, various editions, p. 10-44)

گایتری پریوار کے اہم مراکز

گایتری پریوار کا عالمی اور مرکزی مرکز شانتی کنج، ہریدوار ہے، جو اتراکھنڈ (ہندوستان) میں واقع ہے۔شانتی کنج نہ صرف تنظیم کا انتظامی ہیڈکوارٹر ہے بلکہ روحانی تربیت، گایتری جپ، یگیہ، مطالعاتی کورسز اور سماجی خدمت کی سرگرمیوں کا مرکزی مقام بھی ہے۔اسی سے متصل برہما ورت آشرم اور دیوی سنسکرتی وشو ودیالیہ (تعلیمی ادارہ) گایتری پریوار کے فکری و تعلیمی مقاصد کی تکمیل کرتے ہیں۔شانتی کنج کے علاوہ ہندوستان کے تقریباً تمام

صوبوں اور دنیا کے کئی ممالک میں گایتری پریوار کے مراکز، یگیہ شالائیں اور مطالعہ مراکز قائم ہیں، جہاں اخلاقی تربیت اور سماجی اصلاح کے پروگرام جاری رہتے ہیں۔

(Official Publications of All World Gayatri Pariwar, Shantikunj Publication Division, various editions, especially Introduction to Shantikunj and Yug Nirman Mission, Page 12-40)

(Encyclopaedia of Indian Religions: Modern Religious Movements, Dordrech: Springer, 2017, p. 160-168)

گایتری پریوار کا کام کرنے کا بنیادی اصول ''اپنی اصلاح، سماج کی اصلاح'' ہے۔ اس تحریک کے نزدیک سماجی تبدیلی کا آغاز فرد کے اندرونی اخلاقی وفکری ارتقا سے ہوتا ہے۔ اسی لیے گایتری پریوار سب سے پہلے فرد کی سوچ، عادات اور کردار کی تربیت پر کام کرتا ہے، تاکہ وہ خود ایک مثبت اور ذمہ دار سماجی اکائی بن سکے۔ اس مقصد کے لیے گایتری منتر کا جپ، دھیان اور خود احتسابی کو عملی تربیت کے طور پر اپنایا جاتا ہے۔

تنظیمی طور پر گایتری پریوار غیر مرکزی، رضا کارانہ اور خدمت پر مبنی نظام کے تحت کام کرتا ہے۔ اس میں کوئی موروثی پجاری یا سخت درجہ بندی نہیں، بلکہ ہر رکن کو سیوک (خادم) سمجھا جاتا ہے۔

مقامی سطح پر شاکھائیں، یگیہ شالائیں اور مطالعہ مراکز قائم کیے جاتے ہیں جہاں اخلاقی تربیت، مطالعہ نشستیں اور سماجی سرگرمیاں انجام دی جاتی ہیں۔ مرکزی رہنمائی شانتی کنج (ہریدوار) سے فکری و تعلیمی صورت میں فراہم کی جاتی ہے۔

گایتری پریوار کی عملی سرگرمیوں کی بنیاد یگ نرمان یوجنا ہے، جس کے تحت اخلاقی انقلاب، نشہ بندی، خواتین کی بیداری، نوجوانوں کی کردار سازی اور خاندانی اقدار کے فروغ پر مسلسل کام کیا جاتا ہے۔ یہ کام تقاریر سے زیادہ عملی مہمات کے ذریعے کیا جاتا ہے، جیسے صفائی مہم، نشہ چھوڑ و تحریک، تعلیمی کیمپ اور خدمتِ خلق کے پروگرام۔

اجتماعی سطح پر گایتری پریوار یگیہ اور ست سنگ کو محض مذہبی رسم نہیں بلکہ سماجی و اخلاقی تحریک کے طور پر استعمال کرتا ہے۔ بڑے پیمانے پر منعقد ہونے والے گایتری مہا

یگیہ میں جپ کے ساتھ ساتھ سماجی عہد، اخلاقی قرار دادیں اور خدمت کے منصوبے طے کیے جاتے ہیں، تاکہ روحانیت کو عملی سماجی تبدیلی سے جوڑا جا سکے۔

تعلیم و تربیت کے میدان میں گایتری پریوار مطالعہ، کورسز اور تربیتی کیمپوں کے ذریعے کام کرتا ہے۔ اس میں بانی کی تحریروں کا منظم مطالعہ، راج یوگ/ دھیان کی عملی مشق اور سماجی قیادت کی تربیت شامل ہے۔ اسی سلسلے میں دیوی سنسکرتی وشو ودیالیہ جیسے ادارے قائم کیے گئے، جہاں اقدار پر مبنی جدید تعلیم دی جاتی ہے۔

اس طرح گایتری پریوار کا کام کرنے کا طریقہ روحانیت + اخلاق + سماجی خدمت کے امتزاج پر مبنی ہے۔ یہ تحریک نعروں کے بجائے مسلسل کردار سازی، رضا کارانہ خدمت اور مقامی سطح پر عملی اقدامات کے ذریعے معاشرے میں تبدیلی لانے کی کوشش کرتی ہے جیسا کہ اس کے بانی پنڈت شری رام شرما آچاریہ نے متعین کیا تھا۔

❀❀❀

حصہ پنجم

ہندو مذہبی تنظیموں کا تعارف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہندو مذہبی تنظیمیں

ہندو مذہبی تنظیمیں وہ ادارے، تحریکیں اور تنظیمیں ہیں جو ہندو مذہب، ہندو تہذیب وثقافت، ویدک تعلیمات، ہندو شناخت (Hindu Identity) اور ہندوتوا (Hindutva) کے فروغ کے لیے قائم کی گئی ہیں۔ ان تنظیموں کا مقصد ہندو مذہبی روایات، رسوم، تہواروں، مقدس متون، روحانی افکار اور ثقافتی اقدار کو محفوظ رکھنا اور نئی نسلوں تک منتقل کرنا ہوتا ہے۔ بعض تنظیمیں مذہبی و روحانی اصلاح پر زور دیتی ہیں، جبکہ بعض ہندو سماج کے اتحاد، مذہبی بیداری، ثقافتی تحفظ اور ہندو قومیت کے نظریات کو فروغ دینے میں سرگرم ہیں۔

جدید دور میں متعدد ہندو مذہبی تنظیمیں وجود میں آئیں جنہوں نے یوگ، ویدانت، سماجی اصلاح، تعلیم، خدمتِ خلق، مذہبی بیداری، ہندو تہذیب کے تحفظ اور عالمی سطح پر ہندو مذہب کے تعارف میں نمایاں کردار ادا کیا۔

ان تنظیموں میں بعض روحانی و اصلاحی تحریکیں ہیں، بعض سماجی وثقافتی ادارے، جبکہ بعض ہندو شناخت، ہندو قومیت اور ہندوتوا کے فروغ کو اپنا بنیادی مقصد قرار دیتی ہیں۔ جیسے: آر ایس ایس (RSS)، بی جے پی (BJP)، بجرنگ دل (Bajrang Dal-BD)، اے بی وی پی (ABVP)، ویشوا ہندو پریشد (VHP)، بی ایم ایس (BMS)، ودیا بھارتی (Vidya Bharati)، سیوا بھارتی (Seva Bharati)، شیوشینا (Shiv Sena)، اکھل بھارت ہندو مہا سبھا (ABHM)، سناتن سنستھا (Sanatan Sanstha)، ہندو یوا واہنی

(Hindu Yuva Wahini)وغیرہ۔ ذیل میں چند اہم ہندو مذہبی تنظیموں کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

آر ایس ایس (RSS) کا تعارف

تاریخی پس منظر

آر ایس ایس (راشٹریہ سویم سیوک سنگھ) کا قیام 1925ء میں برطانوی ہندوستان کے سیاسی، سماجی اور فکری بحران کے پس منظر میں ہوا۔ پہلی جنگِ عظیم کے بعد ہندوستان میں قومی تحریک زور پکڑ چکی تھی، مگر اس کے ساتھ ہی ہندو۔مسلم کشیدگی، خلافت تحریک، عدم تعاون تحریک، اور 1920ء کی دہائی کے فرقہ وارانہ فسادات نے ہندو معاشرے میں عدمِ تحفظ کا احساس پیدا کیا۔ بہت سے ہندو رہنماؤں کے نزدیک کانگریس کی قیادت میں چلنے والی تحریک قومی اتحاد کے بجائے مخصوص سیاسی سمجھوتوں کی طرف جا رہی تھی، جس سے ہندو سماج کمزور ہو رہا تھا۔

اسی ماحول میں کیسَو بلی رام ہیڈگیوار نے یہ تصور پیش کیا کہ ہندو سماج کی کمزوری کی اصل وجہ سیاسی نہیں بلکہ تنظیمی، اخلاقی اور عسکری کمزوری ہے۔ ان کے نزدیک محض سیاسی جدوجہد کافی نہیں تھی، بلکہ ایک ایسی ہمہ گیر سماجی تنظیم درکار تھی جو ہندو سماج میں نظم و ضبط، قربانی، جسمانی تربیت اور ثقافتی شعور پیدا کرے۔ چنانچہ 27 ستمبر 1925ء کو ناگپور میں آر ایس ایس کی بنیاد رکھی گئی۔

آر ایس ایس کے قیام پر بال گنگا دھر تلک کے قوم پرستانہ افکار، ونائک دامودر ساورکر کے ہندوتوا نظریے، اور یورپ میں ابھرتی قوم پرستانہ تنظیموں کے ماڈلز کے اثرات نمایاں تھے۔ ہیڈگیوار نے سیاست سے براہِ راست وابستگی کے بجائے ''شاکھا'' نظام متعارف کرایا، جہاں روزانہ یا ہفتہ وار بنیادوں پر نوجوانوں کو جسمانی مشق، نظم، قومی

گیت اور نظریاتی تربیت دی جاتی تھی۔ اس کا مقصد ایک ایسا کیڈر تیار کرنا تھا جو مستقبل میں ہندو قوم کی قیادت کر سکے۔

برطانوی دور کے آخری برسوں میں اور خصوصاً تقسیمِ ہند (1947ء) کے تناظر میں آر ایس ایس نے خود کو ایک ایسی تنظیم کے طور پر پیش کیا جو ہندوؤں کے تحفظ، سماجی خدمت اور ثقافتی احیاء کو اپنا مشن قرار دیتی ہے۔ اگرچہ اس پر فرقہ واریت اور اقلیت مخالف رجحانات کے الزامات بھی لگتے رہے، لیکن تاریخی طور پر آر ایس ایس کا قیام اسی احساسِ زیاں، قوم پرستانہ ردِعمل اور ہندو سماج کی تنظیمِ نو کی خواہش کا نتیجہ تھا جو بیسویں صدی کے اوائل میں ہندوستانی معاشرے میں پائی جاتی تھی۔

آر ایس ایس کے قیام کا مقصد

آر ایس ایس کے قیام کا بنیادی مقصد ہندو سماج کی تنظیمِ نو، اخلاقی و جسمانی تربیت، اور ثقافتی احیاء تھا۔ بانی کیسَو بلی رام ہیڈ گیوار کے نزدیک ہندوستانی ہندو معاشرہ باہمی انتشار، نظم و ضبط کی کمی اور دفاعی کمزوری کا شکار تھا؛ اس لیے ایک ایسی غیر سیاسی، طویل المدت تربیتی تنظیم درکار تھی جو افراد کی کردار سازی کرے اور قوم کو مضبوط بنائے۔ اہم مقاصد درج ذیل تھے:

ا۔ ہندو سماج کو منظم کرنا، آپس میں اتحاد پیدا کرنا، ذات پات، علاقائیت اور لسانی تقسیم کو کم کر کے مختلف طبقات کے درمیان اجتماعی ہم آہنگی اور یکجہتی پیدا کرنا اور ایک منظم اور متحد ہندو سماج تشکیل دینا۔

۲۔ شاکھا نظام کے ذریعے جسمانی، اخلاقی اور ذہنی تربیت، نظم و ضبط، ضبطِ نفس، جسمانی ورزش، اجتماعی ذمہ داری اور قومی شعور پیدا کرنا۔

۳۔ ثقافتی قوم پرستی (ہندوتوا) کے فروغ پر زور دینا یعنی ہندوستان کو بنیادی طور پر ہندو تہذیب وثقافت پر مبنی قوم سمجھتے ہوئے اس کی مذہبی روایات، اقدار اور تاریخی ورثے

اور قومی شناخت کا تحفظ کرنا۔

۴۔ نوآبادیاتی دور اور فرقہ وارانہ کشیدگی کے پس منظر میں ہندو سماج میں اعتماد، جرأت اور خود حفاظتی جذبہ اور قومی بیداری پیدا کرنا۔

۵۔ سیاست سے براہِ راست وابستگی کے بجائے کیڈر سازی کے ذریعے طویل المدت بنیادوں پر ایسے تربیت یافتہ افراد تیار کرنا تا کہ مستقبل میں سماجی، تعلیمی، رفاہی اور قومی اداروں میں مؤثر قیادت فراہم کر سکیں۔

خلاصہ یہ کہ آر ایس ایس کا مقصد فوری سیاسی اقتدار نہیں بلکہ انسان سازی کے ذریعے قوم سازی تھا یعنی مضبوط فرد، منظم سماج اور باوقار قومی شناخت۔ آر ایس ایس کا قیام 1925ء میں اس تصور کے تحت ہوا کہ ہندو سماج اپنی داخلی کمزوری، باہمی انتشار اور نظم وضبط کی کمی کے باعث قومی سطح پر مؤثر کردار ادا نہیں کر پا رہا۔ اس کے بانی کیسَو بلی رام ہیڈ گیوار کے نزدیک اصل مسئلہ سیاسی اقتدار نہیں بلکہ فرد کی کردار سازی اور سماجی تنظیم تھا۔

اسی لیے آر ایس ایس کو ایک غیر سیاسی، تربیتی اور طویل المدت تنظیم کے طور پر قائم کیا گیا۔ آر ایس ایس کا بنیادی مقصد ہندو سماج کو منظم، با اخلاق، جسمانی طور پر مضبوط اور ثقافتی طور پر بیدار کرنا تھا۔ شاکھا نظام کے ذریعے نظم وضبط، اجتماعی تربیت، قربانی، اور قوم پرستی کا شعور پیدا کیا جاتا تھا تا کہ ایک ایسا کیڈر تیار ہو جو مستقبل میں ہندو قوم کی رہنمائی کر سکے۔

ہیڈ گیوار کے مطابق جب تک سماج مضبوط نہیں ہوگا، سیاسی آزادی بھی پائیدار نہیں ہو سکتی۔ ایک اور اہم مقصد ہندو ثقافت اور تہذیبی شناخت (ہندوتوا) کا تحفظ اور فروغ تھا۔ آر ایس ایس کے نظریے کے مطابق ہندوستان بنیادی طور پر ہندو تہذیب کی سرزمین ہے، اور اس تہذیبی شعور کی بقا قومی وحدت کے لیے ضروری ہے۔ اسی سوچ کے تحت آر ایس ایس نے سماجی خدمت، تعلیمی سرگرمیوں اور قومی نظم کی تربیت کو اپنا میدان بنایا، نہ کہ براہِ راست سیاست کو۔

(C. P. Bhishikar, Dr. Hedgewar: The Epoch Maker, Bharatiya Vichar Sadhana, Pune, 1999, p. 45-52)

(Christophe Jaffrelot, The Hindu Nationalist Movement and Indian Politics

(1925-1990s) London, C. Hurst & Co. 1996, Page 16-25)
(The Brotherhood in Saffron, The Rashriya Swayamseval Sangh and Hindu Revivalism, New Delhi, Vistaar Publications, 1987, Page 31-40)
(Bunch of Thoughts, [M.S. Golwalkar], Sahitya Sindhu Prakashana, 1966, Page 1-10)
(Ramachandra- India After Gandhi: The History of the world's Largest Democracy. New Delhi: HarperCollins Publishers, 2007, Page 98-101)
(D.R. Goyal- Rashtriya Swayamsevak Sangh, Radhakrishna Prakashan, New Delhi, 1979, Page 22-29)

ڈاکٹر کیسَو بلی رام ہیڈ گیوار-بانی آر ایس ایس

کیسَو بلی رام ہیڈ گیوار(Keshav Baliram Hedgewar)جو1/اپریل1889ء کو ناگپور (مہاراشٹر) میں ایک برہمن خاندان میں پیدا ہوئے۔ابتدائی عمر میں ہی والدین کے انتقال کے بعد ان کی پرورش رشتہ داروں نے کی۔تعلیم کے دوران وہ قوم پرستانہ سرگرمیوں کی طرف مائل ہوئے اور انقلابی تحریکوں سے وابستگی کے باعث انگریز حکومت کی نظر میں آئے۔ بعد میں انہوں نے کلکتہ میڈیکل کالج سے طب کی تعلیم حاصل کی اور''ڈاکٹر'' کہلائے،مگر عملی طب کے بجائے قومی وسماجی خدمت کو اپنا میدان بنایا۔

ہیڈ گیوار ابتدا میں انڈین نیشنل کانگریس سے وابستہ رہے اور عدم تعاون تحریک میں حصہ لیا،لیکن جلد ہی انہیں یہ احساس ہوا کہ محض سیاسی جدوجہد ہندو سماج کی گہری کمزوریوں کا علاج نہیں۔ان کے نزدیک اصل مسئلہ ہندو معاشرے کی تنظیمی کمزوری، باہمی انتشار اور نظم وضبط کی کمی تھا۔اسی سوچ کے تحت انہوں نے 27/ستمبر 1925ء کو ناگپور میں راشٹریہ سویم سیوک سنگھ کی بنیاد رکھی۔ان کا انتقال 21/جون 1940ء کو ہوا،مگر ان کی قائم کردہ تنظیم بعد میں ہندوستان کی سب سے منظم سماجی-ثقافتی تحریک بن گئی۔

ہیڈ گیوار کے بنیادی نظریات

● **قوم سازی بذریعہ فرد سازی:**

ہیڈ گیوار کا مرکزی نظریہ یہ تھا کہ مضبوط قوم مضبوط افراد سے بنتی ہے۔ان کے

نزدیک سیاسی آزادی تبھی بامعنی ہوگی جب سماج اخلاقی، جسمانی اور ذہنی طور پر منظم ہو۔ اسی لیے انہوں نے سیاست کے بجائے کردار سازی کو ترجیح دی۔

● **ہندو سماج کی تنظیم اور اتحاد:**

وہ ہندو سماج کو ذات پات، علاقائیت اور فرقہ وارانہ انتشار کا شکار سمجھتے تھے۔ ان کا مقصد ان تقسیمات کو کم کر کے ایک منظم اور متحد ہندو سماج تشکیل دینا تھا جو قومی سطح پر مؤثر کردار ادا کر سکے۔

● **شاکھا نظام اور نظم وضبط:**

ہیڈگیوار نے آر ایس ایس میں شاکھا کا تصور متعارف کرایا جہاں روزانہ/ہفتہ وار بنیادوں پر جسمانی مشق، قومی گیت، مباحثہ اور اجتماعی سرگرمیوں کے ذریعے نظم، ضبطِ نفس اور اجتماعی ذمہ داری پیدا کی جاتی تھی۔

● **ثقافتی قوم پرستی (ہندوتوا):**

اگرچہ "ہندوتوا" کی اصطلاح کو نظریاتی طور پر ونائک دامودر ساورکر نے منظم کیا، مگر ہیڈگیوار نے اسے عملی تنظیمی شکل دی۔ ان کے نزدیک ہندوستان بنیادی طور پر ہندو تہذیب کی سرزمین ہے اور اسی تہذیبی شعور کی بقا قومی وحدت کے لیے ضروری ہے۔

● **غیر سیاسی مگر قومی تنظیم:**

ہیڈگیوار نے آر ایس ایس کو براہِ راست سیاست سے دور رکھا۔ ان کے نزدیک تنظیم کا کام طویل المدت کیڈر سازی تھا تاکہ مستقبل میں سماج، تعلیم اور سیاست سمیت مختلف میدانوں میں باکردار قیادت سامنے آئے۔

(Bunch of Thoughts, [M.S. Golwalkar], Page 1-15)
(Dr. Hedgewar: The Epoch Maker, Bharatiya Vichar Sadhana, P. 1-60)
(Rashtriya Swayamsevak Sangh, [D. R. Goyal] Radhakrishna Prakashan, P. 22-35)

(The Brotherhood in Saffron: The Rashtriya Swayamsevak Sangh and Hindu Revivalism, Vistarr Publications P. 31-55)
(India After Gandhi: The History of the World's Largest Democracy, [Ramachandra], New Delhi, HarperCollins Publishers, P. 98-102)

آر ایس ایس کا ہندوتوا (Hindutva) کا نظریہ

راشٹریہ سویم سیوک سنگھ کے نزدیک ہندوتوا محض مذہب نہیں بلکہ قوم، تہذیب اور ثقافت کا ہمہ گیر تصور ہے۔ اس نظریے کے مطابق ہندوستان کی قومی شناخت اس کی قدیم ہندو تہذیب، مشترک تاریخی تجربات اور ثقافتی تسلسل سے بنتی ہے۔

آر ایس ایس ہندوتوا کو ایک ثقافتی قوم پرستی (Cultural Nationalism) کے طور پر پیش کرتا ہے، جس میں مذہبی رسومات سے زیادہ تہذیبی وحدت پر زور دیا جاتا ہے۔

نظریے کی فکری بنیاد

ہندوتوا کی اصطلاح اور اس کی نظریاتی تشکیل بنیادی طور پر ونائک دامودر ساورکر نے 1923ء میں اپنی کتاب Hindutva: Who is a Hindu میں کی۔ ساورکر کے مطابق ''ہندو'' وہ ہے جس کی ہندوستان پتر بھومی (باپ کی سرزمین) اور پنّی بھومی (مقدس سرزمین) دونوں ہو۔ آر ایس ایس نے اسی تصور کو تنظیمی اور سماجی سطح پر رائج کیا۔

بعد میں ایم ایس گولوالکر (دوسرے سرسنگھ چالک) نے ہندوتوا کو مزید وسعت دیتے ہوئے اسے قوم پرستی، نظم و ضبط اور سماجی اتحاد سے جوڑا۔ ان کی تحریروں میں ہندو تہذیب کو ہندوستانی قوم کی روح قرار دیا گیا۔

ہندوتوا کے بنیادی اجزاء (آر ایس ایس کی تعبیر میں)

۱۔ ثقافتی قوم پرستی:

قوم کی تعریف مذہبی عقیدے کے بجائے مشترک تہذیب، تاریخ، رسوم اور اقدار سے کی جاتی ہے۔

۲۔ہندو سماج کی تنظیم:

ذات پات، علاقائیت اور لسانی تقسیم کو کم کر کے منظم سماج کی تشکیل؛ شاکھا نظام اس کا عملی ذریعہ ہے۔

۳۔قوم اور تہذیب کی وحدت:

ہندوستان کو ایک تہذیبی اکائی سمجھا جاتا ہے جس کی اساس ہندو روایات میں پیوست ہے۔

۴۔اقلیتوں کا مقام (RSS موقف):

اقلیتیں شہری حقوق کے ساتھ ہندوستانی تہذیبی فریم ورک میں رہیں؛ تاہم ناقدین کے مطابق یہ تصور عملاً اکثریتی غلبے کا تاثر دیتا ہے۔

۵۔سیاست سے فاصلہ، سماج پر توجہ:

آر ایس ایس خود کو غیر سیاسی کہتا ہے؛ اس کا دعویٰ ہے کہ وہ کیڈر رسازی اور سماجی خدمت کے ذریعے قوم سازی کرتا ہے، جب کہ عملی سیاست سے وابستہ ادارے الگ ہیں۔

(Hindutva: Who Is a Hindu, [V.D. Savarkar] Veer Savarkar Prakashan, Bombay, 1923, Page 1-50)
(We, or Our Nationhood Defined, [M.S. Golwalkar] Bharat Prakashan Nagpur, 1939, Page 1-35)
(Bunch of Thoughts, [M.S. Golwalkar] Sahitya Sundhu Prakashana, Bangalore, 1966, Page 1-30)

آر ایس ایس کے مطابق ہندو

راشٹریہ سویم سیوک سنگھ کے نزدیک ''ہندو'' کی تعریف صرف مذہبی عقیدے تک محدود نہیں، بلکہ یہ ایک تہذیبی، تاریخی اور ثقافتی شناخت ہے۔ آر ایس ایس کی فکر میں ہندو ہونا دراصل ہندوستانی تہذیب سے قلبی وابستگی کا نام ہے، نہ کہ محض کسی مخصوص پوجا پاٹ یا عقیدے کا۔

نظریاتی بنیاد

آر ایس ایس اس تعریف کی بنیاد ونائک دامودر ساورکر کے پیش کردہ نظریۂ ہندوتوا پر رکھتا ہے۔ساورکر کے مطابق:

A Hindu means a person who regards this land of Bharatvarsha, from the Indus to the Seas, as his Fatherland (Pitribhu) as well as his Holyland (Punyabhu).

ترجمہ: ہندو اس شخص کو کہتے ہیں جو اس سرزمینِ بھارت ورش کو سندھ سے لے کر سمندروں تک اپنی پِتر بھومی (باپ کی سرزمین) بھی سمجھے اور اپنی پُنّی بھومی (مقدس سرزمین) بھی۔

آرایس ایس نے اسی تصور کو اپنا کر ''ہندو'' کو ایک قومیتی شناخت کے طور پر پیش کیا۔

(Hindutva: Who Is a Hindu, [V.D. Savarkar] Veer Savarkar Prakashan, Bombay, 1923, Page 113)

آر ایس ایس کی تعبیر میں ہندو کی بنیادی خصوصیات

۱۔پِتر بھومی (Fatherland)

ہندو وہ ہے جو ہندوستان کو اپنی تاریخی ونسلی سرزمین مانتا ہو، اور جس کی اجتماعی یادداشت، تاریخ اور ثقافت اسی زمین سے جڑی ہو۔

۲۔پُنّی بھومی (Holy Land)

جس کے مذہبی وتہذیبی مراکز، مقدس روایات اور روحانی سرچشمے ہندوستان میں ہوں۔اسی نکتے کی بنا پر ساورکر اور آر ایس ایس کی تعبیر میں اسلام اور عیسائیت کے پیروکار (جن کے مقدس مراکز ہندوستان سے باہر ہیں) ہندوتوا کی تعریف میں شامل نہیں سمجھے جاتے، اگرچہ وہ شہری طور پر ہندوستانی ہو سکتے ہیں۔

(We, or Our Nationhood Defined, [M.S. Golwalkar] Bharat Prakashan Nagpur,

1939, Page 120)
(Bunch of Thoughts, [M.S. Golwalkar] Sahitya Sundhu Prakashana, Bangalore, 1966, Page 125)

آر ایس ایس کا تنظیمی ڈھانچہ

آر ایس ایس کا تنظیمی ڈھانچہ مرکزی قیادت + نچلی سطح کی شاکھا پر مبنی ایک سخت نظم وضبط والا، غیر سیاسی اور کیڈر بیسڈ نظام ہے۔ اس ڈھانچے کا مقصد افراد کی تربیت، نظریاتی یکسانیت اور طویل المدت قوم سازی ہے، نہ کہ براہِ راست سیاسی اقتدار جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔سرسنگھ چالک(सरसंघचालक)

- یہ آر ایس ایس کا سب سے اعلیٰ منصب ہوتا ہے۔
- تنظیم کی نظریاتی سمت، نظم اور پالیسی کی نگرانی
- تاحیات یا طویل مدت کے لیے تقرری
- پورے ''سنگھ پریوار'' کی فکری قیادت

۲۔سرکاریہ وہ(सरकार्यवाह)

- یہ تنظیم کا انتظامی سربراہ ہوتا ہے۔
- روزمرہ امور اور تنظیمی فیصلوں کی نگرانی
- مختلف شعبہ جات اور ریاستی اکائیوں کے درمیان رابطہ اور نگرانی
- عملی تنظیمی ڈھانچے کو متحرک رکھنا

۳۔کاریہ کاری منڈل(कार्यकारी मंडल)

- یہ آر ایس ایس کی مرکزی ایگزیکٹو کونسل ہے۔
- پالیسی سازی اور تنظیمی منصوبہ بندی
- تنظیمی توسیع اور تربیتی پروگراموں کی نگرانی

● سر سنگھ چالک کو مشاورتی معاونت فراہم کرنا

۴۔ پرانت (प्रांत) ریاستی سطح یا صوبائی سطح کی تنظیمی اکائی

● ہندوستان کو مختلف ''پرانتوں'' میں تقسیم کیا گیا ہے جو عموماً ریاستی حدود کے مطابق ہوتے ہیں۔

● ہر پرانت کا سربراہ ''پرانت سنگھ چالک'' ہوتا ہے

● ریاستی سطح پر شاکھاؤں اور کارکنان کی نگرانی

۵۔ وِبھاگ اور ضلع (ज़िला/विभाग)

● وِبھاگ: کئی اضلاع پر مشتمل علاقہ

● ضلع: مقامی انتظامی اکائی

● تربیت، رابطہ اور تنظیمی توسیع کی ذمہ داری

۶۔ منڈل/نگر (नगर/मंडल)

● یہ قصبہ یا شہر کی سطح کی تنظیمی اکائی ہوتی ہے۔

● شاکھاؤں کے انعقاد کی نگرانی

● مقامی سرگرمیوں اور سماجی پروگراموں کا انتظام

۷۔ شاکھا (शाखा/Shakha) تنظیم کی بنیاد

● ''شاکھا'' آر ایس ایس کے پورے نظام کی بنیادی اکائی سمجھی جاتی ہے۔

● روزانہ یا ہفتہ وار اجتماع

● جسمانی مشق، ڈرل، کھیل، گیت اور فکری نشستیں

● نظم وضبط، کردار سازی اور اجتماعی تربیت

۸۔ سویم سیوک (स्वयंसेवक)

● یہ آر ایس ایس کا عام رضا کار کارکن ہوتا ہے۔

● رضا کارانہ خدمات انجام دینا
● تنظیمی نظریات سے وابستگی
● بغیر تنخواہ اور عہدے کے خدمت کرنا

تنظیمی ڈھانچہ کی اہم خصوصیات

● غیر سیاسی دعویٰ: براہِ راست سیاست سے الگ رہنے کا موقف
● مرکزی نظم: مضبوط اور مربوط کمانڈ اسٹرکچر
● کیڈر سازی: طویل المدت تربیت یافتہ کارکنان کی تیاری

سنگھ پریوار: ہم خیال تنظیموں کا وسیع نیٹ ورک، جیسے Vishwa Hindu Parishad، Akhil Bharatiya Vidyarthi Parishad اور Bharatiya Janata Party وغیرہ، جو الگ قانونی حیثیت رکھتے ہیں۔

(Bunch of Thoughts, [M.S. Golwalkar] Sahitya Sundhu Prakashana, Bangalore, 1966, Page 120-135)
(Dr. Hedgewar: The Epoch Maker, Bharatiya Vichar Sadhana, P. 52-70)
(The Brotherhood in Saffron: The Rashtriya Swayamsevak Sangh and Hindu Revivalism, Vistarr Publications P. 45-70)

شاکھا کے چار حصّے (عمر کے مطابق تنظیمی تقسیم)

آر ایس ایس کی شاکھا محض ایک تربیتی اجتماع نہیں بلکہ ایک مربوط تنظیمی ادارہ ہے، جس میں شرکاء کو عمر، ذہنی سطح اور ذمہ داری کے مطابق چار حصّوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ اس تقسیم کا مقصد یہ ہے کہ ہر فرد کو اس کی عمر اور صلاحیت کے مطابق جسمانی، اخلاقی اور فکری تربیت دی جا سکے۔

(الف) شیشو سویم سیوک (6 تا 10 سال)

اس درجے میں کم عمر بچوں کو شامل کیا جاتا ہے۔ ان کی تربیت کا مرکز کھیل، نظم، جسمانی سرگرمی اور اخلاقی کہانیاں ہوتی ہیں۔ اس مرحلے پر کسی پیچیدہ نظریاتی گفتگو کے

بجائے بہادری، سچائی، اطاعت اور وطن سے محبت جیسے تصورات کہانیوں اور اجتماعی سرگرمیوں کے ذریعے ذہن نشین کرائے جاتے ہیں۔ مقصد یہ ہوتا ہے کہ بچے تنظیمی ماحول سے مانوس ہوں اور اجتماعی نظم کے عادی بنیں۔

(ب) بال سویم سیوک (10 تا 14 سال)

اس عمر کے بچوں میں جسمانی مشقوں کے ساتھ ساتھ نظم و ضبط اور گروہی شعور پر زیادہ توجہ دی جاتی ہے۔ کھیلوں کے علاوہ لاٹھی، ڈنڈ اور بنیادی دفاعی مشقیں سکھائی جاتی ہیں۔ وطن پرستی پر مبنی نغمے اجتماعی طور پر گائے جاتے ہیں۔ اسی مرحلے سے بچوں میں تنظیم سے وابستگی اور بڑوں کی اطاعت کا شعور مضبوط کیا جاتا ہے۔

(ج) تن سویم سیوک (14 تا 28 سال)

یہ شاکھا کا سب سے فعال اور مرکزی حصہ سمجھا جاتا ہے، اور عام طور پر 60 فیصد شرکاء اسی عمر کے ہوتے ہیں (18 تا 25 سال خاص طور پر نمایاں)۔ اس مرحلے میں جسمانی تربیت نسبتاً سخت، کھیل زیادہ منظم، اور فکری و نظریاتی پروگرام (بودھک) زیادہ واضح ہوتے ہیں۔ مباحثے، تقریریں اور سماجی و سیاسی موضوعات پر گفتگو کرائی جاتی ہے تاکہ نوجوان مستقبل کے فعال کارکن، تنظیمی ذمہ دار اور ممکنہ قائد بن سکیں۔

(د) پروڑھ سویم سیوک (28 سال سے زائد)

اس حصے میں بالغ اور نسبتاً سینیئر افراد شامل ہوتے ہیں۔ ان کی جسمانی سرگرمیاں محدود مگر فکری و تنظیمی کردار زیادہ ہوتا ہے۔ یہ افراد شاکھا کی سرپرستی، سماجی روابط، مالی معاونت اور تنظیمی استحکام میں کردار ادا کرتے ہیں۔ اکثر قانونی سربراہ (سکریٹری) یا سرپرست اسی درجے سے منتخب ہوتے ہیں۔

ذیلی گروپ (گُٹ) اور داخلی نظم

ہر شاکھا مزید ذیلی گروپوں (گُٹ) میں منقسم ہوتی ہے، جن میں عام طور پر 20

سے زیادہ افرادنہیں ہوتے۔ یہ گُٹ عموماً ہم عمر اور ہم محلہ افراد پر مشتمل ہوتے ہیں اور ہر گُٹ میں ایک گُٹ نایک (ذیلی گروپ لیڈر) ہوتا ہے، ایک شکشک (استاد/معلم) مقرر کیا جاتا ہے، جن کا تقرر شاکھا کے مکھیہ شکشک کرتے ہیں۔

گُٹ نایک اپنے گروپ کے لیے بڑے بھائی جیسا کردار ادا کرتا ہے۔ وہ اخلاقی لحاظ سے نمونہ سمجھا جاتا ہے اور اپنے گروپ کے افراد کی اخلاقی تربیت کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ شکشک جسمانی ورزش، کھیل، کہانیاں، اور فکری پروگراموں کی نگرانی کرتا ہے۔ لاٹھی، بھالا، کبڈی اور جوش وعمل والے کھیلوں کے ساتھ ساتھ وطن پرستانہ نغمے اور بودھک سرگرمیاں اسی سطح پر انجام پاتی ہیں۔

گُٹ نایک اور شکشک ہر 10 تا 15 دن میں اپنے علاقے کے پرچارک (ہمہ وقتی کارکن) سے ملاقات کرتے ہیں، کام کی رپورٹ دیتے ہیں، مسائل پر رہنمائی لیتے ہیں اور سماجی وسیاسی امور میں سنگھ کی پالیسی پر تبادلۂ خیال کرتے ہیں۔

شاکھا کی قیادت اور اوپر کی تنظیم

ہر شاکھا کا ایک قانونی سربراہ (سکریٹری) ہوتا ہے، جو عموماً علاقے کا معزز اور سینیئر رکن ہوتا ہے، مگر عملی اختیار مکھیہ شکشک کے پاس ہوتا ہے۔ زیادہ تر مکھیہ شکشک نوجوان ہوتے ہیں اور شاکھا کی کامیابی بڑی حد تک ان کی صلاحیت، قیادت اور تنظیمی مہارت پر منحصر ہوتی ہے۔

● اکثر مقامات پر آر ایس ایس کے اپنے دفاتر ہوتے ہیں جہاں پر چارک قیام کرتے ہیں اور تنظیمی اجلاس منعقد ہوتے ہیں۔

● شاکھا (शाखा) تنظیم کی بنیادی اکائی ہوتی ہے۔ شاکھاؤں کے اوپر منڈل کمیٹی (Mandal Committee) ہوتی ہے، جو عموماً 3 تا 4 شاکھاؤں پر مشتمل ہوتی ہے۔

● متعدد منڈل مل کر نگر کمیٹی (Nagar Committee) تشکیل دیتے ہیں، جو شہر یا

شہری سطح کی تنظیمی اکائی ہوتی ہے۔

● اس کے بعد بالترتیب ضلع (ज़िला) اور وِبھاگ (विभाग) کی علاقائی سطح کی تنظیمی اکائیاں آتی ہیں، جو وسیع تر انتظامی اور تربیتی امور کی نگرانی کرتی ہیں۔

روزمرہ کا زیادہ تر عملی کام شہری سطح پر ہوتا ہے، جہاں ہفتہ وار میٹنگ میں سنگھ چالک اور مختلف شعبہ جات (جسمانی تربیت، فکری تیاری، مالیات) کے ذمہ دار شریک ہوتے ہیں۔

صوبائی سطح پر پرانتیہ پرتی ندھی سبھا(प्रांतीय प्रतिनिधि सभा)اور قومی سطح پر اکھل بھارتیہ پرتی ندھی سبھا رسمی نمائندہ ادارے ہیں، مگر عملی طاقت مرکزی ورکنگ کمیٹی (کینڈر کاریہ کاری منڈل) اور جنرل سکریٹری کے پاس مرکوز رہتی ہے۔

(The RSS: A View to the Inside, New Delhi: Penguin India, 1987, page 33-85)
(The Hindu Nationalist Movement and Indian Politics, [1925-1990s], New Delhi: Penguin Books, 1996, page 45-90)
(Bunch of Thoughts, [M.S. Golwalkar] Sahitya Sundhu Prakashana, Bangalore, 1966, Page 10-35)

آر ایس ایس کا طریقۂ کار

آر ایس ایس کا بنیادی طریقۂ کار تنظیمی، تربیتی اور تہذیبی نوعیت کا ہے۔ یہ خود کو سیاسی جماعت کے بجائے ایک رضا کارانہ ونظریاتی تنظیم کے طور پر پیش کرتا ہے۔ اس کا مرکزی مقصد ایسے افراد (سویم سیوک) تیار کرنا ہے جو ہندو تہذیبی قوم پرستی (Hindutva) کے نظریے پر یقین رکھتے ہوں اور سماج کے مختلف شعبوں میں سرگرم کردار ادا کریں۔ تنظیم کا کام براہِ راست سیاسی اقتدار حاصل کرنا نہیں بلکہ سماج کی فکری و اخلاقی تشکیل ہے، جس کے نتیجے میں سیاسی، سماجی اور ثقافتی سطح پر مطلوبہ تبدیلی آئے۔

آر ایس ایس کے عملی نظام کی بنیاد روزانہ یا ہفتہ وار ''شاکھا'' (शाखा) پر ہے۔ شاکھا کھلے میدان میں منعقد ہوتی ہے جہاں سویم سیوک جسمانی ورزش، نظم وضبط، کھیل،

اجتماعی دعائیں، ترانے، اور نظریاتی گفتگو میں حصہ لیتے ہیں۔ شاکھا کا مقصد صرف جسمانی صحت نہیں بلکہ اجتماعیت، اطاعتِ نظم، قربانی اور قومی شعور پیدا کرنا ہے۔ یہی شاکھا نظام آر ایس ایس کی تنظیمی طاقت اور تسلسل کی بنیاد سمجھا جاتا ہے۔

تنظیم میں سخت تنظیمی ڈھانچہ موجود ہے۔ سب سے اعلیٰ عہدہ سرسنگھ چالک کا ہوتا ہے، جس کے تحت مختلف سطحوں پر سہ سرسنگھ چالک، پرچارک، وِبھاگ، ضلع اور منڈل کی سطح تک ذمہ داریاں تقسیم ہیں۔ پرچارک آر ایس ایس کے کل وقتی کارکن ہوتے ہیں جو ذاتی خاندانی زندگی ترک کر کے مکمل طور پر تنظیم کے لیے وقف رہتے ہیں۔ یہی پرچارک مختلف علاقوں، تعلیمی اداروں اور سماجی تنظیموں میں نظریاتی توسیع کا ذریعہ بنتے ہیں۔

آر ایس ایس براہِ راست سیاست میں حصہ لینے کے بجائے ذیلی اور ہم خیال تنظیموں (جنہیں مجموعی طور پر سنگھ پریوار کہا جاتا ہے) کے ذریعے سماج کے مختلف شعبوں میں کام کرتا ہے۔ مزدوروں کے لیے الگ تنظیم، طلبہ کے لیے الگ، خواتین، قبائلی علاقوں، تعلیمی میدان اور مذہبی سرگرمیوں کے لیے جدا ادارے قائم کیے گئے ہیں۔ اس طریقے سے آر ایس ایس ریاست اور سماج کے تقریباً ہر شعبے میں بالواسطہ اثر قائم کرتا ہے، جب کہ خود کو غیر سیاسی ظاہر کرتا ہے۔

تنظیم کا ایک اہم طریقہ کردار سازی (Character Building) ہے۔ آر ایس ایس کے نزدیک ایک مضبوط قوم کے لیے پہلے مضبوط اور منضبط افراد ضروری ہیں۔ اسی لیے ذاتی اخلاق، سادگی، قربانی، اطاعت اور قوم کے لیے ایثار کو مسلسل اجاگر کیا جاتا ہے۔ قدرتی آفات، سیلاب، زلزلے اور وباؤں کے دوران آر ایس ایس اور اس کی ذیلی تنظیمیں سماجی خدمت کے ذریعے عوامی قبولیت حاصل کرتی ہیں، جسے تنظیم اپنی عملی حکمتِ عملی کا اہم حصہ سمجھتی ہے۔

نظریاتی سطح پر آر ایس ایس مسلسل مطالعہ، خطبات، تربیتی کیمپوں (प्रशिक्षण वर्ग) اور لٹریچر کے ذریعے اپنے کارکنوں کی فکری تشکیل کرتا ہے۔ ایم۔ ایس۔ گولوالکر اور

دیگر نظریہ سازوں کی تحریریں تنظیمی نصاب کا حصہ سمجھی جاتی ہیں۔ان تربیتی مراحل میں سویم سیوک کو یہ سکھایا جاتا ہے کہ وہ مختلف سماجی وسیاسی حالات میں تنظیم کے مفاد اور نظریے کے مطابق کردار ادا کریں۔

(The RSS: A View to the Inside, New Delhi: Penguin India, 1987, page 33-78)
(Bunch of Thoughts, [M.S. Golwalkar] Sahitya Sundhu Prakashana, Bangalore, 1966, Page 1-45)
(The Hindu Nationalist Movement and Indian Politics 1925-1990s, New Delhi, Penguin Books, 1996, Page 40-95)

راشٹریہ سویم سیوک سنگھ (RSS) کے اہم رہنما

۱۔ڈاکٹر کیشو بلی رام ہیڈگوار (Dr. Keshav Baliram Hedgewar)

بانی و پہلے سرسنگھ چالک (1940-1925)

ڈاکٹر ہیڈگوار نے 1925ء میں ناگپور میں آر ایس ایس کی بنیاد رکھی۔وہ انقلابی پس منظر اور کانگریسی سرگرمیوں سے وابستہ رہے، مگر جلد اس نتیجے پر پہنچے کہ ہندوستانی سماج کی کمزوری کی جڑ تنظیمی فقدان اور کردار سازی کی کمی ہے۔انہوں نے شاکھا نظام متعارف کرایا جس کا مقصد جسمانی نظم، اخلاقی تربیت اور تہذیبی قوم پرستی پیدا کرنا تھا۔ہیڈگوار نے آر ایس ایس کو سیاسی جماعت بنانے کے بجائے سماجی و تربیتی تنظیم کے طور پر قائم رکھا، جس کی بنیاد رضا کارانہ نظم وضبط پر تھی۔

۲۔مادھو سداشیو گولوالکر۔گروجی (Madhav Sadashiv Golwalkar)

دوسرے سرسنگھ چالک (1973-1940)

گولوالکر نے آر ایس ایس کے نظریے کو فکری وتحریری صورت دی۔ان کی کتب We or Our Nationhood Defined اور Bunch of Thoughts میں ہندوتوا، ثقافتی قوم پرستی، اور مضبوط راشٹر کے تصورات واضح ملتے ہیں۔ان کے دور میں شاکھاؤں کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ ہوا اور سنگھ پریوار کی متعدد ذیلی تنظیمیں مستحکم ہوئیں۔ناقدین

کے مطابق ان کی تحریروں نے آر ایس ایس کے نظریے کو زیادہ واضح مگر متنازع بھی بنایا۔

۳۔ بالا صاحب دیورس (Balasaheb Deoras)

تیسرے سرسنگھ چالک (1973-1994)

دیورس کے دور کو توسیع، سماجی رابطے اور عملی لچک کا زمانہ کہا جاتا ہے۔ انہوں نے ایمرجنسی (1975-1977) کے بعد آر ایس ایس کی سیاسی و سماجی قبولیت بڑھانے پر توجہ دی اور مختلف طبقوں سے مکالمہ فروغ دیا۔ ان کے عہد میں تنظیمی نظم مزید مضبوط ہوا، شہری سطح پر سرگرمیاں بڑھیں اور آر ایس ایس نے خود کو قومی دھارے میں زیادہ مؤثر انداز میں منوایا۔

۴۔ موہن بھاگوت (Mohan Bhagwat)

موجودہ سرسنگھ چالک (2009 تا حال)

موہن بھاگوت کے دور میں آر ایس ایس نے نرم بیانیہ، مکالمہ اور سماجی ہم آہنگی پر زور دیا۔ وہ آئینِ ہند، سماجی ہم آہنگی اور قومی اتحاد کے حوالے سے بیانات دیتے رہے ہیں اور تنظیم کی جدید کاری (میڈیا، نوجوانوں سے رابطہ، سماجی خدمت) کو فروغ دیا۔ ان کے عہد میں آر ایس ایس کی سرگرمیاں عالمی سطح پر بھی زیادہ نمایاں ہوئیں، اگرچہ نظریاتی بحثیں بدستور جاری ہیں۔

آر ایس ایس کا مذہبی نظریہ

۱۔ ہندوتوا کا تصور:

آر ایس ایس کسی مخصوص مذہبی عبادات کا نہیں بلکہ ہندوتوا (Hindutva) کو قومی و تہذیبی شناخت کے طور پر پیش کرتا ہے، جس میں ہندوستانی تہذیب، تاریخ اور روایات کو مرکزیت حاصل ہے۔

۲۔ دھرم بطور تہذیب:

آر ایس ایس کے نزدیک دھرم کا مطلب صرف مذہب نہیں بلکہ ایک جامع

اخلاقی و سماجی نظام ہے، جو زندگی کے تمام پہلوؤں (سماج، سیاست، اخلاق) کو منظم کرتا ہے۔

۳۔ ویدک و قدیم ہندو روایت کی مرکزیت:

وید، اُپنشد، رامائن، مہا بھارت اور گیتا کو ہندوستانی تہذیب کی روح مانا جاتا ہے، مگر آر ایس ایس خود کو کسی خاص شاستر یا فرقے تک محدود نہیں کرتا۔

۴۔ مذہبی رواداری کا دعویٰ:

آر ایس ایس کے مطابق ہندو تہذیب کی اساس رواداری (Tolerance) ہے اور ہندوستان میں مختلف مذاہب کو اسی تہذیبی فریم ورک میں جگہ ملنی چاہیے۔

۵۔ قوم اور دھرم کا ربط:

آر ایس ایس کے نظریے میں راشٹر (قوم) اور دھرم جدا نہیں؛ قومی اتحاد کو ہندو تہذیبی اقدار سے جوڑا جاتا ہے۔

۶۔ عبادت سے زیادہ کردار سازی:

آر ایس ایس رسمی پوجا پاٹھ کے بجائے کردار، نظم و ضبط، قربانی، اور سماجی خدمت کو زیادہ اہم سمجھتا ہے۔

۷۔ غیر ہندو مذاہب کا تصور:

اسلام اور عیسائیت جیسے مذاہب کو ہندوستانی تہذیب سے باہر کا مانا جاتا ہے، تاہم ان کے پیروکاروں کو قومی دھارے میں رہنے کی شرط پر قبول کرنے کا نظریہ پیش کیا جاتا ہے۔

۸۔ روحانیت سے زیادہ قوم پرستی:

آر ایس ایس کا مذہبی نظریہ بنیادی طور پر روحانی نجات کے بجائے ثقافتی قوم پرستی پر مرکوز ہے۔

(We, or Our Nationhood Defined, [M.S. Golwalkar] Bharat Prakashan Nagpur, 1939, Page 1-52)

(Bunch of Thoughts, [M.S. Golwalkar] Sahitya Sundhu Prakashana, Bangalore, 1966, Page 35-95)

(The Hindu Nationalist Movement and Indian Politics 1925-1990s, New Delhi,

Penguin Books, 1996, Page 55-110)

آر ایس ایس کا سیاسی نظریہ

۱۔ثقافتی قوم پرستی(Cultural Nationalism):

آر ایس ایس کے مطابق ہندوستان ایک تہذیبی قوم ہے؛ سیاست کی بنیاد ہندو تہذیب، تاریخ اور اقدار ہونی چاہئے۔

۲۔ہندوتوا بطور سیاسی فکر:

ہندوتوا کو مذہبی عبادت نہیں بلکہ قومی شناخت اور سیاسی وحدت کا نظریہ سمجھا جاتا ہے۔

۳۔راشٹر(قوم) کی مرکزیت:

فرد، سماج اور ریاست سب قوم کے تابع ہیں؛ قومی مفاد کو اوّلین حیثیت حاصل ہے۔

۴۔مضبوط مرکزی ریاست:

آر ایس ایس ایک قوی، بااختیار اور منظم ریاست کا حامی ہے جو داخلی سلامتی، سرحدی تحفظ اور قومی نظم برقرار رکھ سکے۔

۵۔سیکولرازم پر تنقید:

مغربی طرز کے سیکولرازم کو ہندوستانی سیاق سے غیر موزوں سمجھتا ہے اور بھارتی ماڈل کی بات کرتا ہے جس میں اکثریتی تہذیب غالب ہو۔

۶۔جمہوریت کی قبولیت(مشروط):

جمہوریت کو قبول کرتا ہے مگر اسے قومی اقدار اور نظم کے تابع دیکھنا چاہتا ہے، محض عددی اکثریت کو کافی نہیں سمجھتا۔

۷۔سیاسی جماعت سے بالواسطہ تعلق:

آر ایس ایس خود سیاسی پارٹی نہیں، مگر اس کے نظریات سے متاثر جماعتیں (خصوصاً ہندوتوا فکر) سیاست میں سرگرم رہتی ہیں۔

۸۔قوم پر مبنی شہریت کا تصور:

شہریت کے معاملے میں ثقافتی وابستگی کو اہم مانتا ہے، نہ کہ محض آئینی یا قانونی شناخت کو۔

۹۔غیر ملکی اثرات سے مزاحمت:

نظریاتی طور پر مغربی استعماریت، کمیونزم اور لبرل ازم کے اثرات کو ہندوستانی سیاست کے لیے نقصان دہ سمجھتا ہے۔

۱۰۔سماجی نظم وضبط اور نظمِ حیات:

سیاست میں اخلاق، ضبطِ نفس، خدمتِ خلق اور تنظیمی ڈسپلن کو مرکزی قدر مانا جاتا ہے۔

(We, or Our Nationhood Defined, [M.S. Golwalkar] Bharat Prakashan Nagpur, 1939, Page 1-52)

(Bunch of Thoughts, [M.S. Golwalkar] Sahitya Sundhu Prakashana, Bangalore, 1966, Page 45-120)

(The Saffron Wave: Democracy and Hindu Nationalism in Modern India, Princeton University Press, 1999, page 25–88)

آر ایس ایس کی اہم تقریبات

۱۔وجیہ دشمی اُتسو(विजयदशमी उत्सव)

وجیہ دشمی آر ایس ایس کی سب سے اہم اور مرکزی تقریب ہے، کیونکہ اسی دن (1925ء) ناگپور میں تنظیم کی بنیاد رکھی گئی تھی۔ یہ دن علامتی طور پر نیکی کی بدی پر فتح کی نمائندگی کرتا ہے۔ اس موقع پر ملک بھر میں شاکھائیں خصوصی اجتماعات منعقد کرتی ہیں، جن میں پاتھ سنچلن (جلوس)، اجتماعی پراتھنا، جسمانی مظاہرے اور سرسنگھ چالک کا سالانہ خطاب شامل ہوتا ہے۔ یہ خطاب تنظیم کی پالیسی، قومی حالات اور آئندہ لائحۂ عمل کی وضاحت سمجھا جاتا ہے۔

۲۔ورش پرتپدا/ ہندو نَو ورش(हिन्दू नववर्ष/वर्ष प्रतिपदा)

ہندو قمری کیلنڈر کے مطابق سال کے آغاز پر منائی جانے والی یہ تقریب آر ایس

ایس میں ''تنظیمی سال'' کے آغاز کی علامت ہے۔اس موقع پر گزشتہ سال کی کارکردگی کا جائزہ، آئندہ اہداف کی تعیین، اور ذمہ داران کی تنظیمِ نو کی جاتی ہے۔نظریاتی طور پر اسے ہندو تہذیبی تسلسل اور تاریخی شعور سے جوڑا جاتا ہے۔

۳۔گرو دکشنا اُتسو(गुरु दक्षिणा उत्सव)

یہ تقریب آر ایس ایس کے مالی نظم سے وابستہ ہے۔سویم سیوک اس موقع پر تنظیم کے لیے رضا کارانہ مالی تعاون پیش کرتے ہیں، جسے دکشنا کہا جاتا ہے۔اسے محض چندہ نہیں بلکہ گرو(تنظیم) کے ساتھ وفاداری اور قربانی کی علامت سمجھا جاتا ہے۔اس سے تنظیم کی مالی خود کفالت برقرار رہتی ہے۔

۴۔سنگھ شکشا ورگ/تربیتی کیمپ

یہ باقاعدہ تقریبات نہیں بلکہ منظم سالانہ یا موسمی تربیتی اجتماعات ہیں، جن میں منتخب سویم سیوکوں کو جسمانی، فکری اور تنظیمی تربیت دی جاتی ہے۔ان کیمپوں کے ذریعے مستقبل کے گٹ نایک، شکشک اور پرچارک تیار کیے جاتے ہیں۔یہ کیمپ تنظیمی تسلسل کا بنیادی ذریعہ سمجھے جاتے ہیں۔

۵۔پاتھ سنچلن -पथ संचलन(جلوس)

یہ عوامی سطح پر ہونے والی منظم پریڈ ہوتی ہے، جو عام طور پر تہواروں یا خاص مواقع پر نکالی جاتی ہے۔اس کا مقصد تنظیمی نظم، اتحاد اور عوامی موجودگی کا اظہار ہوتا ہے۔یہ تقریب آر ایس ایس کی بصری شناخت کا اہم جزو سمجھی جاتی ہے۔

۶۔شاکھا اتسو اور مقامی تقریبات

مقامی سطح پر شاکھاؤں کی سالگرہ، علاقائی اتسو، اور سماجی خدمت سے جڑی تقریبات منعقد ہوتی ہیں۔ان کا مقصد مقامی سماج سے رابطہ، نئے افراد کی شمولیت، اور تنظیمی ہم آہنگی کو فروغ دینا ہوتا ہے۔

(The RSS: A View to the Inside, New Delhi, Penguin Books India, 1987, page 52-95)

(The Saffron Wave: Democracy and Hindu Nationalism in Modern India, Princeton, New Jersey: Princeton University Press, 1999, page 75-130)

آر ایس ایس کی اہم کتب

We, or Our Nationhood Defined

مصنف: M.S. Golwalkar

یہ کتاب آر ایس ایس کے قوم، قومیت اور ہندوتوا کے تصور کی ابتدائی اور متنازع مگر نہایت اہم وضاحت پیش کرتی ہے۔ اس میں ثقافتی قوم پرستی اور قومی وحدت کے نظریاتی خدوخال بیان کیے گئے ہیں۔

Bunch of Thoughts

مصنف: M.S. Golwalkar

یہ کتاب گولوالکر کے خطبات اور تحریروں کا مجموعہ ہے، جس میں دھرم، سماج، سیاست، ریاست اور تنظیم پر آر ایس ایس کا نقطۂ نظر تفصیل سے ملتا ہے۔ یہ آر ایس ایس کی فکری بنیادوں میں مرکزی حیثیت رکھتی ہے۔

Hindutva: Who Is a Hindu?

مصنف: V.D. Savarkar

یہ ساورکر کی تصنیف ہے جو پہلی بار 1923ء میں شائع ہوئی اور ہندوتوا کے نظریے کی بنیادی دستاویز سمجھی جاتی ہے۔ اس کتاب میں مصنف نے "قوم" اور "ہندو" کی تعریف مذہبی عقائد کے بجائے مشترکہ سرزمین، تاریخ، ثقافت اور تہذیبی شعور کی بنیاد پر کی ہے، اور پتر بھومی و پُنیہ بھومی کے تصورات کے ذریعے ہندوستانی شناخت کو متعین کیا ہے۔ ساورکر کے مطابق ہندوتوا کوئی مذہب نہیں بلکہ ایک ثقافتی۔قومی نظریہ ہے، جس کا مقصد ہندوستانی قوم کی وحدت اور تہذیبی تسلسل کو اجاگر کرنا ہے؛ اسی تناظر میں کتاب نے بعد کی ہندوتوا سیاست اور تنظیمی فکر پر گہرا اثر ڈالا۔

Dr. Hedgewar: The Epoch Maker

مصنف: C.P. Bhishikar

یہ کتاب آر ایس ایس کے بانی ڈاکٹر ہیڈگوار کی سوانح عمری ہے، جس میں شاکھا نظام اور ابتدائی تنظیمی حکمتِ عملی پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

آر ایس ایس کا مسلمانوں کے لیے نظریہ

آر ایس ایس اپنے آپ کو مذہبی تنظیم کے بجائے ثقافتی قوم پرست تنظیم قرار دیتی ہے۔ اس کے مطابق ہندوستان ایک ہندو راشٹر ہے، جہاں ہندو کا مطلب مذہبی شناخت سے زیادہ تہذیبی و ثقافتی شناخت ہے۔ اسی فریم میں آر ایس ایس مسلمانوں کو ہندوستانی سماج کا حصہ تو مانتی ہے، مگر مشروط طور پر، یعنی اس شرط کے ساتھ کہ وہ ہندوستانی تہذیبی بالادستی کو تسلیم کریں اور اپنی جداگانہ سیاسی و قومی شناخت پر اصرار نہ کریں۔

آر ایس ایس کے نظریے میں مسلمانوں (اور عیسائیوں) کو عموماً ''غیر ملکی مذاہب'' کا پیروکار کہا جاتا ہے، کیونکہ اسلام کی تاریخی جڑیں عرب دنیا سے جوڑی جاتی ہیں۔ اس بنا پر تنظیم کے کلاسیکی نظریہ سازوں کے نزدیک مسلمان تہذیبی طور پر مکمل طور پر ہندوستانی نہیں سمجھے جاتے، الا یہ کہ وہ ہندو تہذیب میں ضم (Assimilate) ہو جائیں۔ یہ تصور آر ایس ایس کے ابتدائی لٹریچر میں واضح طور پر ملتا ہے۔

گولوالکر کا نظریہ (کلاسیکی موقف)

آر ایس ایس کے دوسرے سرسنگھ چالک M.S. Golwalkar نے مسلمانوں کے بارے میں سخت اور واضح موقف اختیار کیا۔ ان کی کتاب We, or Our Nationhood Defined میں وہ ہندوستانی قومیت کو جرمن ماڈل سے تشبیہ دیتے ہوئے اقلیتوں کے لیے ضم ہونے کی شرط عائد کرتے ہیں:

The foreign races in Hindustan must either adopt the Hindu culture and language, must learn to respect and hold in reverence Hindu religion...... or may stay in the country wholly subordinated to the Hindu Nation, claiming nothing, deserving no privileges, far less any preferential treatment. (We, or Our Nationhood Defined, Page 55)

ترجمہ: ''ہندوستان میں رہنے والی غیر ملکی نسلوں کے لیے لازم ہے کہ وہ یا تو ہندو تہذیب اور زبان کو اختیار کریں، ہندو مذہب کا احترام کریں اور اسے قابلِ تعظیم سمجھیں یا پھر اس ملک میں مکمل طور پر ہندو قوم کے تابع بن کر رہیں؛ کسی حق کا دعویٰ نہ کریں، کسی مراعت کے مستحق نہ ہوں، اور ترجیحی سلوک تو بالکل ہی نہ چاہیں''۔

یہ اقتباس واضح کرتا ہے کہ گولوالکر کے نزدیک مسلمان برابر کی ثقافتی قومیت کے حق دار نہیں، جب تک وہ ہندو تہذیب میں مکمل انضمام قبول نہ کریں۔

اسی طرح Bunch of Thoughts میں وہ مسلمانوں کو قومی اتحاد کے لیے ایک چیلنج کے طور پر پیش کرتے ہیں:

The Muslims' claim of being a separate nation has been the greatest obstacle in the path of national integration.
(Bunch of Thoughts, Page 190, M. S. Golwalkar)

ترجمہ: ''مسلمانوں کا اپنے آپ کو ایک الگ قوم قرار دینے کا دعویٰ قومی یکجہتی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ رہا ہے''۔ یہ موقف آر ایس ایس کے کلاسیکی دور کا نمائندہ سمجھا جاتا ہے۔

آئینی مساوات بمقابلہ ثقافتی قومیت

آر ایس ایس کا مسلمانوں کے بارے میں نظریہ آئینِ ہند کے تصورِ مساوات سے مختلف ہے۔ آئین تمام شہریوں کو مذہب، ثقافت اور شناخت کی مکمل آزادی دیتا ہے، جب کہ آر ایس ایس کے نزدیک مسلمانوں کو اپنی مذہبی شناخت نجی دائرے تک محدود رکھنی

چاہیےاورعوامی وسیاسی سطح پر ہندوثقافت کی برتری قبول کرنی چاہیے۔

بھگوا جھنڈا(भगवा ध्वज)

بھگوا (زعفرانی) جھنڈا، آر ایس ایس کے نزدیک محض ایک پرچم نہیں بلکہ روحانی وتہذیبی علامت ہے۔آر ایس ایس کی روایت کے مطابق بھگوا رنگ ترکِ دنیا، قربانی،ضبطِ نفس اور تپسیا کی نمائندگی کرتا ہے۔تنظیم اسے قدیم ہندوسنتوں،سنیاسیوں اور جنگجوروایات سے جوڑتی ہےاوردعویٰ کرتی ہے کہ یہ رنگ قوم کی اخلاقی وروحانی بالادستی کی علامت ہے۔اسی بنا پرآر ایس ایس میں کسی فرد کے بجائے جھنڈے کوگرو مانا جاتا ہے؛ شاکھا میں ترنگا نہیں بلکہ بھگوا جھنڈا مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔

آر ایس ایس کے نزدیک بھگوا (زعفرانی) جھنڈا محض قومی علامت نہیں بلکہ روحانی،تہذیبی اوراخلاقی اتھارٹی کی نمائندگی کرتا ہے۔آر ایس ایس میں کسی شخص کونہیں بلکہ جھنڈے کو''گرو'' ماننے کی روایت اسی تصور سے جڑی ہے۔

M.S. Golwalkar لکھتے ہیں:

> The Bhagwa Dhwaj is our Guru. It represents the spirit of renunciation, sacrifice and selfless service on which our nation is built. (Bunch of Thoughts Page 11)

ترجمہ: بھگوا جھنڈا ہمارے لیے گرو کی حیثیت رکھتا ہے؛ یہ ترکِ دنیا،قربانی اور بےلوث خدمت کےاس جذبے کی علامت ہےجس پر ہماری قوم کی بنیادرکھی گئی ہے۔

جھنڈا بطور اتھارٹی، فرد نہیں آر ایس ایس میں سر براہ (سرسنگھ چالک) بھی نظریاتی طور پرجھنڈے کے تابع سمجھا جاتا ہے،تاکہ فرد پرستی کے بجائے نظریے کی بالادستی قائم رہے۔

> In the RSS there is no hero-worship. The saffron flag alone is the supreme guide.
>
> (Organiser Souvenir on RSS, Page18)

ساورکر کے مطابق مسلمان

ساورکر کے نزدیک قوم کی بنیاد مشترکہ سرزمین (पितृभूमि) اور مشترکہ مقدس سرزمین (पुण्यभूमि) ہے۔ چونکہ اسلام کی مقدس سرزمین (مکہ ومدینہ) ہندوستان سے باہر ہے، اس لیے ساورکر مسلمانوں کو ثقافتی طور پر بیرونی وابستگی رکھنے والا گروہ قرار دیتے ہیں۔

The Hindus are bound together not only by the love they bear to a common fatherland but also by the common blood that courses through their veins...... Muslims and Christians regard their holy land as outside India. (Hindutva: Who is a Hindu Page 84-86)

مفہوم: ساورکر کے مطابق ہندوقوم مشترکہ سرزمین (آبا واجداد کی سرزمین یا قومی وطن) اور مقدس وطن سے بندھی ہے، جبکہ مسلمان وعیسائی اپنی مذہبی مرکزیت ہندوستان سے باہر رکھتے ہیں، اس لیے وہ اس تہذیبی وحدت میں شامل نہیں ہوتے۔

اسلام بطور ''سیاسی وعسکری نظام'' ساورکر اسلام کو محض مذہب نہیں بلکہ سیاسی و عسکری نظریہ قرار دیتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ تاریخ میں اس کے پھیلاؤ میں طاقت کا کردار رہا ہے۔

Islam is not merely a religion but a political creed, a militant organisation. (Hindutva: Who is a Hindu Page 55)

ترجمہ: ''اسلام محض ایک مذہب نہیں بلکہ ایک سیاسی عقیدہ اور جنگجو تنظیم ہے''۔

مسلمان بطور'اندرونی غیر (Internal Other) ساورکر کے مطابق ہندوستانی مسلمان تبھی قومی دھارے میں شامل ہو سکتے ہیں جب وہ ہندوتوا کی تہذیبی بالادستی کو تسلیم کریں اور سیاسی وفاداری کو اسی کے تابع رکھیں۔

So long as the Muslims own a foreign land as their holy land, they cannot be held as loyal citizens of a Hindu nation. (Hindutva: Who is a Hindu Page 113)

ترجمہ: جب تک مسلمان کسی غیر ملکی سرزمین کو اپنی مقدس سرزمین سمجھتے رہیں گے، انہیں ایک ہندو قوم کے وفادار شہری نہیں مانا جا سکتا۔

گولوارکر کے مطابق مسلمان

گولوالکر کا نظریہ مسلمان M.S. Golwalkar آر ایس ایس کے دوسرے سرسنگھ چالک اور اس کے سب سے نمایاں نظریہ ساز تھے۔ ان کی تحریروں میں قوم کی تعریف مشترکہ تہذیب کی بنیاد پر کی گئی ہے، اور اسی فریم میں مسلمانوں کے بارے میں ان کا موقف سامنے آتا ہے۔

مسلمان بطور الگ قوم قومی یکجہتی میں رکاوٹ:

> So long as the Muslims own a foreign land as their holy land, they cannot be held as loyal citizens of a Hindu nation. (Bunch of Thoughts, Page 190)

ترجمہ: مسلمانوں کا اپنے آپ کو ایک الگ قوم قرار دینے کا دعویٰ قومی یکجہتی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ رہا ہے۔

تشریح: گولوالکر کے نزدیک ہندوستان ایک تہذیبی قوم ہے؛ چنانچہ مسلمانوں کی جداگانہ قومی شناخت کے دعوے کو وہ قوم کی وحدت کے منافی سمجھتے ہیں۔

غیر ہندوؤں کی حیثیت تہذیبی تابع داری

> The foreign races in Hindustan must either adopt the Hindu culture and language, must learn to respect and hold in reverence Hindu religion…or may stay in the country wholly subordinated to the Hindu Nation, claiming nothing, deserving no privileges, far less any preferential treatment. (We, or Our Nationhood Defined, Page 55)

ترجمہ: ہندوستان میں رہنے والی غیر ملکی نسلوں کو یا تو ہندو تہذیب اور زبان اختیار کرنا ہوگی، ہندو مذہب کا احترام اور اسے قابلِ تعظیم سمجھنا ہوگا...... یا پھر وہ اس

ملک میں مکمل طور پر ہندو قوم کے تابع بن کر رہیں؛ کسی حق کا دعویٰ نہ کریں، کسی رعایت کے مستحق نہ ہوں، اور ترجیحی سلوک کی تو بالکل ہی بات نہ کریں۔

تشریح: یہ اقتباس گولوالکر کے اخراجی (Exclusionary) قومیتی تصور کو واضح کرتا ہے، جس میں غیر ہندوؤں بالخصوص مسلمانوں ہی سے غالب ہندو تہذیب کی قبولیت کا مطالبہ کیا گیا ہے۔

آر ایس ایس کا ہندو راشٹر نظریہ

RSS کے فکری نظام میں ہندو راشٹر ایک مذہبی ریاست نہیں بلکہ ایک تہذیبی قوم (Cultural Nation) کا تصور ہے، جس کی بنیاد ہندو تہذیب، اقدار اور تاریخی تسلسل پر رکھی جاتی ہے۔ آر ایس ایس کے مطابق ہندوستان بنیادی طور پر ایک ہندو تہذیبی خطہ ہے، اس لیے ریاست اور معاشرہ اسی تہذیبی شناخت کی عکاسی کریں۔

گولوالکر کا تصورِ قوم

M.S. Golwalkar کے نزدیک قوم صرف جغرافیہ نہیں بلکہ مشترکہ تہذیب اور ثقافت ہے۔

> Nation is not merely a piece of land. It is a living entity with a soul, born out of a common culture.
>
> (We, or Our Nationhood Defined, Page 42)

ترجمہ: قوم محض زمین کا ایک ٹکڑا نہیں بلکہ ایک زندہ وجود ہے، جس کی روح مشترکہ تہذیب سے جنم لیتی ہے۔

ہندو راشٹر میں غیر ہندوؤں کی حیثیت

گولوالکر کے مطابق ہندو راشٹر میں غیر ہندو اسی صورت مکمل طور پر شامل ہو سکتے ہیں جب وہ غالب ہندو تہذیب کو تسلیم کریں۔

> The foreign races in Hindustan must either adopt the Hindu culture and language...... or may stay in the

country wholly subordinated to the Hindu Nation.

(We, or Our Nationhood Defined, Page 55)

ترجمہ: ہندوستان میں رہنے والی غیر ملکی نسلوں کو یا تو ہندو تہذیب اور زبان اختیار کرنا ہوگی...... یا پھر ہندو قوم کے مکمل تابع ہو کر رہنا ہوگا۔

ہندو راشٹر اور آئین

آر ایس ایس کے مطابق ہندو راشٹر کوئی اچانک آئینی تبدیلی نہیں بلکہ ایک سماجی حقیقت ہے جو صدیوں سے موجود ہے؛ آئین کو بالآخر اسی تہذیبی حقیقت کے مطابق ہونا چاہیے۔*(Bunch of Thoughts, Page 47-49)*

آر ایس ایس کا تعلیمی نیٹ ورک

RSS کا تعلیمی نیٹ ورک بنیادی طور پر Vidya Bharati کے تحت کام کرتا ہے، جو سنگھ پریوار کی سب سے بڑی تعلیمی تنظیم سمجھی جاتی ہے۔اس کی ابتدا 1952ء میں ''سرسوتی ششو مندر''(सरस्वती शिशु मंदिर) تحریک سے ہوئی، جس کا مقصد جدید تعلیم کے ساتھ ہندو تہذیبی اقدار، قومی شعور، اخلاقی تربیت اور ثقافتی شناخت کو فروغ دینا تھا۔

ودیا بھارتی کے تحت ہندوستان بھر میں ہزاروں اسکول، ششو مندر، انٹر کالج اور تعلیمی ادارے قائم ہیں، جہاں رسمی نصاب کے ساتھ کردار سازی، نظم وضبط، قوم پرستی اور ثقافتی تعلیم پر بھی زور دیا جاتا ہے۔

مقاصد (Objectives)

ودیا بھارتی کے اپنے بیانات، نصابی مواد اور تنظیمی لٹریچر کے مطابق اس کے بنیادی مقاصد درج ذیل ہیں:

۱۔طلبہ میں نظم وضبط، دیانت، قربانی، اخلاقی اقدار اور خدمتِ سماج کا جذبہ پیدا کرنا۔
۲۔ہندوستانی (ہندو) تہذیب، روایات، سنسکرت، یوگ اور قومی علامات سے وابستگی پیدا کرنا۔

۳۔طلبہ میں ''ثقافتی قوم پرستی'' (Cultural Nationalism) اور قومی یکجہتی کا شعور اجاگر کرنا۔
۴۔ہندو تہذیب، ثقافت اور قومی اقدار پر مبنی تعلیم کو فروغ دینا۔
۵۔طلبہ کو جسمانی، ذہنی اور اخلاقی طور پر مضبوط بنانا۔
۶۔ہندوستانی تاریخ، سنسکرتی اور روایات سے وابستگی پیدا کرنا۔
۷۔سنسکرت، یوگ، بھارتیہ سنسکرتی اور ویدک روایات کے مطالعے کی حوصلہ افزائی کرنا۔
۸۔ایسے طلبہ تیار کرنا جو مستقبل میں سماجی، تعلیمی اور قومی قیادت فراہم کرسکیں۔
۹۔جدید مضامین، جیسے سائنس، ریاضی اور ٹیکنالوجی کے ساتھ اخلاقی، روحانی اور ثقافتی تربیت فراہم کرنا۔
۱۰۔خدمتِ خلق، سماجی ذمہ داری اور قومی یکجہتی کا جذبہ پیدا کرنا۔

(Vidya Bharati: Vision and Mission Documents, New Delhi: Vidya Bharati Akhil Bharatiya Shiksha Sansthan, various editions, Page 10-28)
The Brotherhood in Saffron: The Rashtriya Swayamsevak Sangh and Hindu Revivalism. New Delhi: Vistaar Publications, 1987, p. 120-135)
(The Saffron Wave: Democracy and Hindu Nationalism in Modern India, Page 150-162)
(The RSS: A View to the Inside. New Delhi: Penguin India, 1987)

اسکولوں کی اقسام

ودیا بھارتی کے تحت مختلف درجوں اور ناموں سے ادارے چلتے ہیں:

- سرسوتی شِشو مندر (सरस्वती शिशु मंदिर) – پرائمری سطح
- سرسوتی وِدیا مندر (सरस्वती विद्या मंदिर) – مڈل و ہائی اسکول
- ودیا نیکیتن / آدرش وِدیالیہ (आदर्श विद्यालय / विद्या निकेतन) – سیکنڈری و سینئر سیکنڈری سطح
- ٹیچر ٹریننگ انسٹی ٹیوٹس (शिक्षक प्रशिक्षण संस्थान) – اساتذہ کی نظریاتی اور تدریسی تربیت کے مراکز

(Vidya Bharati: Vision and Mission Documents. New Delhi: Vidya Bharati Akhil Bharatiya Shiksha Sansthan, various editions, p. 12-30)
(The RSS: A View to the Inside, New Delhi: Penguin India, 1987,p. 145-170)
(Vidya Bharati Publications, New Delhi: Vidya Bharati Akhil Bharatiya Shiksha Sansthan, various editions)
(The Hindu Nationalist Movement and Indian Politics, Page 120-165)

تعداد

تعداد کے بارے میں مختلف محققین، تنظیمی رپورٹس اور Vidya Bharati کے اپنے اعداد وشمار کے مطابق اس کے تعلیمی نیٹ ورک کی وسعت درج ذیل ہے:

اسکولوں اور تعلیمی مراکز کی تعداد تقریباً 25000 سے 30000 تک ہے جس میں طلبہ کی تعداد تقریباً 30 سے 35 لاکھ استفادہ کرتے ہیں اور اساتذہ تقریباً 1.5 لاکھ ہیں جو تعلیم دیتے ہیں۔

نوٹ: یہ اعداد وشمار مختلف سالانہ رپورٹس اور تحقیقی مطالعات کے مطابق بدلتے رہتے ہیں، اس لیے مختلف ذرائع میں معمولی فرق پایا جاتا ہے۔

(Vidya Bharati Annual Reports. New Delhi: Vidya Bharati Akhil Bharatiya Shiksha Sansthan, various editions (2023-2026)
(The Hindu Nationalist Movement and Indian Politics(1925-1990s) New Delhi: Penguin Books, 1996, p. 120-165)

نصاب اور سرگرمیاں

ودیا بھارتی کے اسکولوں میں:

سرکاری بورڈز (CBSE/State Boards) کے نصاب کے ساتھ ان اداروں میں یوگ، سوریا نمسکار، وندے ماترم، سنسکرت شلوک، قومی گیت، اور ہندوستانی تہذیب و ثقافت سے متعلق پروگرام نصابی و ہم نصابی سرگرمیوں کا حصہ ہوتے ہیں۔

اسی طرح قومی تہواروں، تاریخی شخصیات اور ثقافتی تقریبات کے ذریعے طلبہ میں قومی شعور اور تہذیبی وابستگی پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

ناقدین کے مطابق:

بعض محققین اور ناقدین کے مطابق ان اداروں میں تاریخ، سماجی علوم اور ثقافتی موضوعات کی تدریس میں ہندوتوا یا ثقافتی قوم پرستی کا زاویہ نظر نمایاں نظر آتا ہے۔ناقدین کا کہنا ہے کہ بعض نصابی وغیر نصابی مواد میں ہندوتہذیب اور قومی شناخت کو مرکزی حیثیت دی جاتی ہے، جس کے باعث علمی اور تعلیمی حلقوں میں اس موضوع پر بحث واختلاف پایا جاتا ہے۔جبکہ تنظیم کے حامی اسے ہندوستانی ثقافت اور قومی اقدار کے فروغ کی کوشش قرار دیتے ہیں۔

(Communalism and the Writing of Indian History, [Romila Thapa], New Delhi: People's Publishing House, 1969, Page 1-57)

آر ایس ایس کا اہم مرکز (ہیڈکوارٹر)

آر ایس ایس کا مرکزی ہیڈکوارٹر ناگپور (مہاراشٹر) میں واقع ہے، جسے عام طور پر ہیڈگوار بھون (Hedgewar Bhawan) کہا جاتا ہے۔یہیں سے تنظیم کی مرکزی منصوبہ بندی، رہنمائی اور ملک گیر سرگرمیوں کی سمت طے کی جاتی ہے۔ناگپور کو آر ایس ایس کا مرکز اس لیے بنایا گیا کہ تنظیم کے بانی Keshav Baliram Hedgewar نے 1925ء میں اسی شہر سے آر ایس ایس کی بنیاد رکھی تھی۔

ریشم باغ اسمرتی مندر

ناگپور ہی میں ریشم باغ کے علاقے میں واقع اسمرتی مندر آر ایس ایس کا ایک نہایت اہم مقام ہے، جہاں ہیڈگوار اور گولوالکر کی سمادھیاں ہیں۔ یہ مقام تنظیم کے لیے نظریاتی و علامتی مرکز کی حیثیت رکھتا ہے، اور یہاں اہم تقاریب، میٹنگ اور تربیتی سرگرمیاں ہوتی ہیں۔

اہمیت

RSS کی مرکزی قیادت (سرسنگھ چالک) عموماً یہیں مقیم رہتی ہے۔سالانہ

عاملہ اجلاس، پالیسی مشاورت اور اہم تنظیمی فیصلے بھی اسی مرکز میں انجام پاتے ہیں۔ یہیں سے سنگھ پریوار (Sangh Parivar) کی ذیلی تنظیموں کے ساتھ رابطہ وہم آہنگی قائم رکھی جاتی ہے، جبکہ نظریاتی تربیت، تنظیمی حکمتِ عملی اور مستقبل کی سمت کا تعین بھی اسی مرکزی نظام کے تحت کیا جاتا ہے۔

آر ایس ایس کی ذیلی تنظیمیں

بھارتیہ جنتا پارٹی (BJP)

یہ سیاسی میدان میں سرگرم جماعت ہے، محققین کے مطابق فکری طور پر ہندوتوا سے متأثر ہے۔

ویشوا ہندو پریشد (VHP)

ہندو مذہبی وسماجی امور میں یہ سرگرم رہتی ہے، مذہبی اجتماعات اور تحریکات میں اہم کردار اپناتی ہے۔

بجرنگ دل (Bajrang Dal)

یہ وی ایچ پی کی نوجوان شاخ ہے، یہ نوجوانوں میں تنظیمی سرگرمیاں اور سماجی مہمات انجام دیتی ہے۔

اکھل بھارتیہ ودیارتھی پریشد (ABVP)

یہ طلبہ کی تنظیم ہے جو کیمپس سیاست اور تعلیمی سرگرمیوں میں فعال رہتی ہے۔

بھارتیہ مزدور سنگھ (BMS)

مزدور یونین: یہ قوم پرستانہ مزدور نظریے کی وکالت کرتی ہے۔

ودیا بھارتی (Vidya Bharati)

تعلیمی نیٹ ورک: یہ ہزاروں اسکول، کردار سازی اور تہذیبی تعلیم پر زور دیتی ہے۔

سیوا بھارتی (Sewa Bharati)

فلاحی و امدادی سرگرمیاں: یعنی یہ آفات، صحت اور دیہی ترقی میں کام کرتی ہے۔

وانا واسی کلیان آشرم(Vanavasi Kalyan Ashram)

یہ قبائلی علاقوں میں سماجی و تعلیمی کام اور ثقافتی انضمام پر زور دیتی ہے۔

راشٹریہ سیوِکا سمِتی (Rashtriya Sevika Samiti)

یہ خواتین کی تنظیم ہے جو سماجی خدمت اور تہذیبی تربیت پر زور دیتی ہے۔

خلاصہ: آر ایس ایس کے گرد درجنوں ذیلی ادارے کام کرتے ہیں۔ ہر تنظیم سماج کے ایک مخصوص شعبے میں سرگرم ہے محققین اس پورے نیٹ ورک کو Sangh Parivar کہتے ہیں۔

بی جے پی(BJP) کا تعارف

بھارتیہ جنتا پارٹی (بی جے پی) بھارت کی ایک بڑی قومی سیاسی جماعت ہے، تاریخی طور پر بی جے پی کی پیش رو جماعت بھارتیہ جن سنگھ 1951ء میں آر ایس ایس کے سرپرست حلقوں کی تائید سے قائم ہوئی اس کے بعد 6/اپریل 1980ء کو اسی روایت سے بی جے پی وجود میں آئی یعنی یہ جماعت بھارتیہ جن سنگھ کی سیاسی روایت کی جانشین سمجھی جاتی ہے، جس میں اس دور کے رہنما اٹل بہاری واجپئی اور لال کرشن آڈوانی تھے۔

بی جے پی نے اپنے قیام کے بعد خود کو جمہوری طریقِ کار کے ذریعے اقتدار میں آنے والی جماعت کے طور پر منظم کیا اور وقت کے ساتھ ملکی سیاست میں مرکزی کردار اختیار کیا۔ نظریاتی طور پر اسے ہندوتوا، قومی خودمختاری اور ثقافتی قوم پرستی سے متاثر سمجھا جاتا ہے، جبکہ تنظیمی و فکری سطح پر اس کی قربت آر ایس ایس(Rashtriya Swayamsevak Sangh) سے بیان کی جاتی ہے۔

مقاصد و نظریہ

بی جے پی کے منشور کے مطابق اس کے بنیادی مقاصد میں قومی اتحاد و سالمیت،

مضبوط جمہوری ادارے، ترقی اور گڈ گورننس، قومی سلامتی اور ثقافتی اقدار کا تحفظ شامل ہیں۔ جماعت ایک مضبوط مرکز، شفاف حکمرانی، اقتصادی ترقی، سماجی فلاح اور بین الاقوامی سطح پر بھارت کے وقار کے فروغ پر زور دیتی ہے۔ ناقدین کے نزدیک بی جے پی کی سیاست میں ہندوتوا ایک نمایاں عنصر ہے، جبکہ جماعت اپنے بیانیے میں اسے ثقافتی قوم پرستی کے طور پر پیش کرتی ہے۔

ہیڈ آفس

بی جے پی کا مرکزی دفتر نئی دہلی میں واقع ہے، جسے پنڈت دین دیال اپادھیائے مارگ پر قائم BJP Central Office کہا جاتا ہے۔ یہی دفتر جماعت کی قومی سطح کی تنظیمی سرگرمیوں، پالیسی سازی، انتخابی حکمتِ عملی اور میڈیا رابطے کا مرکز ہے۔

بی جے پی کی نظریاتی بنیادیں بڑی حد تک آر ایس ایس کے ہندوتوا/ ثقافتی قوم پرستی کے تصور سے ہم آہنگ سمجھی جاتی ہیں۔ تاریخی طور پر بی جے پی کی پیش رو جماعت بھارتیہ جن سنگھ (1951ء) آر ایس ایس کے سرپرست حلقوں کی تائید سے قائم ہوئی، اور 1980ء میں اسی روایت سے بی جے پی وجود میں آئی۔

تنظیمی سطح پر ناقدین اور محققین یہ لکھتے ہیں کہ بی جے پی کی قیادت اور کیڈر میں ایسے افراد شامل رہے ہیں جو آر ایس ایس کی شاکھاؤں سے تربیت یافتہ تھے، جس سے نظم و ضبط، کیڈر بیسڈ سیاست اور طویل المدتی حکمتِ عملی کو تقویت ملی۔ دوسری طرف بی جے پی یہ موقف رکھتی ہے کہ وہ آئینی دائرے میں خودمختار سیاسی جماعت ہے اور پالیسی سازی و حکمرانی کے فیصلے اس کے منتخب ادارے کرتے ہیں؛ جبکہ آر ایس ایس اپنے بیانات میں سیاسی فیصلوں سے ادارہ جاتی لاتعلقی پر زور دیتی ہے۔ اس کے باوجود، Sangh Parivar کے وسیع نیٹ ورک (تعلیم، فلاح، طلبہ، مزدور تنظیمیں) کے باعث دونوں کے درمیان غیر رسمی ربط اور فکری ہم آہنگی کی نشاندہی تحقیقی تحریروں میں بارہا ملتی ہے۔

(The Hindu Nationalist Movement and Indian Politics, (1925-1990s), New Delhi, Oxford University Press, 1996, Page 250-320)
(India After Gandhi: The History of the World's Largest Democracy, New Delhi, HarperCollins Publisherss, 2007, Page 550-620)
(The RSS: A View to the Inside, Penguin India, Page 180-240)
(The Saffron Wave: Democracy and Hindu Nationalism in Modern India, Princeton University Press, 1999, Page 90-170)

ویشوا ہندو پریشد (VHP) کا تعارف

ویشوا ہندو پریشد (Visha Hindu Parishad- VHP) ہندو سماج کی ایک اہم مذہبی و سماجی تنظیم ہے جس کا مقصد دنیا بھر میں ہندوؤں کو ایک مشترکہ پلیٹ فارم پر منظم کرنا اور ہندو تہذیب، مذہبی روایات اور سماجی اقدار کے تحفظ کو فروغ دینا ہے۔ اسے عموماً Sangh Parivar کی مذہبی و ثقافتی شاخ سمجھا جاتا ہے اور تحقیقی ادب کے مطابق اس کی فکری قربت Rashtriya Swayamsevak Sangh سے بیان کی جاتی ہے۔ وی ایچ پی ہندو مذہبی رہنماؤں، سنتوں اور آچاریوں کے درمیان رابطہ پیدا کرنے اور مذہبی معاملات میں اجتماعی موقف اختیار کرنے پر زور دیتی ہے۔

ویشوا ہندو پریشد کا قیام 1964ء میں ممبئی میں عمل میں آیا۔ اس کے قیام کے پس منظر میں یہ خیال کارفرما تھا کہ بدلتے ہوئے سیاسی و سماجی حالات میں ہندو سماج کو ایک منظم مذہبی آواز کی ضرورت ہے۔ تنظیم کے ابتدائی سرپرستوں اور محرکین میں آر ایس ایس سے وابستہ شخصیات شامل تھیں، جب کہ بعد میں یہ تنظیم بھارت کے ساتھ ساتھ بیرونِ ملک ہندو برادریوں میں بھی پھیلتی چلی گئی۔

مقاصد و نظریہ

وی ایچ پی کے اپنے دستاویزات اور محققین کے مطابق اس کے بنیادی مقاصد میں ہندو مذہب اور ثقافت کا تحفظ و فروغ، ہندو سماج کا تنظیمی اتحاد، مذہبی تعلیم و شعور کی بیداری، اور ہندو مفادات کا دفاع شامل ہیں۔ تنظیم مذہبی اجتماعات، دھرم سنسد، یاتراؤں

اور سماجی مہمات کے ذریعے اپنے اہداف کے حصول کی کوشش کرتی ہے۔ ناقدین کے نزدیک وی ایچ پی کی بعض سرگرمیاں سیاسی رنگ اختیار کر لیتی ہیں، جب کہ تنظیم خود کو ایک مذہبی و سماجی ادارہ قرار دیتی ہے۔

(The Hindu Nationalist Movement and Indian Politics,Oxford University Press 1996, Page 330-380)
(The RSS: A View to the Inside, New Delhi, Penguin India, 1987, Page 210-250)
(Vishwa Hindu Parishad, Official Literature and Organizational Statement of Vishva Hindu Parishad (VHP) New Delhi, Vishva Hindu Parishad Publications, various editions)

بجرنگ دل(Bajrang Dal)

بجرنگ دل بھارت کی ایک ہندو نوجوان تنظیم ہے، جسے عموماً Vishwa Hindu Parishad (ویشوا ہندو پریشد) کی نوجوان شاخ کے طور پر دیکھا جاتا ہے اور فکری طور پر سنگھ پریوار سے وابستہ سمجھا جاتا ہے۔ تنظیم کا نام ہندو روایت کی معروف شخصیت ہنومان (بجرنگ بلی) سے لیا گیا ہے، جو طاقت، وفاداری اور خدمت کی علامت سمجھے جاتے ہیں۔ بجرنگ دل خود کو ہندو سماج کے تحفظ، نوجوانوں کی تنظیم سازی اور ثقافتی و سماجی سرگرمیوں کے فروغ کے لیے کام کرنے والی تنظیم قرار دیتا ہے۔

بجرنگ دل کا قیام 1984ء میں عمل میں آیا۔ اس کے قیام کا مقصد ہندو نوجوانوں کو ایک منظم پلیٹ فارم فراہم کرنا تھا، جہاں انہیں جسمانی، اخلاقی اور تنظیمی تربیت دی جا سکے۔ ہندو قوم پرستانہ سیاست اور مذہبی شناخت کے بڑھتے ہوئے مباحث کے تناظر میں اس تنظیم کو ایک متحرک نوجوان قوت کے طور پر تشکیل دیا گیا، تاکہ ویشوا ہندو پریشد کی مذہبی و سماجی سرگرمیوں کو نچلی سطح پر تقویت دی جا سکے۔

تنظیم کے مطابق اس کے بنیادی مقاصد میں ہندو مذہبی و تہذیبی اقدار کا تحفظ، نوجوانوں میں نظم و ضبط، قربانی، قومی شعور اور ثقافتی قوم پرستی کو فروغ دینا شامل ہے۔ اسی مقصد کے تحت بجرنگ دل نوجوانوں کے تربیتی کیمپ، مذہبی جلوسوں اور یاتراؤں میں شرکت، ہندو

تہواروں کے انعقاد، اور سماجی خدمات، جیسے قدرتی آفات میں امدادی سرگرمیاں، خون کے عطیات اور فلاحی مہمات بھی میں حصہ لیتا ہے۔

بجرنگ دل اپنی بعض سرگرمیوں کی وجہ سے تنازعات اور تنقید کا موضوع بھی رہا ہے۔ ناقدین کے مطابق بعض مواقع پر تنظیم پر مذہبی کشیدگی بڑھانے، تشدد یا اخلاقی نگرانی (Moral Policing) جیسے الزامات عائد کیے گئے، جبکہ تنظیم ان الزامات کی تردید کرتے ہوئے یہ مؤقف اختیار کرتی ہے کہ اس کی سرگرمیاں ہندو سماج کے تحفظ اور قانونی دائرے کے اندر انجام دی جاتی ہیں۔

(The Hindu Nationalist Movement and Indian Politics (1925-1990s) New Delhi: Oxford University Press, 1996, p. 350-390)

(The Saffron Wave: Democracy and Hindu Nationalism in Modern India. Princeton: Princeton University Press, 1999, p. 120-185)

اکھل بھارتیہ ودیارتھی پریشد (ABVP)

اکھل بھارتیہ ودیارتھی پریشد (ABVP) بھارت کی ایک نمایاں طلبہ تنظیم ہے جس کا قیام 1949ء میں عمل میں آیا۔ یہ تنظیم ملک بھر کے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں سرگرم ہے اور خود کو طلبہ کے حقوق، تعلیمی معیار اور قومی شعور کے فروغ کے لیے کام کرنے والا پلیٹ فارم قرار دیتی ہے۔ تحقیقی ادب کے مطابق اے بی وی پی کو Sangh Parivar کی طلبہ شاخ سمجھا جاتا ہے اور اس کا فکری رشتہ Rashtriya Swayamsevak Sangh سے جوڑا جاتا ہے، اگرچہ تنظیم باضابطہ طور پر خود کو ایک خودمختار طلبہ ادارہ کہتی ہے۔

اکھل بھارتیہ ودیارتھی پریشد کے مطابق اس کے بنیادی مقاصد میں تعلیمی اداروں میں جمہوری روایات کا فروغ، تعلیمی اصلاحات، طلبہ کے مسائل کا حل، اور نوجوانوں میں نظم و ضبط، کردار سازی اور قومی ذمہ داری کا احساس پیدا کرنا شامل ہے۔ تنظیم ''قوم پہلے'' کے تصور پر زور دیتی ہے اور طلبہ کو سماجی و قومی معاملات میں فعال کردار ادا کرنے کی ترغیب دیتی ہے۔

اے بی وی پی ملک بھر میں طلبہ یونین انتخابات میں حصہ لیتی ہے،سیمینارز، مباحثے،مطالعاتی کیمپ،ثقافتی پروگرام اور سماجی خدمت کی مہمات منعقد کرتی ہے۔اس کے علاوہ بعض اوقات تعلیمی پالیسیوں،فیسوں میں اضافے، امتحانی نظام یا قومی وسماجی مسائل پر احتجاجی سرگرمیاں بھی اس کے دائرۂ عمل میں شامل رہی ہیں۔

اے بی وی پی اپنی سرگرمیوں کی وجہ سے حمایت اور تنقید دونوں کا سامنا کرتی رہی ہے۔حامیوں کے نزدیک یہ تنظیم طلبہ میں قوم پرستی،نظم وضبط اور سماجی شعور پیدا کرتی ہے،جبکہ ناقدین کے مطابق اس کی سیاست میں ہندوتوا بیانیہ نمایاں ہے جس سے کیمپس سیاست میں نظریاتی کشیدگی پیدا ہوتی ہے۔اس کے باوجود اے بی وی پی بھارت کی سب سے بااثر اور منظم طلبہ تنظیموں میں شمار کی جاتی ہے۔

(Official Publications and Organisational Statements of Akhil Bharatiya Vidyarthi Parishad (ABVP), New Delhi, ABVP Publications, verious editions)

(The Brotherhood in Saffron: The Rashtriya Swayamsevak Sangh and Hindu Revivalism, New Delhi, Vistar Publications, Page 150-185)

(The Hindu Nationalist Movement and Indian Politics, Oxford University Press, Page 390-430)

(The Saffron Wave: Democracy and Hindu Nationalism in Modern India, Princeton University Press, Page 170-210)

اکھل بھارتیہ ودیارتھی پریشد کی بنیاد

اکھل بھارتیہ ودیارتھی پریشد کی بنیاد 1949ء میں بالراج مادھوک نے رکھی۔ بالراج مادھوک خود راشٹریہ سویم سیوک سنگھ(Rashtriya Swayamsevak Sangh) کے تربیت یافتہ کارکن (प्रचारक) تھے اور بعد میں بھارتیہ جن سنگھ کے اہم رہنما بھی بنے۔ اس بنا پر مورخین اور سیاسی محققین یہ لکھتے ہیں کہ ABVP کا قیام آر ایس ایس کے فکری ماحول اور سرپرستی میں ہوا،تاکہ تعلیمی اداروں میں قوم پرستانہ(Hindutva-oriented) طلبہ سیاست کو منظم کیا جاسکے۔

فرانسیسی پولیٹیکل سائنٹسٹ کرسٹوف جافریلو (Christophe Jaffrelot) نے

اپنی مشہور کتاب میں اکھل بھارتیہ ودیارتھی پریشد (ABVP) کے قیام کے تعلق سے لکھتے ہیں:

> The ABVP was created as the student wing of the Sangh Parivar to counter the influence of the Left in university politics. *(The Hindu Nationalist Movement and Indian Politics)*

ترجمہ: اے بی وی پی کو سنگھ پریوار کی طلبہ شاخ کے طور پر اس مقصد سے قائم کیا گیا تھا کہ یونیورسٹی سیاست میں بائیں بازو کی طلبہ تنظیموں کے اثر و رسوخ کا مقابلہ کیا جاسکے۔

دو معروف محقق Walter K. Andersen اور Shridhar D. Damle اپنی مشہور کتاب Brotherhood in Saffron میں لکھتے ہیں:

> The RSS felt the need to create a student front in order to counter the influence of the left-wing student organisations, which were then very active. This led to the formation of the Akhil Bharatiya Vidyarthi Parishad (ABVP) in July 1949.
>
> *(The Brotherhood in Saffron: The Rashtriya Swayamsevak Sangh and Hindu Revivalism, Page 151-151)*

ترجمہ: آر ایس ایس نے یہ ضرورت محسوس کی کہ ایک ایسی طلبہ تنظیم قائم کی جائے جو اُس وقت انتہائی فعال بائیں بازو کی طلبہ تنظیموں کے اثر و رسوخ کا مقابلہ کر سکے۔ اسی مقصد کے تحت جولائی 1949ء میں اکھل بھارتیہ ودیارتھی پریشد (ABVP) کی تشکیل عمل میں آئی۔

بھارتیہ مزدور سنگھ (BMS)

بھارتیہ مزدور سنگھ (BMS) بھارت کی ایک بڑی اور بااثر مزدور تنظیم (Trade Union) ہے جو خود کو قوم پرستانہ مزدور تحریک کے طور پر پیش کرتی ہے۔ یہ تنظیم بائیں بازو کی

طبقاتی جدوجہد کے تصور کے برعکس مزدور اور صنعت کے درمیان ہم آہنگی (industrial harmony)، قومی مفاد اور سماجی ذمہ داری پر زور دیتی ہے۔ تحقیق کے مطابق بی ایم ایس کو Sangh Parivar کی مزدور شاخ سمجھا جاتا ہے اور اس کا فکری رشتہ Rashtriya Swayamsevak Sangh سے جوڑا جاتا ہے، تاہم تنظیم اپنے آپ کو ایک خودمختار مزدور یونین قرار دیتی ہے۔

بھارتیہ مزدور سنگھ کا قیام 23 جولائی 1955ء کو عمل میں آیا۔ اس کے بانی Dattopant Thengadi تھے، جو آر ایس ایس کے سینئر پرچارک اور ممتاز مزدور مفکر مانے جاتے ہیں۔ قیام کا بنیادی مقصد اس وقت کی مزدور سیاست میں غالب کمیونسٹ و سوشلسٹ یونینوں کے متبادل کے طور پر ایک ایسی تنظیم کھڑی کرنا تھا جو مزدور حقوق کو قوم، ثقافت اور اخلاقیات کے ساتھ ہم آہنگ کر کے پیش کرے۔

مقاصد و نظریہ

بی ایم ایس کے مطابق اس کے بنیادی مقاصد میں مزدوروں کے جائز حقوق کا تحفظ، منصفانہ اجرت، محفوظ کام کے حالات، سماجی تحفظ، اور قومی ترقی میں مزدور کے کردار کو مضبوط بنانا شامل ہے۔ تنظیم طبقاتی تصادم (class struggle) کے بجائے طبقاتی تعاون (class cooperation)، قومی معیشت کی مضبوطی اور خود کفالت (स्वदेशी) کی حمایت کرتی ہے۔ بی ایم ایس سرمایہ داری اور کمیونزم دونوں کے بجائے ایک قوم پرستانہ معاشی ماڈل کی وکالت کرتی ہے۔

سرگرمیاں و کردار

بی ایم ایس مختلف صنعتوں، سرکاری و نیم سرکاری اداروں اور غیر منظم شعبوں میں مزدور یونینوں کو منظم کرتی ہے۔ اجتماعی مذاکرات، ہڑتالوں اور احتجاجی مظاہروں کے

ذریعے مزدور مطالبات پیش کرنا، لیبر قوانین پر رائے دینا، اور سرکاری پالیسیوں پر دباؤ ڈالنا اس کی عملی سرگرمیوں میں شامل ہے۔ کئی تحقیقی مطالعات کے مطابق، رکنیت کے لحاظ سے بی ایم ایس بھارت کی سب سے بڑی مزدور تنظیموں میں شمار ہوتی ہے۔

تنقید و مباحث

ناقدین کے مطابق بی ایم ایس کا قوم پرستانہ زاویہ بعض اوقات مزدوروں کے طبقاتی مفادات کو پس منظر میں لے جاتا ہے اور یہ تنظیم حکومتی پالیسیوں کے ساتھ نسبتاً نرم رویہ اختیار کرتی ہے، خصوصاً جب اقتدار میں اس کے نظریاتی ہم خیال موجود ہوں۔ اس کے برعکس، بی ایم ایس کا موقف ہے کہ وہ مزدوروں کے حقوق کو قومی مفاد اور سماجی استحکام کے ساتھ متوازن رکھتی ہے۔

(The Hindu Nationalist Movement and Indian Politics (19251990s) New Delhi: Oxford University Press, 1996, page 430-470)
(The RSS: A View to the Inside, Penguin India, Page 250-290)
(The Saffron Wave: Democracy and Hindu Nationalism in Modern India, Page 210-250)
(India After Gandhi: The History of the World's Largest Democracy, HarperCollins Publishers, page 580-620)

ودیا بھارتی اکھل بھارتیہ شکشا سنستھان

विद्या भारती अखिल भारतीय शिक्षा संस्थान

ودیا بھارتی (ودیا بھارتی اکھل بھارتیہ شکشا سنستھان) بھارت کا ایک وسیع تعلیمی نیٹ ورک ہے جو اسکولی سطح پر جدید تعلیم کے ساتھ کردار سازی اور تہذیبی شعور کو فروغ دینے کا دعویٰ کرتا ہے۔ تحقیقی ادب میں اسے سنگھ پریوار (Sangh Parivar) کی تعلیمی شاخ قرار دیا جاتا ہے اور اس کی فکری قربت Rashtriya Swayamsevak Sangh سے بیان کی جاتی ہے، تاہم ودیا بھارتی خود کو ایک غیر سیاسی تعلیمی تحریک کہتی ہے جس کا مقصد

اخلاقیات، نظم وضبط اور سماجی ذمہ داری پر مبنی تعلیم فراہم کرنا ہے۔

ودیا بھارتی کی جڑیں 1952ء میں شروع ہونے والی سراسوتی شِشو مندر تحریک میں ملتی ہیں، جسے بعد میں ملک گیر سطح پر منظم کر کے "ودیا بھارتی" کے نام سے وسعت دی گئی۔ اس کے بنیادی مقاصد میں طلبہ کی ہمہ جہتی نشوونما، ہندوستانی تہذیب وثقافت (جیسے سنسکرت، یوگ، قومی اقدار) سے واقفیت، اور جدید علوم (سائنس، ریاضی، ٹیکنالوجی) کی معیاری تدریس شامل ہیں۔ تنظیم کے مطابق یہ امتزاج طلبہ کو ذمہ دار شہری بنانے میں مدد دیتا ہے۔

عملی طور پر ودیا بھارتی کے تحت ملک بھر میں سراسوتی شِشو مندر، سراسوتی وِدیہ مندر اور آدرش وِدیالیہ جیسے ادارے چلتے ہیں، نیز اساتذہ کی تربیتی اکیڈمیاں بھی قائم ہیں۔ ان اسکولوں میں سرکاری بورڈز کے نصاب کے ساتھ یوگ، شلوک، قومی تقریبات اور سماجی خدمت کی سرگرمیاں شامل کی جاتی ہیں۔

محققین کے مطابق یہ نیٹ ورک ہزاروں اسکولوں اور لاکھوں طلبہ پر مشتمل ہے؛ البتہ ناقدین نصاب اور سرگرمیوں میں ہندوتوا زاویۂ نظر کے غلبے کی نشاندہی کرتے ہیں، جسے تنظیم اقدار پر مبنی تعلیم قرار دیتی ہے۔

تحقیقی اور تاریخی ادب کے مطابق ودیا بھارتی کو Sangh Parivar کی تعلیمی شاخ سمجھا جاتا ہے اور اس کی فکری و تنظیمی قربت Rashtriya Swayamsevak Sangh سے جوڑی جاتی ہے۔ مورخین لکھتے ہیں کہ ودیا بھارتی کی تشکیل آر ایس ایس کے اُس وسیع نیٹ ورک کی حکمتِ عملی کا حصہ تھی جس کے تحت سماج کے مختلف شعبوں (تعلیم، مزدور، طلبہ، فلاح) میں ہم خیال ادارے قائم کیے گئے تاکہ ثقافتی قوم پرستی اور کردار سازی کا بیانیہ تعلیمی میدان میں فروغ پائے۔

اسی تناظر میں اساتذہ کی تربیت، نصابی سرگرمیوں اور اسکولی ماحول میں قومی و تہذیبی اقدار پر زور دیکھا جاتا ہے۔ تاہم ودیا بھارتی اور آر ایس ایس دونوں کا مؤقف یہ

ہے کہ ودیا بھارتی ایک غیر سیاسی اور خودمختار تعلیمی تنظیم ہے جو آئینی دائرے میں رہتے ہوئے تعلیم فراہم کرتی ہے اور آر ایس ایس اس کے روزمرہ تعلیمی فیصلوں میں براہِ راست مداخلت نہیں کرتا۔ اس کے باوجود، محققین تنظیمی ہم آہنگی اور مشترک نظریاتی سمت کی نشاندہی کرتے ہیں۔

(Vidya Bharati, Vision and Mission Documents of Vidya Bharati Akhil Bharatiya Shiksha Sansthan, New Delhi, Vidya Bharati Publications, Verious editions, Page 10-30)

(Communalism and the Writing of Indian History, [Romila Thapar] People's Publishing House, 1969, Page 40-75)

(The RSS: A View to the Inside, Page 145-170)

(The Hindu Nationalist Movement and Indian Politics, Oxford University Press, Page 120-165)

سیوابھارتی (सेवा भारती)

سیوا بھارتی بھارت کی ایک معروف سماجی وفلاحی تنظیم ہے، جس کا قیام 1979ء میں عمل میں آیا۔ اس تنظیم کا بنیادی مقصد سماج کے غریب، پسماندہ، قبائلی اور محروم طبقات کے لیے رضا کارانہ اور منظم فلاحی خدمات فراہم کرنا ہے۔ سیوا بھارتی شہری اور دیہی علاقوں میں تعلیم، صحت، خواتین و بچوں کی بہبود، خودانحصاری، قدرتی آفات میں امداد اور سماجی ترقی کے مختلف منصوبوں پر کام کرتی ہے۔

تحقیقی ادب کے مطابق سیوا بھارتی کو سنگھ پریوار (Sangh Parivar) کی فلاحی شاخ سمجھا جاتا ہے اور اس کی فکری قربت RSS سے بیان کی جاتی ہے، تاہم تنظیم خود کو ایک غیر سیاسی اور رضا کارانہ سماجی خدمت کا ادارہ قرار دیتی ہے، جس کا بنیادی نصب العین خدمتِ خلق اور انسانی بہبود ہے۔

عملی سرگرمیاں

عملی سطح پر سیوا بھارتی ملک کے مختلف حصوں میں قدرتی آفات کے دوران

راحت رسانی (سیلاب، زلزلہ، وبائی امراض)، طبی کیمپوں اور صحت مراکز، تعلیمی منصوبوں (غیر رسمی اسکول، کوچنگ مراکز)، قبائلی و دیہی ترقی، خواتین و بچوں کی بہبود، یتیم خانوں اور معذور افراد کی نگہداشت جیسے منصوبے چلاتی ہے۔

اس کے علاوہ خود انحصاری کے لیے ہنر مندی کی تربیت، سلائی مراکز اور روزگار سے جڑے پروگرام بھی اس کی سرگرمیوں میں شامل ہیں۔ محققین کے مطابق سیوا بھارتی کی یہ خدمات بڑے پیمانے پر رضا کاروں کے نیٹ ورک کے ذریعے انجام دی جاتی ہیں، جب کہ ناقدین بعض پروگراموں کو ثقافتی انضمام کے زاویے سے بھی دیکھتے ہیں؛ اس کے باوجود اسے بھارت کی نمایاں فلاحی تنظیموں میں شمار کیا جاتا ہے۔

(Sewa Bharati,Official Litrerature and Organizational Statements of Sewa Bharati, New Delhi, Sewa Bharati Publications, various editions.)

(The RSS: A View to the Inside, New Delhi: Penguin India, Page 260-300)

(The Hindu Nationalist Movement and Indian Politics, Oxford University Press, 1996, Page 470-520)

(The Saffron Wave: Democracy and Hindu Nationalism in Modern India, Princeton University Press, Page 250-290)

واناواسی کلیان آشرم

वनवासी कल्याण आश्रम

واناواسی کلیان آشرم بھارت کی ایک سماجی و فلاحی تنظیم ہے جو قبائلی (آدیواسی) علاقوں میں تعلیم، صحت اور سماجی بہبود کے منصوبوں پر کام کرتی ہے۔ تنظیم خود کو قبائلی برادریوں کی فلاح و خود انحصاری کے لیے وقف بتاتی ہے اور مقامی سطح پر آشرموں، تعلیمی مراکز اور خدمت کے پروگراموں کے ذریعے سرگرم ہے۔ تحقیقی ادب میں اسے عموماً سنگھ پریوار کی قبائلی فلاحی شاخ قرار دیا جاتا ہے اور اس کی فکری قربت RSS سے جوڑی جاتی ہے، جبکہ تنظیم اپنے بیانیے میں خود کو غیر سیاسی سماجی خدمت کا ادارہ کہتی ہے۔

واناواسی کلیان آشرم کا قیام 1952ء میں Ramakant Keshav Deshpande

کے ذریعے عمل میں آیا۔ قیام کا مقصد قبائلی علاقوں میں تعلیمی و سماجی خلا کو پُر کرنا، صحت کی سہولیات فراہم کرنا اور قبائلی معاشروں میں منظم فلاحی کاموں کو فروغ دینا تھا۔ بعد کے عشروں میں تنظیم نے وسطی اور مشرقی بھارت سمیت متعدد قبائلی خطّوں میں اپنے مراکز قائم کیے۔

عملی سرگرمیاں

عملی سطح پر تنظیم غیر رسمی و رسمی تعلیمی مراکز (اسکول، ہاسٹل/آشرم)، صحت کیمپ، ماں و بچے کی صحت، غذائیت، قبائلی دستکاری و ہنرمندی کی تربیت، اور دیہی ترقی کے منصوبے چلاتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ قدرتی آفات کے دوران امداد، سماجی بیداری مہمات اور مقامی قیادت کی تربیت بھی اس کے دائرۂ عمل میں شامل ہے۔ محققین کے مطابق ان سرگرمیوں کا مقصد قبائلی علاقوں میں بنیادی سہولتیں فراہم کرنا ہے؛ تاہم ناقدین بعض پروگراموں کو ثقافتی انضمام کے تناظر میں بھی دیکھتے ہیں، جس پر تنظیم یہ موقف اختیار کرتی ہے کہ وہ مقامی شناخت کے احترام کے ساتھ خدمت انجام دیتی ہے۔

(The RSS: A View to the Inside, New Delhi: Penguin India, Page 300-330)
(The Hindu Nationalist Movement and Indian Politics, Oxford University Press, 1996, Page 520-560)
(The Saffron Wave: Democracy and Hindu Nationalism in Modern India, Princeton University Press, Page 290-320)
(Official Litrerature and Organisational Statement of Vanvasi Kalyan Ashram, Jashpur Nagar, Vanvasi Kalyan Ashram Publications, verious editions)

راشٹریہ سیوِکا سمتی

राष्ट्रीय सेविका समिति

راشٹریہ سیوِکا سمتی بھارت کی ایک منظم خواتین کی سماجی و ثقافتی تنظیم ہے جس کا مقصد خواتین میں نظم و ضبط، کردار سازی اور سماجی خدمت کے جذبے کو فروغ دینا ہے۔ اسے عموماً سنگھ پریوار کی خواتین شاخ قرار دیا جاتا ہے اور اس کی فکری قربت بھی RSS سے جوڑی جاتی ہے، تاہم تنظیم خود کو ایک غیر سیاسی، رضا کارانہ ادارہ کہتی ہے جو خواتین کو سماجی

طور پر بااختیار بنانے پر توجہ دیتی ہے۔

راشٹریہ سیوِکا سمِتی کا قیام 1936ء میں Lakshmibai Kelkar (معروف بطور ماؤسی جی) نے کیا۔ اس کے قیام کا مقصد یہ تھا کہ خواتین کے لیے علیحدہ پلیٹ فارم مہیا کیا جائے جہاں وہ جسمانی، اخلاقی اور فکری تربیت حاصل کر سکیں اور قومی و سماجی زندگی میں فعال کردار ادا کریں۔ یہ تنظیم آر ایس ایس کے شاکھا ماڈل سے متاثر ہو کر خواتین کے لیے سیوِکا شاکھائیں منظم کرتی ہے۔

سیوِکا سمِتی کے بنیادی مقاصد میں خواتین کی کردار سازی، نظم وضبط اور قیادت کی صلاحیتوں کی نشوونما، سماجی خدمت کے لیے رضا کار تیار کرنا، اور ہندوستانی تہذیبی و اخلاقی اقدار سے وابستگی پیدا کرنا شامل ہے۔ تنظیم کا دعویٰ ہے کہ وہ خواتین کو خاندانی اور سماجی دونوں سطحوں پر مضبوط بنانے کی کوشش کرتی ہے تاکہ وہ قوم کی تعمیر میں مؤثر کردار ادا کر سکیں۔

عملی سرگرمیاں

عملی طور پر راشٹریہ سیوِکا سمِتی ملک بھر میں سیوِکا شاکھائیں، تربیتی کیمپ، مطالعاتی نشستیں اور قیادت سازی کے پروگرام منعقد کرتی ہے۔ اس کے علاوہ خواتین کی صحت و تعلیم، قدرتی آفات میں امداد، سماجی بیداری، اور خدمتِ خلق کے مختلف منصوبے اس کی سرگرمیوں میں شامل ہیں۔

محققین کے مطابق یہ سرگرمیاں بڑے پیمانے پر رضا کارانہ نیٹ ورک کے ذریعے انجام دی جاتی ہیں، جبکہ ناقدین بعض پروگراموں کو ثقافتی قوم پرستی کے فروغ سے جوڑتے ہیں؛ اس کے باوجود تنظیم خواتین کی ایک بڑی سماجی تنظیم کے طور پر جانی جاتی ہے۔

(Rashtriya Sevika Samiti, Official Literature and Organizational Publications of Rashtriya Sevika Samiti, Nagpur, Rashtriya Sevika Samiti Publications, various editions)

(The RSS: A View to the Inside, New Delhi: Penguin India, Page 330-360)

(The Hindu Nationalist Movement and Indian Politics, Oxford University Press,

1996, Page 560-590)
(The Saffron Wave: Democracy and Hindu Nationalism in Modern India, Princeton University Press, Page 320-345)

شیوسینا

(Shiv Sena/शिव सेना)

شیو سینا بھارت کی ایک نمایاں علاقائی سیاسی جماعت ہے جو بنیادی طور پر مہاراشٹر میں اثر رکھتی ہے۔اس جماعت کی شناخت ابتدا میں مرہٹی مانس(मराठी मानूस) کے حقوق اور علاقائی خودداری کے نعرے سے جڑی رہی۔وقت کے ساتھ شیوسینا نے شہری سیاست، مزدور وروزگار کے مسائل اور مقامی شناخت کے تحفظ کو اپنا مرکزی بیانیہ بنایا، جس کے باعث ممبئی اوراس کے اطراف میں اس کی مضبوط سیاسی بنیاد قائم ہوئی۔

شیو سینا کا قیام 1966ء میں بال ٹھاکرے یعنی بال کیشو ٹھاکرے (Bal Thackeray) نے ممبئی میں کیا۔قیام کے وقت جماعت کا مقصد مرہٹی زبان بولنے والے عوام کے معاشی وسماجی مفادات کا تحفظ تھا، خصوصاً شہری روزگار میں مقامی آبادی کے لیے ترجیح کا مطالبہ۔ بال ٹھاکرے کی خطیبانہ سیاست اور جارحانہ انداز نے شیو شینا کو قلیل مدت میں عوامی مقبولیت دلائی۔

ابتدائی طور پر شیوسینا کا نظریہ علاقائی قوم پرستی پر مرکوز تھا، تاہم 1980ء کے بعد جماعت نے بتدریج ہندوتوا کو بھی اپنے سیاسی بیانیے میں شامل کیا۔اس مرحلے پر اس کے روابط بی جے پی(Bharatiya Janata Party) سے بڑھے اور دونوں جماعتوں نے مہاراشٹر میں طویل عرصہ سیاسی اتحاد قائم رکھا۔اس دور میں شیوسینا نے خود کو نہ صرف علاقائی بلکہ ریاستی سطح کی قوت کے طور پر منوایا۔

شیو سینا کی تنظیمی قوت اس کے شاکھا نما مقامی یونٹس، جارح عوامی رابطے(Aggressive Mass Mobilisation) اور تیز تر فیصلہ سازی میں دیکھی جاتی ہے۔

پارٹی نے بلدیاتی اداروں، بالخصوص ممبئی میونسپل کارپوریشن میں طویل عرصے تک نمایاں کردار ادا کیا۔ ناقدین کے مطابق جماعت کی سیاست میں احتجاجی اور بعض اوقات پرتشدد طریقِ کار بھی شامل رہا، جبکہ حامی اسے مقامی عوام کے مسائل پر فوری ردِعمل کی سیاست قرار دیتے ہیں۔

حالیہ دہائیوں میں شیوسینا نے اتحادوں اور داخلی تقسیم کے مراحل دیکھے، جس سے اس کی سیاسی سمت پر بحث بڑھی۔ اس کے باوجود شیوسینا مہاراشٹر کی سیاست میں ایک اہم فریق ہے۔ ناقدین جماعت کو شناختی سیاست اور دباؤ کی حکمتِ عملی پر تنقید کا نشانہ بناتے ہیں، جبکہ حامی اسے مرہٹی مفادات اور ریاستی خودداری کی آواز سمجھتے ہیں۔

(Shive Sena, Official Literature, Party Documents and Historical Accounts of Shiv Sena, Mumbai, Shive Sena Publications, Verious editions)

(India After Gandhi: The History of the world's Largest Democracy, New Delhi, HarperCollins Publishers, 2007. page 500-560)

(The Hindu Nationalist Movement and Indian Politics, New Delhi, Oxford University Press, Page 300-340)

شیوسینا(शिव सेना) کے نظریات

مرہٹی قومیت

شیوسینا کے نظریے کی بنیاد مرہٹی قومیت (मराठी मानूस) پر رکھی گئی، جس کے تحت مہاراشٹر بالخصوص ممبئی میں مقامی زبان بولنے والوں کے روزگار، شناخت اور سیاسی حق کے تحفظ پر زور دیا گیا۔ جماعت کے بانی بال ٹھاکرے(Bal Thackeray) کے نزدیک شہری معیشت اور سرکاری ملازمتوں میں مرہٹی عوام کی ترجیح ایک بنیادی اصول تھا، جس نے شیوسینا کو علاقائی خودداری کی سیاست کا نمایاں علمبردار بنایا۔

ہندوتوا کی شمولیت

1980ء کے بعد شیوسینا کے نظریے میں ہندوتوا ایک اہم عنصر کے طور پر شامل

ہوا۔اس مرحلے پر جماعت نے ہندو ثقافتی شناخت، مذہبی علامتوں کے تحفظ اور اکثریتی ثقافتی بیانیے کو اپنی سیاست کا حصہ بنایا۔اسی نظریاتی ہم آہنگی کے باعث شیوسینا کا طویل عرصے تک بی جے پی (Bharatiya Janata Party) کے ساتھ اتحاد رہا، جس نے مہاراشٹر کی ریاستی سیاست پر گہرا اثر ڈالا۔

جارحانہ عوامی سیاست

شیوسینا کے نظریے کی ایک نمایاں خصوصیت تیز، احتجاجی اور براہِ راست عوامی سیاست ہے۔ پارٹی مقامی مسائل پر فوری ردِعمل، اسٹریٹ پولیٹکس اور مضبوط تنظیمی یونٹس کے ذریعے دباؤ ڈالنے کی حکمتِ عملی اختیار کرتی رہی ہے۔حامیوں کے نزدیک یہ انداز عوامی مفاد کا مؤثر دفاع ہے، جبکہ ناقدین اسے دباؤ اور تصادم پر مبنی سیاست قرار دیتے ہیں۔

شیوسینا نے وقت کے ساتھ اپنی سیاست میں عملی لچک (Pragmatism) بھی دکھائی۔یعنی جماعت نے بدلتے ہوئے سیاسی حالات، انتخابی ضرورتوں اور اقتدار کے تقاضوں کے مطابق مختلف جماعتوں کے ساتھ اتحاد اور اپنی بعض پالیسیوں میں نرمی اختیار کی۔ابتدا میں شیوسینا زیادہ تر مرہٹی شناخت اور علاقائی مفادات پر زور دیتی تھی، لیکن بعد میں اس نے ہندوتوا اور قومی سیاست کو بھی اپنے بیانیے کا حصہ بنایا۔

اسی طرح مختلف ادوار میں جماعت نے بی جے پی کے ساتھ اتحاد کیا، جبکہ بعض مواقع پر دوسری سیاسی جماعتوں کے ساتھ بھی حکومت سازی میں شامل ہوئی۔اس سیاسی لچک کے باعث شیوسینا کو ریاستی حکومت اور بلدیاتی اداروں میں اقتدار اور انتظامی کردار حاصل ہوئے۔

تاہم ناقدین کے مطابق بار بار سیاسی اتحاد بدلنے اور پالیسیوں میں تبدیلی سے جماعت کے نظریاتی تسلسل پر سوالات بھی اٹھے۔اس کے باوجود شیوسینا کی سیاست میں مرہٹی شناخت، علاقائی خودداری، اور ہندو ثقافتی قوم پرستی کے عناصر مسلسل نمایاں رہے، جو آج بھی اس کے فکری و سیاسی ڈھانچے کے بنیادی ستون سمجھے جاتے ہیں۔

شیوسینا کے نظریات ایک نظر میں

۱۔مرہٹی زبان،ثقافت اور مقامی عوام (Marathi Manoos/मराठी मानूस) کے حقوق کا تحفظ۔

۲۔مہاراشٹر کے علاقائی،معاشی اور سماجی مفادات کو ترجیح دینا۔

۳۔ہندوتوا (Hindutva) اور ہندو ثقافتی قوم پرستی کی حمایت۔

۴۔ہندوستانی قومی شناخت کو ہندو تہذیب اور ثقافت سے جوڑنا۔

۵۔روزگار اور شہری وسائل میں مقامی باشندوں کو فوقیت دینے کا نظریہ۔

۶۔مضبوط مرکزی حکومت،قومی سلامتی اور داخلی نظم وضبط کی حمایت۔

۷۔احتجاجی سیاست، عوامی ریلیوں اور جارح عوامی رابطے (Aggressive Mass Mobilisation) پر زور۔

۸۔شاکھا نما مقامی یونٹس اور مضبوط کارکن نیٹ ورک کے ذریعے تنظیم سازی۔

۹۔بدلتے سیاسی حالات کے مطابق اتحاد اور پالیسی میں عملی لچک (Pragmatism) اختیار کرنا۔

۱۰۔بلدیاتی خدمات،شہری سہولیات،مزدور مسائل اور مقامی انتظامیہ پر توجہ دینا۔

۱۱۔ہندو تہواروں، مذہبی جلوسوں اور ثقافتی تقریبات کو عوامی بیداری کے ذرائع کے طور پر استعمال کرنا۔

۱۲۔مرہٹی علاقائی شناخت اور ہندو ثقافتی بیانیے کو سیاسی بنیاد بنانا۔

(The Saffron Wave: Democracy and Hindu Nationalism in Modern India, Page 82-95)

(The Hindu Nationalist Movement and Indian Politics , Oxford University Press, 1966, Page 330-344)

(India After Gandhi: The History of the World's Largest Democracy, New Delhi, HarperCollins Publishers, Page 585-592)

شیوسینا کا نظریہ مسلمان

علاقائی شناخت کا فریم

شیوسینا کے ابتدائی نظریے میں مذہبی شناخت کے بجائے مرہٹی علاقائی شناخت (मराठी मानूस) کو مرکزی حیثیت حاصل تھی۔ جماعت کی ابتدائی سیاست کا محور یہ تھا کہ مہاراشٹر میں رہنے والے تمام گروہ، خواہ ان کا مذہب کوئی بھی ہو، مقامی زبان، ثقافت اور علاقائی ترجیحات کو قبول کریں۔ اس تناظر میں مسلمانوں سمیت غیر مرہٹی برادریوں سے بھی علاقائی وفاداری اور مقامی تہذیبی شناخت کے احترام کی توقع کی جاتی تھی۔ اس مرحلے میں جماعت کی توجہ زیادہ تر علاقائی خودداری اور روزگار کے مسائل پر مرکوز رہی۔

(The Saffron Wave: Democracy and Hindu Nationalism in Modern India, Page 82-90)

ہندوتوا کی شمولیت اور سختی

1980ء کے بعد شیوسینا نے اپنے سیاسی بیانیے میں ہندوتوا اور ہندو ثقافتی قوم پرستی کو نمایاں طور پر شامل کیا۔ اس مرحلے پر مسلمانوں کے بارے میں جماعت کی تنقید زیادہ ثقافتی اور سیاسی زبان میں سامنے آئی، جس میں قومی وفاداری، اکثریتی تہذیبی اقدار اور قومی یکجہتی جیسے موضوعات پر زور دیا گیا۔ جماعت نے ہندو شناخت کے تحفظ کو سیاسی مسئلہ بنایا، اور اسی پس منظر میں بعض سخت اور جارحانہ بیانات بھی سامنے آئے۔

(The Hindu Nationalist Movement and Indian Politics, New Delhi: Oxford University Press, 1996, Page 330-338)

قیادت کے بیانات اور اسٹریٹ پولیٹکس

بال ٹھاکرے کے بیانات میں مسلمانوں کے حوالے سے سخت اور تنقیدی لہجہ پایا جاتا ہے۔ حامیوں کے مطابق یہ بیانات اکثریتی طبقے کے خدشات اور مقامی مفادات کے اظہار تھے، جبکہ ناقدین انہیں اخراجی سیاست اور مذہبی تقسیم سے تعبیر کرتے ہیں۔ اسی

طرح شیوسینا کی ''اسٹریٹ پولیٹکس'' جیسے احتجاجی مظاہرے، جارح عوامی رابطے اور سڑکوں پر متحرک سیاست، نے مذہبی کشیدگی کے تناظر میں جماعت کی شبیہ کو مزید سخت بنایا۔

(India After Gandhi: The History of the World's Largest Democracy, Page 585-592)

عملی سیاست اور نظریاتی لچک

وقت کے ساتھ اقتدار، بلدیاتی انتظامیہ اور سیاسی اتحادوں کے مرحلوں میں شیو سینا نے عملی لچک (Pragmatism) بھی دکھائی۔ حکمرانی کے دوران جماعت نے شہری نظم، بلدیاتی خدمات، ترقیاتی منصوبوں اور عوامی فلاح کے معاملات میں نسبتاً ہمہ گیر (inclusive) زبان اختیار کی، اگرچہ نظری سطح پر ہندوتوا اور مرہٹی شناخت اس کے بنیادی سیاسی عناصر برقرار رہے۔

(The Saffron Wave: Democracy and Hindu Nationalism in Modern India, page 90-95)

مرکزی دفتر (مرکز)

شیوسینا کا مرکزی دفتر شیوسینا بھون (Shiv Sena Bhavan) ہے، جو دادر، ممبئی (مہاراشٹر) میں واقع ہے۔ یہ دفتر جماعت کی تنظیمی سرگرمیوں، پالیسی مشاورت، پریس کانفرنسوں، انتخابی حکمتِ عملی اور اہم سیاسی اجلاسوں کا مرکزی مرکز سمجھا جاتا ہے۔ بال ٹھاکرے کے دور میں شیوسینا بھون نہ صرف انتظامی ہیڈکوارٹر بلکہ جماعت کی علامتی سیاسی شناخت بھی بن گیا، جہاں سے پارٹی قیادت کارکنان اور عوام سے رابطہ رکھتی رہی۔

(India After Gandhi: The History of the World's Largest Democracy. New Delhi: HarperCollins Publishers, Page 585-592)

شیوسینا کا اخبار

شیوسینا کا سرکاری ترجمان اخبار سامنا (Saamana/सामना) ہے، جس کا اجرا 1989ء میں ہوا۔ یہ اخبار بنیادی طور پر مرہٹی زبان میں شائع کیا گیا، بعد میں ہندی ایڈیشن

بھی جاری کیا گیا۔سامنا شیوسینا کے نظریات، سیاسی موقف، اداریوں اور عوامی بیانیے کی ترجمانی کرتا ہے۔

بال ٹھاکرے کے اداریے خاص طور پر سیاسی انداز، سخت تنقیدی زبان اور عوامی اثر کے باعث مشہور رہے۔اس اخبار نے مہاراشٹر کی سیاست میں شیوسینا کے مؤقف کو عوام تک پہنچانے اور جماعتی بیانیہ مضبوط کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ناقدین کے مطابق سامنا بعض اوقات جارحانہ سیاسی زبان استعمال کرتا رہا، جبکہ حامی اسے پارٹی کی بے باک آواز قرار دیتے ہیں۔

(The Saffron Wave: Democracy and Hindu Nationalism in Modern India, Princeton: Princeton University Press, 1999, Page 90-95)

(Official Publications and Historical Documents of Shiv Sena and Saamana. Mumbai: Shiv Sena Publications, various editions)

شیوسینا کا مذہبی نظریہ

شیوسینا کا مذہبی نظریہ بنیادی طور پر ہندو ثقافتی قوم پرستی (Hindutva) اور مرہٹی تہذیبی شناخت کے امتزاج پر قائم ہے۔ابتدا میں جماعت کی سیاست زیادہ تر مرہٹی عوام (Marathi Manoos / मराठी मानूस) کے معاشی، لسانی اور علاقائی حقوق کے گرد گھومتی تھی، لیکن 1980ء کے بعد اس نے ہندوتوا کو اپنے سیاسی وفکری بیانیے کا نمایاں حصہ بنالیا۔

شیوسینا کے نزدیک ہندو تہذیب، روایات، مذہبی علامات اور اکثریتی ثقافتی شناخت کا تحفظ قومی وحدت کے لیے ضروری سمجھا جاتا ہے۔ جماعت خود کو ہندو مفادات کے محافظ کے طور پر پیش کرتی رہی ہے، جبکہ اس کے حامی اسے ہندو ثقافتی بیداری کی آواز قرار دیتے ہیں۔

شیوسینا کے مذہبی نظریے میں مذہب محض عبادات تک محدود نہیں بلکہ ثقافت، سماجی شناخت اور سیاسی شعور سے جڑا ہوا تصور ہے۔ جماعت نے ہندو تہواروں، مذہبی جلوسوں، مندروں اور عوامی مذہبی تقریبات کو سیاسی و سماجی Mobilization کے ذریعہ بھی

استعمال کیا۔ ناقدین کے مطابق شیو سینا کی سیاست میں بعض اوقات مذہبی سختی، اقلیتی مخالف بیانیہ اور جارحانہ عوامی طرزِ عمل نمایاں رہا، جبکہ جماعت اپنے موقف میں اسے ہندو سماج کے تحفظ اور ثقافتی خودداری کی سیاست قرار دیتی ہے۔ وقت کے ساتھ شیو سینا نے حکمرانی اور سیاسی اتحادوں کے مرحلوں میں عملی لچک بھی دکھائی، تاہم ہندوتوا اور مرہٹی شناخت آج بھی اس کے فکری ڈھانچے کے بنیادی عناصر سمجھے جاتے ہیں۔

(The Hindu Nationalist Movement and Indian Politics, Page 330-344)
(The Saffron Wave: Democracy and Hindu Nationalism in Modern India, Page 67-140)
India After Gandhi: The History of the World's Largest Democracy, Page 585-592)

اکھل بھارتیہ ہندو مہاسبھا

(अखिल भारतीय हिन्दू महासभा)

اکھل بھارتیہ ہندو مہاسبھا (Akhil Bharati y a Hindu Mahasabha) ہندوستان کی قدیم ترین ہندو قوم پرست تنظیموں میں شمار ہوتی ہے۔ اس کی بنیاد 1915ء میں آل انڈیا سطح پر رکھی گئی، اگرچہ اس سے قبل مختلف علاقوں میں ہندو سبھائیں موجود تھیں۔ اس تنظیم کے قیام میں پنڈت مدن موہن مالویہ، لالہ لاجپت رائے اور دیگر ہندو رہنماؤں نے اہم کردار ادا کیا۔ ابتدا میں اس کا مقصد برطانوی دورِ حکومت میں ہندو مفادات کی نمائندگی اور ہندو سماج کو منظم کرنا تھا، لیکن بعد میں یہ ایک باقاعدہ سیاسی و نظریاتی تحریک کی صورت اختیار کر گئی۔

تاریخی اہمیت

برصغیر کی سیاسی تاریخ میں ہندو مہاسبھا ایک مؤثر تنظیم رہی ہے۔ بیسویں صدی کے ابتدائی اور وسطی عشروں میں اس نے ہندو قوم پرستی کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا۔ بعد ازاں اس کے بعض نظریات اور سیاسی تصورات نے دیگر ہندو قوم پرست جماعتوں اور تحریکوں کو بھی متاثر کیا۔

نظریات

ہندومہاسبھا کا بنیادی نظریہ ہندوتوا (Hindutva) اور ہندوقومیت (Hindu Nationalism) ہے۔ تنظیم کے مطابق ہندوستان بنیادی طور پر ہندوتہذیب، ثقافت اور تاریخی ورثے کا وطن ہے لہٰذا قومی شناخت کی بنیاد ہندوثقافت ہونی چاہیے۔ 1930ء کی دہائی میں Vinayak Damodar Savarkar کی قیادت میں ہندوتوا کے نظریے کو مزید منظم شکل دی گئی، جس کے تحت ہندوسماج کے اتحاد اور سیاسی قوت پر زور دیا گیا۔

مقاصد

ہندومہاسبھا کے نمایاں مقاصد درج ذیل ہیں:

۱۔ ہندوسماج کو منظم اور متحد کرنا (Hindu Sangathan)۔

۲۔ ہندو مذہبی، ثقافتی اور تہذیبی ورثے کا تحفظ اور فروغ۔

۳۔ ہندومفادات کی سیاسی نمائندگی اور دفاع۔

۴۔ ہندوقوم (Hindu Rashtra) کے تصور کو فروغ دینا۔

۵۔ قومی زندگی میں ہندواقدار اور روایات کو مستحکم کرنا۔

۶۔ تعلیم، ثقافت اور سماجی میدانوں میں ہندوشناخت کو مضبوط بنانا۔

(Hindu Mahasabha in Colonial North India, 1915-1930, Constructing Nation and History, [Bapu, Prabhu], New Delhi, Oxford University Press, 2013, 18-26, 42-45)
(A Survey of Hinduism, 3rd ed. [Klaus K. Klostermaier], Suny Press 2007, Page 431-434)
(The Hindu Nationalist Movement and Indian Politics, Penguin Books 1996, 15-23)
(About Hindu Mahasabha, Official Website of Akhil Bharat Hindu Mahasabha. Accessed June 12, 2026., https//:www.abhm.org.in/about.aspx)

ہندومہاسبھا کا مسلمانوں کے متعلق نظریہ

● ہندومہاسبھا کا بنیادی نظریہ ہندوتوا (Hindutva) اور ہندوقومیت (Hindu

Nationalism) پر مبنی ہے۔ تنظیم کے مطابق ہندوستان کی قومی شناخت بنیادی طور پر ہندو تہذیب، تاریخ اور ثقافت سے وابستہ ہے۔

اس تناظر میں مسلمانوں اور عیسائیوں کو مذہبی اقلیتوں کے طور پر تسلیم کیا جاتا ہے، لیکن ان سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ ہندوستانی ثقافت اور قومی مفادات کے ساتھ مکمل وفاداری کا اظہار کریں۔

(The Hindu Nationalist Movement and Indian Politics, New Delhi: Penguin Books, 1996, Page 25-33, 45)

● ساورکر نے اپنی کتاب Hindutva: Who is a Hindu میں یہ نظریہ پیش کیا کہ جو لوگ ہندوستان کو اپنی پِتر بھومی (Fatherland) اور پُنّیہ بھومی (Holy Land) دونوں مانتے ہیں، وہ ہندو قوم کا حصہ ہیں۔ چونکہ اسلام اور عیسائیت کے مقدس مقامات ہندوستان سے باہر واقع ہیں، اس لیے ساورکر نے مسلمانوں اور عیسائیوں کو ہندو قوم سے الگ مذہبی و ثقافتی گروہ قرار دیا۔

(Hindutva: Who is a Hindu, [Vinayak Damodar Savarkar] 1923, Page 113-116)

● 1937ء میں ہندو مہاسبھا کے صدارتی خطاب میں ساورکر نے کہا تھا کہ ہندوستان میں دو بڑے قومی گروہ، یعنی ہندو اور مسلمان، موجود ہیں۔ یہ موقف بعد میں " دو قوموں" کے نظریے سے متعلق تاریخی مباحث کا موضوع بھی بنا۔

(Hindu Nationalism: Origins, Ideologies and Modern Myths [Chetan Bhatt],Oxford, Berg Publishers, 2001 Page 95-98)

● ہندو مہاسبھا مسلمانوں کے لیے علیحدہ سیاسی مراعات یا فرقہ وارانہ نمائندگی کی مخالفت کرتی رہی اور ایک مضبوط مرکزی قومی ریاست کی حامی رہی۔ تنظیم کا مؤقف تھا کہ تمام شہری قانون کے سامنے برابر ہوں، لیکن قومی ثقافت کی بنیاد ہندو تہذیب ہونی چاہیے۔

(Hindu Mahasabha in Colonial North India, 1915-1930, Constructing Nation and History, London/New York: Routledge, 2013, Page 74-82)

سناتن سنستھا

(सनातन संस्था)

سناتن سنستھا (Sanatan Sanstha) ایک ہندو روحانی اور مذہبی تنظیم ہے جس کی بنیاد 1990ء میں ماہرِ نفسیات ڈاکٹر جینت بالاجی آٹھاولے (Dr. Jayant Balaji Athavale) نے ریاست مہاراشٹر میں رکھی۔ تنظیم کا بنیادی مقصد سناتن دھرم کی تعلیمات کا فروغ، روحانی تربیت، سادھنا (روحانی مشق) کی ترغیب اور ہندو مذہبی وثقافتی روایات کا تحفظ ہے۔ سناتن سنستھا اپنے پیروکاروں کو روحانی ارتقاء، اخلاقی پاکیزگی اور مذہبی شعور پیدا کرنے کی تعلیم دیتی ہے۔

نظریات

سناتن سنستھا کے نظریات ہندو مذہب، سناتن دھرم اور روحانی سادھنا پر مبنی ہیں۔ تنظیم کے مطابق انسان کی حقیقی ترقی روحانی ارتقاء کے ذریعے ممکن ہے۔ یہ تنظیم ہندو مذہبی رسوم، عبادات، منتر، یوگ اور گرو کی رہنمائی کو روحانی ترقی کے اہم ذرائع قرار دیتی ہے۔ سنستھا ہندو تہذیب، مذہبی اقدار اور ثقافتی ورثے کے تحفظ کو بھی ضروری سمجھتی ہے۔

مقاصد

۱۔ سناتن دھرم کی تعلیمات اور اقدار کو عام کرنا۔
۲۔ افراد میں روحانی بیداری اور سادھنا کا شعور پیدا کرنا۔
۳۔ ہندو مذہبی اور ثقافتی روایات کے تحفظ و فروغ کے لیے کام کرنا۔
۴۔ مذہبی، اخلاقی اور روحانی تربیت کے پروگرام منعقد کرنا۔
۵۔ روحانیت، اخلاق اور مذہبی زندگی کے متعلق لٹریچر اور تربیتی مواد شائع کرنا۔
۶۔ ہندو سماج میں مذہبی شعور اور ثقافتی شناخت کو مضبوط بنانا۔

(Athavale, Jayant Balaji: Science of Spirituality, Vol. 1, Introduction to Spirituality, Sanatan Sanstha Publications, 2012, Page 45-58)

(South Asian Studies Journal, Contemporary Hindu Religious Movements and Organizations in Western India, Oxford University Press, Vol. 14,No.3,2018, Page112-115)

(About Sanatan Sanstha: Spiritual and Cultural Identity, Official Website of Sanatan Sanstha, 2020, www.sanatan.org/en/about(Accessed: June 2026)

ہندو یواواہنی

(हिन्दू युवा वाहिनी)

ہندو یوا واہنی (Hindu Yuva Vahini) اتر پردیش میں قائم ایک ہندوقوم پرست سماجی وثقافتی تنظیم ہے جس کی بنیاد 2002ء میں یوگی آدتیہ ناتھ (Yogi Adityanath) نے گورکھپور میں رکھی۔ تنظیم کا مقصد ہندو نوجوانوں کو منظم کرنا، ہندو مذہبی وثقافتی شعور کو فروغ دینا اور سماجی سرگرمیوں میں حصہ لینا بتایا جاتا ہے۔

ہندو یوا واہنی اتر پردیش کے مشرقی علاقوں میں خاص طور پر فعال رہی ہے اور ہندوتوا سے وابستہ تنظیموں میں شمار کی جاتی ہے۔

تنظیم اپنے آپ کو ایک سماجی، ثقافتی اور قوم پرستانہ پلیٹ فارم کے طور پر پیش کرتی ہے جو ہندو سماج میں اتحاد، نظم وضبط اور مذہبی بیداری پیدا کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ اس کے کارکن مذہبی تقریبات، سماجی خدمت، قدرتی آفات کے دوران امدادی سرگرمیوں اور عوامی مسائل سے متعلق مہمات میں بھی حصہ لیتے ہیں۔

ہندو یوا واہنی گئو رکشا (گائے کے تحفظ)، مذہبی تبدیلئ مذہب (Religious Conversion) کی مخالفت، ہندو تہذیبی ورثے کے تحفظ اور ہندو نوجوانوں میں تنظیمی شعور پیدا کرنے پر زور دیتی ہے۔

سیاسی وسماجی مباحث میں اس تنظیم کو ہندوتوا تحریک کے ایک فعال جزو کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ بعض مبصرین کے نزدیک اس نے مشرقی اتر پردیش میں ہندوقوم پرست

سیاست کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا، جبکہ ناقدین اس کی بعض سرگرمیوں اور بیانات کو فرقہ وارانہ کشیدگی سے جوڑتے ہیں۔ اس کے باوجود تنظیم اپنے مؤقف کو ہندو مفادات، ثقافتی تحفظ اور سماجی خدمت کے تناظر میں پیش کرتی ہے۔

نظریات

ہندو یوا واہنی کے نظریات بنیادی طور پر ہندوتوا (Hindutva)، ہندو قومیت (Hindu Nationalism) اور ہندو ثقافتی احیاء کے تصورات پر مبنی ہیں۔ تنظیم کے مطابق ہندوستان کی تہذیبی اور ثقافتی شناخت کی بنیاد ہندو روایت، تاریخ اور اقدار ہیں، اس لیے ان کے تحفظ اور فروغ کو قومی مفاد کا اہم حصہ سمجھا جاتا ہے۔

ہندو یوا واہنی ہندو سماج کے مختلف طبقات، ذاتوں اور علاقوں کے درمیان اتحاد پیدا کرنے اور انہیں ایک مشترک مذہبی و ثقافتی شناخت کے تحت منظم کرنے پر زور دیتی ہے۔

تنظیم ہندو مذہبی شعائر، مندروں، تہواروں اور روایتی رسوم و رواج کے تحفظ اور ترویج کو ضروری قرار دیتی ہے۔ اس کے نزدیک مذہبی تبدیلیٔ مذہب (Religious Conversion) ہندو سماج کے لیے ایک چیلنج ہے، اس لیے یہ تبدیلیٔ مذہب کے خلاف عوامی بیداری پیدا کرنے کی حمایت کرتی ہے۔

اسی طرح گئو رکشا (Cow Protection) کو ہندو مذہبی عقائد اور ثقافتی اقدار کا اہم حصہ قرار دیا جاتا ہے۔ تنظیم قومی یکجہتی، حب الوطنی، سماجی نظم و ضبط اور نوجوانوں میں مذہبی و قومی شعور پیدا کرنے کو بھی اپنے نظریاتی اصولوں میں شامل کرتی ہے۔

مقاصد

۱۔ ہندو نوجوانوں کی تنظیم سازی اور قیادت کی تربیت۔

۲۔ ہندو ثقافت، تہذیب اور مذہبی روایات کا تحفظ و فروغ۔

۳۔ ہندو مذہبی شعور اور شناخت کو مضبوط بنانا۔

۴۔گئو رکشا (گائے کے تحفظ) اور ہندو مذہبی مقامات کی حفاظت۔
۵۔ مذہبی تبدیلیٔ مذہب (Religious Conversion) کی مخالفت اور اس کے خلاف بیداری پیدا کرنا۔
٦۔سماجی خدمت، امدادی سرگرمیوں اور عوامی فلاحی کاموں میں حصہ لینا۔
۷۔ہندو سماج میں اتحاد، تنظیم اور اجتماعی شعور کو فروغ دینا۔
۸۔قومی یکجہتی، حب الوطنی اور ثقافتی شناخت کو مستحکم کرنا۔
۹۔ہندوتو انظریات اور ہندو مفادات کی ترویج وحمایت۔
۱۰۔ہندو تہواروں، مذہبی اجتماعات اور ثقافتی تقریبات کی سرپرستی۔
۱۱۔نوجوانوں میں نظم وضبط، سماجی ذمہ داری اور قومی خدمت کے جذبے کو فروغ دینا۔

ہندوستانی مسلمانوں کے متعلق نظریہ

ہندو یوا واہنی خود کو ہندو مفادات کے تحفظ کی تنظیم قرار دیتی ہے، تاہم اس کے بعض رہنماؤں اور کارکنوں کے بیانات اور سرگرمیوں کے حوالے سے متعدد مبصرین، صحافیوں اور محققین نے یہ نشاندہی کی ہے کہ تنظیم نے بعض مواقع پر مسلمانوں سے متعلق سخت مؤقف اختیار کیا ہے۔

تنظیم کی قیادت کی جانب سے مذہبی تبدیلی، گئو کشی، بین المذاہب شادیوں اور فرقہ وارانہ معاملات پر سخت بیانات دیے جاتے رہے ہیں۔ ناقدین کے مطابق یہ مؤقف بعض اوقات مسلم برادری کے ساتھ کشیدگی کا سبب بنتا ہے، جبکہ تنظیم اپنے مؤقف کو ہندو مفادات اور ثقافتی تحفظ کے تناظر میں پیش کرتی ہے۔ اس لیے اس موضوع کو تحقیقی اور تاریخی تناظر میں غیر جانب داری کے ساتھ دیکھنا ضروری ہے۔

(Shadow Armies: Fringe Organizations and Foot Soldiers of Hindutva, [by Dhirendra k. Jha] New Delhi, Juggernaut Books, 2017, Page 115-128)
(Modi's India: Hindu Nationalism and the Rise of Ethnic Democracy, [by Jaffrelot

Christophe], Princeton University Press, 2021, Page 205-212)

(Verniers, Gilles, " The Hindu Yuva Vahini and the Radicalization of the Hindu Youth in Eastern Uttar Pradesh", Journal of South Asian Studies, Vol. 42, No. 2, 2019, Page 342-350)

(The Vernacularisation of Democracy: Politics, Caste and Religion in India. 2008 Page 145-158)

(Hindu Yuva Vahini, Official Organizational Material and Public Statements. Gorakhpur: HYV Central Office, 2018, Page 4-12)

اللہ تعالیٰ اس قوم کو ہدایت عطا فرما کر اس ملک کو امن کا گہوارہ بنائے۔ والسلام

والسلام

دعاؤں کا طالب

محمد سرور فاروقی ندوی

استاذ: دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ

15-12-1999

❀❀❀